

نیکی کا حکم دینے

الہی

برائی سے روکنے میں

خواتین کے ذمہ داری

پروفیسر ڈاکٹر فضل الہی





معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مَجْلِسُ التَّحْقِيقِ الْإِسْلَامِيِّ کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

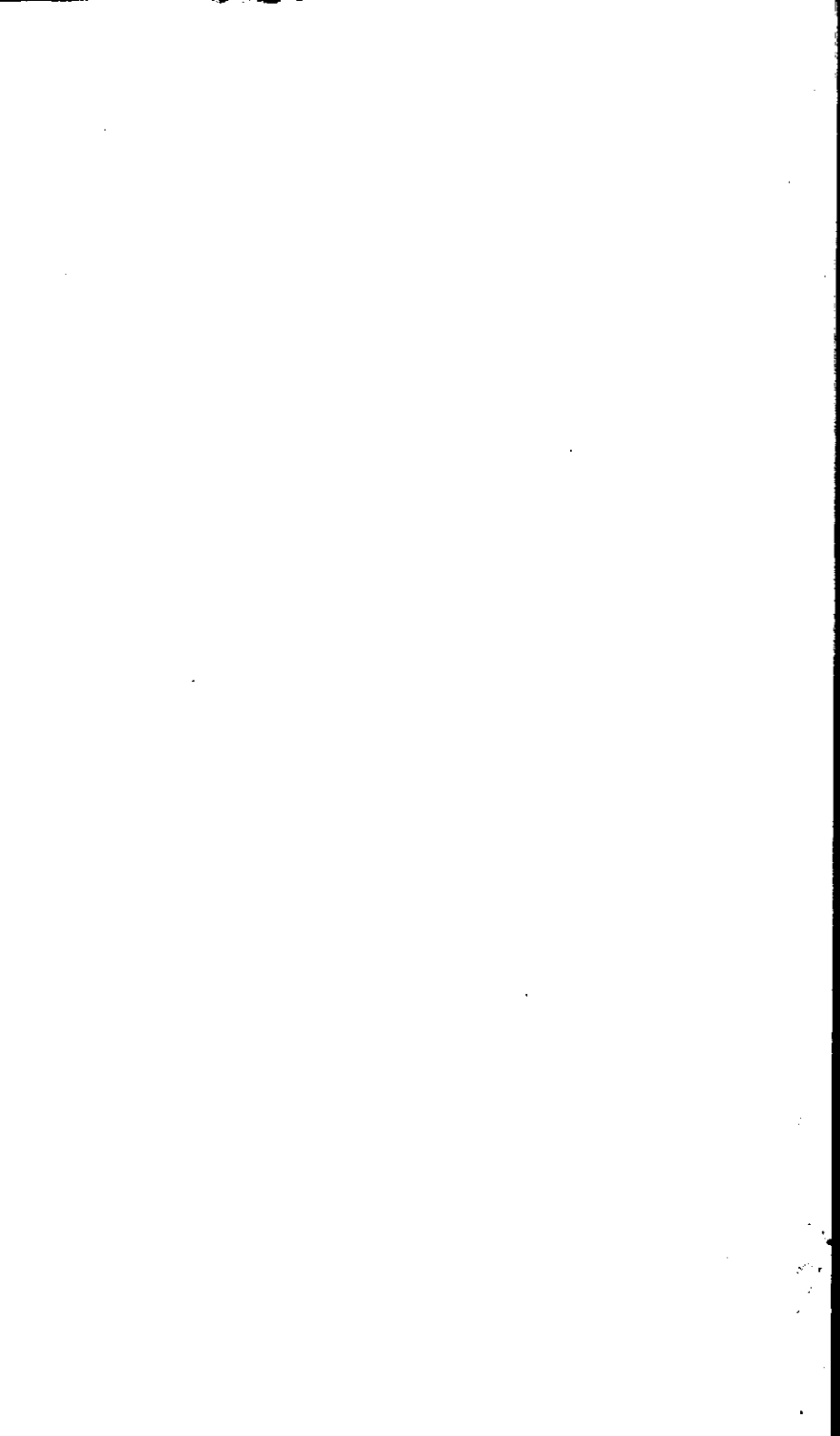
ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

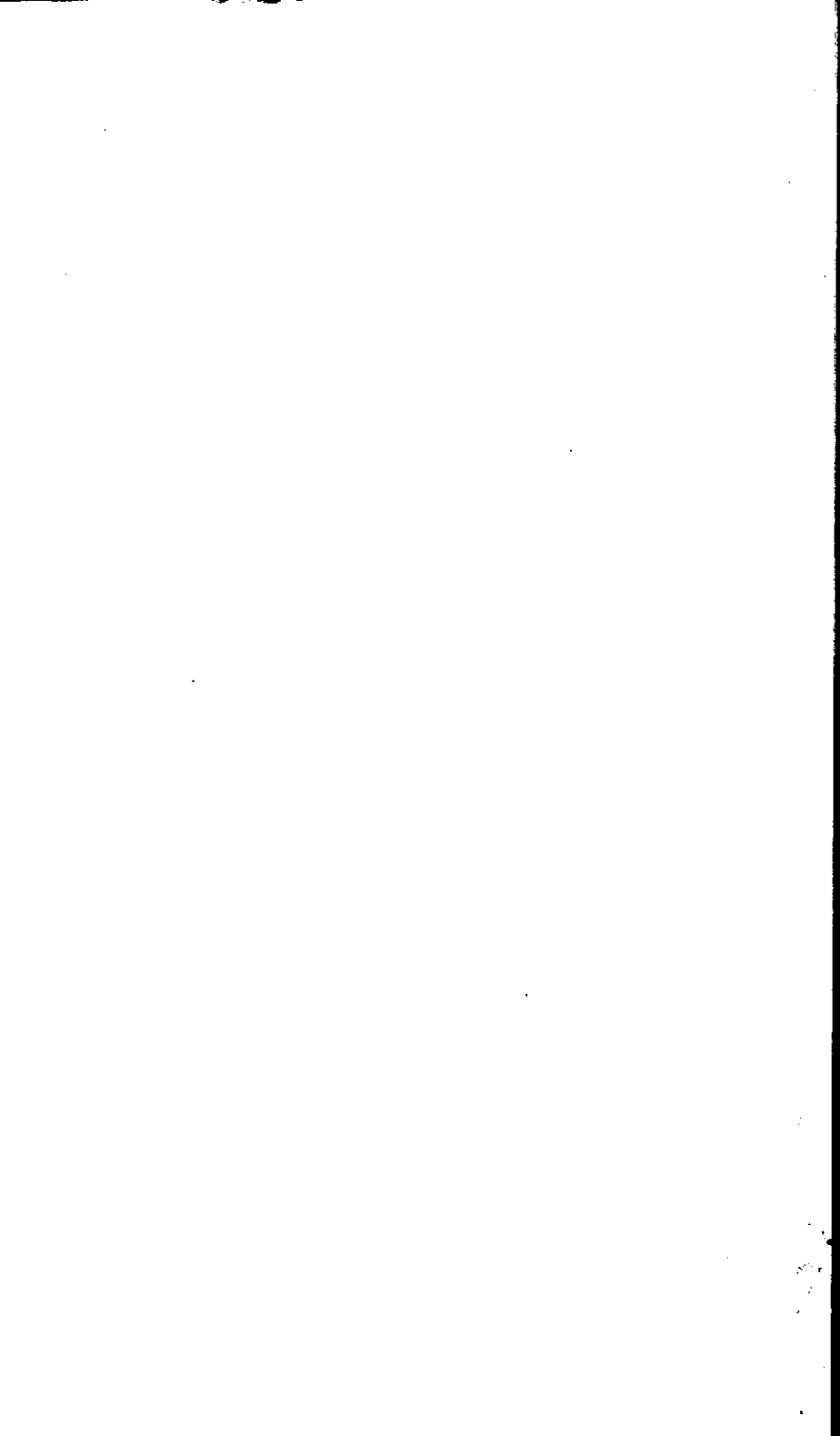
🌐 www.KitaboSunnat.com



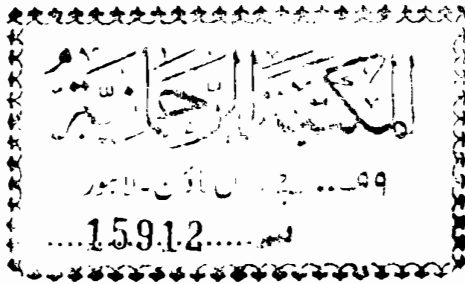
سچی باتیں
الح
برائے عسکریں
خواتین
ذمہ داری

پروفیسر ڈاکٹر فضل الہی





جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں



اشاعت _____ جنوری 2007ء
تعداد _____ 1100
اہتمام _____ قدوسیہ اسلامک پریس
قیمت _____ 200/- روپے

پاکستان میں شائع ہے

مکتبہ قدوسیہ
اردو بازار لاہور

رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

Tel # +92 42 735 1124 , +92 42 723 0585

E-mail: qadusia@brain.net.pk

فہرست مضامین

WWW.KITABOSUNNAT.COM

۳۳		پیش لفظ	✽
۳۵		سات سوالات	✽
۳۵		کتاب میں نئی بات	✽
۳۶		کتاب کی تیاری میں پیش نظر باتیں	✽
۳۷		کتاب کا خاکہ	✽
۳۹		شکر و دعا	✽

فصل اول:

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متعلق
خواتین کی ذمہ داری اور اس کی اہمیت

۴۱		تمہید	✽
----	-------	-------	---

مبحث اول:

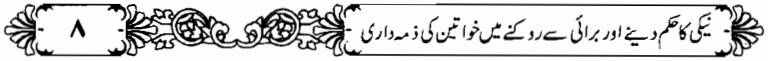
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متعلق خواتین کی ذمہ داری

۴۲		تمہید	✽
----	-------	-------	---

مطلب اول:

فرضیت احتساب کے متعلق عام نصوص

۴۳		۱۔ ارشاد رب العالمین: ﴿والعصر﴾ السورة	✽
----	-------	---------------------------------------	---



- ۴۴ علامہ رازیؒ کی تحریر
- ۴۶ ۲۔ ارشاد رب العالمین: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ﴾ الآية
- ۴۶ حضرت مجاہدؒ کا بیان
- ۴۶ قاضی ابن عطیہؒ کی تحریر
- ۴۷ ۳۔ ارشاد نبی کریم ﷺ: ”مَنْ رَأَى مِنْكُمْ.....“
- ۴۷ سیغہ مذکر میں خواتین کا داخل ہونا
- ۴۸ امام ابن القیمؒ کا بیان
- مطلب دوئم

خواتین پر فرضیتِ احتساب کے متعلق خاص نصوص

- ۴۹ ۱۔ ارشاد رب العالمین: ﴿يَنْسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ.....﴾ الآية
- ۵۰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان
- ۵۰ امام ابو بکر بھٹائیؒ کی تحریر
- ۵۰ ۲۔ ارشاد رب رحیم: ﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ.....﴾ الآية
- ۵۱ امام ابن نحاسؒ کی تحریر
- ۵۲ ۳۔ حدیث رسول کریم ﷺ: ((وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ.....))
- ۵۳ امام خطابیؒ کی تحریر
- ۵۴ روایت انس رضی اللہ عنہ
- ۵۴ روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

مبحث دوم

خواتین کے نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی اہمیت

- ۵۵ تمہید ❀
- ۵۶ ۱۔ ماؤں کا اولاد کے ساتھ زیادہ وقت گزارنا ❀
- ۵۶ ۲۔ اولاد کا ماؤں سے شدید تعلق ❀
- ۵۷ امام شافعیؒ کا فرمان
- ۵۸ ۳۔ ماں کے فکری اختلاف کے سبب احتساب والد کا بے اثر ہونا ❀
- ۵۸ نوح علیہ السلام کے بیٹے کا بگاڑ
- ۵۸ دین والی عورت کے انتخاب کے حکم نبوی کی ایک حکمت
- ۵۹ ۴۔ بعض بیویوں کا شوہروں پر عظیم اثر ❀
- ۶۰ بیوی کی فرمائش پر فرعون کا موسیٰ علیہ السلام کو قتل نہ کرنا
- ۶۰ عکرمہ رضی اللہ عنہ کا بیوی کی کوشش سے مسلمان ہونا
- ۶۱ تاتاریوں اور ترکوں کا بیویوں کی کوشش سے مسلمان ہونا
- ۶۱ ۵۔ بیٹیوں کا بعض باپوں کی نظر میں خاص مقام ❀
- ۶۲ ۱: بیٹی کا ہار دیکھنے پر رقت کا طاری ہونا ❀
- ۶۳ ب: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ کا تعلق
- ۶۴ ج: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے طریقہ استقبال
- ۶۵ د: نواسی سے تعلق
- ۶۷ شاعر اسحاق بن خلف کے بیٹی کے متعلق جذبات
- ۶۹ موجودہ دور کے بعض باپوں کا بیٹیوں سے تعلق
- ۷۰ رضاعی بہن سے تعامل مصطفیٰ ﷺ

موجودہ دور کے بعض بھائیوں کا بہنوں سے لگاؤ ۷۱

تنبیہات ۷۲

فصل دوم:

خواتین کے نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے واقعات

تمہید ۷۳

مبحث اول

خواتین کا عام لوگوں، اقربا اور معارف کو نیکی کا حکم دینا
اور برائی سے روکنا

تمہید ۷۴

مطلب اول

خواتین کا عام لوگوں، اقربا اور معارف میں سے
مختلف افراد کا احتساب

تمہید ۷۶

۱۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا کی بیٹی کو [لا الہ الا اللہ] کہنے کی تلقین ۷۶

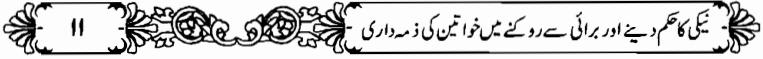
دلیل ۷۶

امام ابن سعد کی روایت ۷۶

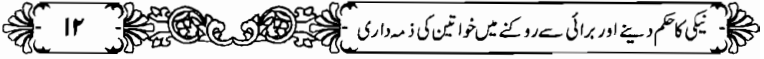
واقعات سے مستفاد باتیں ۷۷

۲۔ ام حکیم رضی اللہ عنہا کا شوہر کو دعوتِ اسلام دینا ۷۸

دلیل ۷۸



- ۷۸ حافظ ابن عبد البرؒ کی تحریر
- ۷۹ واقعے سے مستفاد باتیں
- ۸۰ ۳۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا کا اپنے منگیتر کو ترکِ شرک کا حکم دینا
- ۸۰ دلیل
- ۸۱ امام ابن سعدؒ کی روایت
- ۸۲ امام نسائیؒ کی روایت
- ۸۳ قصے سے مستفاد باتیں
- ۸۴ ۴۔ ام حکیم رضی اللہ عنہا کا شوہر کو دعوتِ اسلام دینا
- ۸۴ دلیل
- ۸۴ حافظ ابن عبد البرؒ کا بیان
- ۸۵ تاریخ ابن عساکرؒ کی روایت
- ۸۶ قصے سے مستفاد باتیں
- ۸۷ ۵۔ پھوپھی کا عدی بن حاتم کو دربارِ نبوت میں حاضری کا حکم دینا
- ۸۸ دلیل
- ۸۸ امام احمدؒ کی روایت
- ۹۱ قصے سے مستفاد باتیں
- ۹۲ ۶۔ بچے کو لوہے کی پازسیں پہنانے پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا احتساب
- ۹۲ دلیل
- ۹۲ امام حاکمؒ کی روایت
- ۹۳ قصے سے معلوم ہونے والی باتیں
- ۹۴ ۷۔ میمونہ رضی اللہ عنہا کا حاضہ کے متعلق بھانجے کی غلط فہمی پر سمجھانا
- ۹۴ دلیل



- ۹۴ امام احمدؒ کی روایت
- ۹۶ قصے سے مستفاد باتیں
- ۹۷ ۸۔ میمونہ رضی اللہ عنہا کا حائضہ بیوی سے دوری پر بھانجے کو ڈانٹنا
- ۹۷ دلیل
- ۹۷ امام احمدؒ کی روایت
- ۹۹ قصے سے معلوم ہونے والی باتیں
- ۱۰۰ ۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھائی کو پورا وضو کرنے کا حکم دینا
- ۱۰۰ دلیل
- ۱۰۰ امام مسلمؒ کی روایت
- ۱۰۱ قصے سے مستفاد باتیں
- ۱۰۲ ۱۰۔ دورانِ نماز وضو ٹوٹنے پر سلمیٰ رضی اللہ عنہا کا شوہر کو حکم وضو
- ۱۰۲ دلیل
- ۱۰۲ امام احمدؒ کی روایت
- ۱۰۳ قصے سے مستفاد باتیں
- ۱۰۴ ۱۱۔ عمرہ کا شوہر کو عبادت کے لئے جاگنے کا حکم دینا
- ۱۰۴ دلیل
- ۱۰۴ حافظ ابن جوزیؒ کا بیان
- ۱۰۵ قصے پر تعلیق
- ۱۰۶ ۱۲۔ کھانے کے آنے پر بھتیجے کے ارادہ نماز پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا احتساب
- ۱۰۶ دلیل
- ۱۰۶ امام مسلمؒ کی روایت

- ۱۰۸ قصے سے استفاد باتیں
- ✽ ۱۳۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا قرابت دار کو نماز میں پھونک مارنے سے روکنا..... ۱۰۹
- دلیل..... ۱۰۹
- امام حاکمؒ کی روایت..... ۱۰۹
- قصے سے استفاد باتیں..... ۱۱۰
- ✽ ۱۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجر اسود کو چھونے کی دعوت دینے والی عورت کا احتساب..... ۱۱۰
- دلیل..... ۱۱۰
- امام بخاریؒ کی روایت..... ۱۱۰
- قصے سے استفاد باتیں..... ۱۱۱
- ✽ ۱۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مردوں میں گھس کر حجر اسود کو چھونے والی عورت کا احتساب..... ۱۱۲
- دلیل..... ۱۱۲
- امام بیہقیؒ کی روایت..... ۱۱۲
- قصے سے استفاد باتیں..... ۱۱۳
- ✽ ۱۶۔ طلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی کا انہیں اقربا میں مال خرچ کرنے کی تلقین کرنا..... ۱۱۳
- دلیل..... ۱۱۳
- امام طبرانیؒ کی روایت..... ۱۱۳
- قصے سے استفاد باتیں..... ۱۱۵
- ✽ ۱۷۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا مسکین کو کچھ دے کر بھیجنے کا حکم..... ۱۱۶

- دلیل ۱۱۶
- حافظ ابن عبدالبرؒ کا بیان ۱۱۶
- قصے سے مستفاد باتیں ۱۱۷
- ۱۸۔ حفصہ رضی اللہ عنہا کا بھائی کو شادی کا حکم دینا ۱۱۸
- دلیل ۱۱۸
- امام شافعیؒ کی روایت ۱۱۸
- قصے سے مستفاد باتیں ۱۱۸
- ۱۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ابن ہشامؒ کو عورتوں سے علیحدگی سے روکنا ۱۱۹
- دلیل ۱۲۰
- امام احمدؒ کی روایت ۱۲۰
- قصے سے مستفاد باتیں ۱۲۰
- ۲۰۔ شوہر کے گھر سے مطلقہ کے نکلنے پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا احتساب ۱۲۳
- دلیل ۱۲۳
- امام مسلمؒ کی روایت ۱۲۳
- قصے سے مستفاد باتیں ۱۲۴
- ۲۱۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ابوسلمہؒ کو تنازعہ زمین سے روکنا ۱۲۴
- دلیل ۱۲۴
- امام بخاریؒ کی روایت ۱۲۴
- قصے سے مستفاد باتیں ۱۲۴
- ۲۲۔ معاذہؓ کی رضاعی بیٹی کو اکل حرام سے اجتناب کی تاکید ۱۲۶
- دلیل ۱۲۶
- حافظ ابن جوزیؒ کی تحریر ۱۲۶

- ۱۲۷ قصے سے مستفاد باتیں
- ❀ ۲۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھانجے کو ساتھی سمیت کسی کے باغ سے
- ۱۲۸ کھانے پر ڈانٹنا
- ۱۲۸ دلیل
- ۱۲۸ امام حاکمؒ کی روایت
- ۱۲۹ قصے سے مستفاد باتیں
- ❀ ۲۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کا شراب کے ساتھ کنگھی کرنے پر احتساب
- ۱۳۰ دلیل
- ۱۳۰ امام حاکمؒ کی روایت
- ۱۳۲ قصے سے مستفاد باتیں
- ❀ ۲۵۔ میمونہ رضی اللہ عنہا کا شراب کی بدبو والے قریبی کو دھمکی دینا
- ۱۳۳ دلیل
- ۱۳۳ امام ابن سعدؒ کی روایت
- ۱۳۳ قصے سے مستفاد باتیں
- ❀ ۲۶۔ عورت کا برائی کا ارادہ کرنے والے کو قتل کرنا
- ۱۳۵ دلیل
- ۱۳۵ امام عبدالرزاقؒ کی روایت
- ۱۳۵ امام بیہقیؒ کی روایت
- ۱۳۷ قصے سے مستفاد باتیں
- ❀ ۲۷۔ دوران طواف صلیب والے کپڑے پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا
- ۱۳۹ احتساب
- ۱۴۰ دلیل

- ۱۴۰ امام احمدؒ کی روایت
- ۱۴۰ ۲۸۔ دورانِ سعی صلیب والے کپڑے پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا احتساب
- ۱۴۰ دلیل
- ۱۴۰ امام احمدؒ کی روایت
- ۱۴۱ دونوں قصوں سے مستفاد باتیں
- ۱۴۲ ۲۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھتیجی کا باریک دوپٹہ چیر دینا
- ۱۴۲ دلیل
- ۱۴۲ امام ابن سعدؒ کی روایت
- ۱۴۳ قصے سے مستفاد باتیں
- ۱۴۴ ۳۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بچی کی لٹوں کو چھپانے کی ترغیب دینا
- ۱۴۴ دلیل
- ۱۴۴ امام ابن ابی شیبہؒ کی روایت
- ۱۴۵ قصے سے مستفاد باتیں
- ۱۴۵ ۳۱۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بچی کی آواز والی پازیبوں پر احتساب
- ۱۴۶ دلیل
- ۱۴۶ امام ابو داؤدؒ کی روایت
- ۱۴۶ قصے سے مستفاد باتیں
- ۱۴۷ ۳۲۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بچے کی سونے کی انگوٹھی پر احتساب
- ۱۴۷ دلیل
- ۱۴۷ امام ابن ابی شیبہؒ کی روایت
- ۱۴۸ قصے سے مستفاد باتیں

❁ ۳۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مردوں سے مشابہت کرنے والی عورت

۱۴۹ پراحتساب

۱۴۹ دلیل

۱۴۹ امام ابو داؤد کی روایت

۱۵۰ قصے سے مستفاد باتیں

❁ ۳۴۔ زینب رضی اللہ عنہا کا [برہ] نام رکھنے سے روکنا

۱۵۱ دلیل

۱۵۱ امام مسلم کی روایت

۱۵۲ قصے سے مستفاد باتیں

❁ ۳۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کا گرنے والے پر ہنسنے سے روکنا

۱۵۳ دلیل

۱۵۳ امام مسلم کی روایت

۱۵۳ قصے سے مستفاد باتیں

❁ ۳۶۔ عائشہ کا بھانجے کو حسان رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنے سے روکنا

۱۵۴ دلیل

۱۵۴ امام مسلم کی روایت

۱۵۵ قصے سے مستفاد باتیں

❁ ۳۷۔ بریرہ رضی اللہ عنہا کا عبدالملک کو خون ریزی سے بچنے کی تلقین کرنا

۱۵۵ دلیل

۱۵۵ حافظ ابن عبدالبر کی تحریر

۱۵۷ قصے سے مستفاد باتیں

❁ ۳۸۔ عمرہ انصاریہ کا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ جانے سے روکنا

۱۵۷ دلیل

۱۵۸ حافظ ذہبیؒ کی نقل کردہ روایت

۱۵۸ قصے سے مستفاد باتیں

❀ ۳۹۔ اسماء بنتیؓ کا بیٹے کو موت کے ڈر سے غلط شرائط ماننے سے

۱۵۹ روکنا

۱۵۹ دلیل

۱۵۹ حافظ ذہبیؒ کی منقولہ روایت

۱۶۰ قصے پر تعلق

۱۶۰ امام طبریؒ کی روایت

۱۶۲ قصے سے مستفاد باتیں

❀ ۴۰۔ ام سعد بنتیؓ کا بیٹے کو جلد لشکرِ اسلامی کے ساتھ ملنے کا حکم

۱۶۵ دینا

۱۶۵ دلیل

۱۶۵ امام ابن اسحاقؒ کی روایت

۱۶۶ قصے پر تعلق

مطلب دوئم

خواتین کا عام لوگوں، اقرباء، اور معارف میں سے

جماعتوں کا احتساب

❀ ۱۶۷ تمہید

❀ ۱۔ آدھی رات کو طہر دیکھنے کے لئے طلبِ چراغ پر بنت زیدؓ

۱۶۷ کا نقد

- ۱۶۷ دلیل
- ۱۶۷ امام مالکؒ کی روایت
- ۱۶۷ قصے سے استفاد باتیں
- ❖ ۲۔ طواف کی رکعتوں کو مکروہ وقت تک موخر کرنے پر عائشہ رضی اللہ عنہا
- ۱۷۰ کا احتساب
- ۱۷۰ دلیل
- ۱۷۰ امام بخاریؒ کی روایت
- ۱۷۱ تنبیہ
- ❖ ۳۔ مسجد میں جنازہ لانے کو ناپسند کرنے پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا
- ۱۷۲ احتساب
- ۱۷۲ دلیل
- ۱۷۲ امام مسلمؒ کی روایت
- ۱۷۳ قصے سے استفاد باتیں
- ❖ ۴۔ جوان عورتوں کو عید گاہ جانے سے روکنے پر ایک خاتون کا
- ۱۷۴ احتساب
- ۱۷۴ دلیل
- ۱۷۴ امام بخاریؒ کی روایت
- ۱۷۶ قصے سے استفاد باتیں
- ❖ ۵۔ عشاء کے بعد بے کار گفتگو پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا احتساب
- ۱۷۷ دلیل
- ۱۷۷ امام مالکؒ کی روایت
- ۱۷۷ قصے سے استفاد باتیں

۱۷۸ ۶۔ حواء انصاریہ رضی اللہ عنہا کا سائل کو ضرور کچھ دینے کا حکم

۱۷۸ دلیل

۱۷۹ امام احمدؒ کی روایت

۱۸۰ قصے سے مستفاد باتیں

۷۔ مٹی کے ٹکڑوں میں نبیذ بنانے کے متعلق کثرتِ سوال پر صفیہ رضی اللہ عنہا

۱۸۱ کا احتساب

۱۸۱ دلیل

۱۸۱ امام احمدؒ کی روایت

۱۸۲ قصے سے مستفاد باتیں

۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ازواجِ مطہرات کے طلبِ میراث کے

۱۸۲ ارادے پر احتساب

۱۸۳ دلیل

۱۸۳ امام مسلمؒ کی روایت

۱۸۳ قصے سے مستفاد باتیں

۹۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالی دینے پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا احتساب

۱۸۴ دلیل

۱۸۴ امام مسلمؒ کی روایت

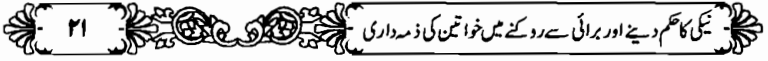
۱۸۵ قصے سے مستفاد باتیں

۱۰۔ عائشہ کا عثمان رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنے والوں کا احتساب

۱۸۶ دلیل

۱۸۶ امام احمدؒ کی روایت

۱۸۸ قصے سے مستفاد باتیں



- ۱۱۔ علی رضی اللہ عنہ کو گالی دینے سے نہ روکنے پر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا احتساب ۱۹۰
- دلیل ۱۹۰
- امام احمدؒ کی روایت ۱۹۰
- قصے سے مستفاد باتیں ۱۹۱
- ۱۲۔ علی رضی اللہ عنہ کو وحی رسول ﷺ کہنے پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا احتساب ۱۹۲
- دلیل ۱۹۲
- امام مسلمؒ کی روایت ۱۹۲
- قصے سے مستفاد باتیں ۱۹۳
- ۱۳۔ اہل عراق کی حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے بے وفائی پر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا نقد ۱۹۴
- دلیل ۱۹۴
- امام طبرانیؒ کی روایت ۱۹۴
- قصے سے مستفاد باتیں ۱۹۵
- ۱۴۔ معرکہ یرموک میں بھاگنے والوں کو مسلمان عورتوں کا ڈانٹنا ۱۹۵
- دلیل ۱۹۵
- حافظ ابن کثیرؒ کی نقل کردہ روایت ۱۹۵
- علامہ ابو محمد کوفیؒ کی نقل کردہ روایت ۱۹۶
- قصے پر تعلق ۱۹۷
- ۱۵۔ زرد والے کنبے کو عائشہ رضی اللہ عنہا کی اپنے گھر سے نکالنے کی دھمکی ۱۹۸
- دلیل ۱۹۸
- امام مالکؒ کی روایت ۱۹۸
- قصے سے مستفاد باتیں ۱۹۹

- ❖ ۱۶۔ خواتینِ محص کے حماموں میں جانے پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا احتساب ۲۰۰
 دلیل..... ۲۰۰
- ۲۰۰ امام احمدؒ کی روایت.....
 قصے سے مستفاد باتیں..... ۲۰۱
- ❖ ۱۷۔ خواتینِ محص کے حماموں میں جانے پر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا احتساب ۲۰۱
 دلیل..... ۲۰۱
- ۲۰۱ امام حاکمؒ کی روایت.....
 قصے سے مستفاد باتیں..... ۲۰۲
- ❖ ۱۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کا عورتوں کو چہرے چھیلنے سے منع کرنا ۲۰۳
 دلیل..... ۲۰۳
- ۲۰۳ امام احمدؒ کی روایت.....
 قصے سے مستفاد باتیں..... ۲۰۴
- ❖ ۱۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کا نشہ کا سبب بننے والے برتنوں سے روکنا ۲۰۴
 دلیل..... ۲۰۴
- ۲۰۴ امام حاکمؒ کی روایت.....
 قصے سے مستفاد باتیں..... ۲۰۵
- ❖ ۲۰۔ حصہؒ کا جوانوں کو زمانہ شباب سے فائدہ اٹھانے کا حکم ۲۰۶
 دلیل..... ۲۰۶
- ۲۰۶ حافظ ابن جوزیؒ کی نقل کردہ روایت.....
 قصے پر تعلق..... ۲۰۶

مبحث دوم WWW.KITABOSUNNAT.COM خواتین کا علماء اور طلبہ کا احتساب

- ۲۰۸ تمہید *
- ۲۰۸ ۱۔ رویت باری تعالیٰ کے متعلق سوال پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا احتساب *
- ۲۰۸ دلیل
- ۲۰۸ امام احمدؒ کی روایت
- ۲۱۰ قصے سے مستفاد باتیں
- ۲۱۱ ۲۔ رونے پر عذاب میت کے قول ابن عمرؓ پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا احتساب *
- ۲۱۱ دلیل
- ۲۱۱ امام مسلمؒ کی روایت
- ۲۱۳ قصے سے مستفاد باتیں
- ۲۱۳ ۳۔ دورانِ غسل مینڈھیوں کو کھولنے کے فتویٰ پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا احتساب *
- ۲۱۴ دلیل
- ۲۱۴ امام مسلمؒ کی روایت
- ۲۱۵ قصے سے مستفاد باتیں
- ۲۱۵ تنبیہ
- ۲۱۶ ۴۔ پکی ہوئی چیز کھانے پر وضو کے فتویٰ پر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا احتساب *
- ۲۱۶ دلیل
- ۲۱۶ امام احمدؒ اور امام ابو یعلیٰؒ کی روایت
- ۲۱۷ قصے سے مستفاد باتیں

❀ ۵۔ طلوع فجر کے بعد وتر نہ ہونے کے فتویٰ پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا

۲۱۷ احتساب

۲۱۸ دلیل

۲۱۸ امام احمدؒ کی روایت

۲۱۸ قصے سے مستفاد باتیں

❀ ۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کا تہجد چھوڑنے سے منع کرنا

۲۱۹ دلیل

۲۱۹ امام حاکمؒ کی روایت

۲۱۹ قصے سے مستفاد باتیں

❀ ۷۔ حائضہ کی قضائے نماز کے فتویٰ پر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا احتساب

۲۲۰ دلیل

۲۲۰ امام ابو داؤدؒ کی روایت

۲۲۱ قصے سے مستفاد باتیں

❀ ۸۔ فجر پانے والے جنبی کے روزہ نہ رکھنے کے فتویٰ پر عائشہ رضی اللہ عنہا

۲۲۱ کا احتساب

۲۲۲ دلیل

۲۲۲ امام مسلمؒ کی روایت

۲۲۳ قصے سے مستفاد باتیں

❀ ۹۔ روایت ابن عمرؓ پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا احتساب

۲۲۶ دلیل

۲۲۶ امام احمدؒ کی روایت

۲۲۶ قصے سے مستفاد باتیں

- ❖ ۱۰۔ احرام سے پہلے خوشبو کو ناپسند کرنے پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا احتساب ۲۲۷
- دلیل ۲۲۷
- امام مسلمؒ کی روایت ۲۲۷
- امام بخاریؒ کی روایت ۲۲۸
- قصے سے مستفاد باتیں ۲۲۹
- ❖ ۱۱۔ فہم آیت میں غلطی پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا احتساب ۲۳۱
- دلیل ۲۳۲
- امام مسلمؒ کی روایت ۲۳۲
- قصے سے مستفاد باتیں ۲۳۳
- ❖ ۱۲۔ قربانی بھیجنے پر احرام کی پابندیوں کے متعلق فتویٰ پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا احتساب ۲۳۵
- دلیل ۲۳۵
- امام بخاریؒ کی روایت ۲۳۵
- قصے سے مستفاد باتیں ۲۳۶
- ❖ ۱۳۔ عمرہ رجب کے متعلق روایت ابن عمر پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا احتساب ۲۳۷
- دلیل ۲۳۷
- امام بخاریؒ کی روایت ۲۳۷
- قصے سے مستفاد باتیں ۲۴۰
- ❖ ۱۴۔ رات میں ایک یا دو مرتبہ ختم قرآن پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا احتساب ۲۴۰
- دلیل ۲۴۱
- امام احمدؒ کی روایت ۲۴۱

- ۲۴۲ قصے سے استفاد باتیں
- ۲۴۳ ۱۵۔ ام طلقؓ کا بیٹے کو قرآن کے اس پر وبال ہونے سے ڈرانا *
دلیل
- ۲۴۳ حافظ ابن جوزیؒ کی نقل کردہ روایت
- ۲۴۳ قصے پر تعلیق
- ۲۴۴ ۱۶۔ طلب رزق کے متعلق غلط فہمی پر ام الدرداءؓ کا احتساب *
دلیل
- ۲۴۴ حافظ ذہبیؒ کی روایت
- ۲۴۵ قصے پر تعلیق
- ۲۴۷ ۱۷۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کا واعظہ مدینہ کو تین باتوں سے منع کرنا *
دلیل
- ۲۴۷ امام احمدؒ کی روایت
- ۲۴۸ قصے سے استفاد باتیں
- ۲۵۰ ۱۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا ابن عمیرؒ کو لوگوں کو مایوس اور بیزار کرنے سے روکنا *
دلیل
- ۲۵۰ امام بغویؒ کی روایت
- ۲۵۱ قصے سے استفاد باتیں
- ۲۵۲ ۱۹۔ مذمت دنیا کی آڑ میں ذکر دنیا میں کھونے پر رابعہؓ کا نقد *
دلیل
- ۲۵۲ حافظ ابن جوزیؒ کی نقل کردہ روایت
- ۲۵۳ ۲۰۔ وعظ میں ذکر دنیا کرنے پر رابعہؓ کا نقد *

دلیل ۲۵۳

حافظ ذہبیؒ کی نقل کردہ روایت ۲۵۳

دونوں قصوں پر تعلیق ۲۵۴

بحث سوئم

خواتین کا اہل اقتدار کا احتساب

تمہید ۲۵۵

۱۔ ہدی بھیجنے کے بعد زیاد کے عام لباس اتارنے پر عائشہ رضی اللہ عنہا

کا احتساب ۲۵۶

دلیل ۲۵۶

امام ابو یعلیٰؒ کی روایت ۲۵۶

قصے سے استفاد باتیں ۲۵۷

۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کا حاکم مدینہ کو مطلقہ کو واپس گھر پلٹانے کا حکم دینا ۲۵۷

دلیل ۲۵۸

امام بخاریؒ کی روایت ۲۵۸

قصے پر تعلیق ۲۵۹

۳۔ حجاج کے ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے خلاف الزامات پر اسماء رضی اللہ عنہا کا

نقد ۲۵۹

دلیل ۲۶۰

امام حاکمؒ کی روایت ۲۶۰

قصے پر تعلیق ۲۶۲

۴۔ عدتِ حاملہ کے موقفِ فاروقی پر ام طفیل رضی اللہ عنہا کا احتساب ۲۶۲

- ۲۶۲ دلیل
- ۲۶۲ امام احمدؒ کی روایت
- ۲۶۳ قصے سے استفاد باتیں
- ۲۶۳ ۵۔ قریشی خاتون کا حق مہر کے متعلق فاروقی اعلان پر احتساب
- ۲۶۳ دلیل
- ۲۶۳ امام ابو یعلیٰؒ کی روایت
- ۲۶۷ قصے سے استفاد باتیں
- ۲۶۸ ۶۔ ام الدرداءؓ کا عبد الملک کو لعنتِ خادمہ سے روکنا
- ۲۶۸ دلیل
- ۲۶۸ امام احمدؒ کی روایت
- ۲۶۹ قصے سے استفاد باتیں

فصل سوئم

بازار میں عورت بحیثیت محتسبہ

- ۲۷۰ تمہید

مبحث اول

بازار میں بحیثیت محتسبہ

عورت کی تقرری کی ممانعت کے دلائل

- ۲۷۱ تمہید
- ۲۷۲ ۱۔ مردوں کی عورتوں پر سرپرستی

- ۲۷۲ ارشاد باری تعالیٰ: [الرِّجَالُ قَوَّامُونَ.....] الآیہ
- ۲۷۲ امام بغویؒ کی تحریر
- ۲۷۳ امام سیوطیؒ کا بیان
- ۲۷۳ آیت کریمہ کا تعلق جنس ذکور اور مونث سے ہونا
- ۲۷۳ شیخ ابن عاشورؒ کی تحریر
- ۲۷۴ ۲۔ اپنے بعض معاملات میں عورتوں کا کلی اختیار نہ رکھنا
- ۲۷۴ نکاح میں [ولی] کا ہونا
- ۲۷۴ اس بارے میں تین احادیث
- ۲۷۴ ا: حدیث ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ
- ۲۷۵ ب: حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا
- ۲۷۵ شرح حدیث میں امام خطابیؒ کا بیان
- ۲۷۶ ج: حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ
- ۲۷۶ اس بارے میں اقوال صحابہ
- ۲۷۷ ا: قول عائشہ رضی اللہ عنہا
- ۲۷۷ ب: قول ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ
- ۲۷۷ ج: قول ابن عباس رضی اللہ عنہما
- ۲۷۸ ۳۔ عورت کے ہاتھ میں باگ دوڑ دینے والوں کی محرومیء فلاح
- ۲۷۸ حدیث ابی بکرہ رضی اللہ عنہ
- ۲۷۹ ۴۔ عورت کا اصل ٹھکانا اس کا گھر
- ۲۷۹ ارشاد باری تعالیٰ: [وَقَرْنَ.....] الآیہ
- ۲۷۹ حافظ ابن جوزیؒ کی تحریر
- ۲۷۹ امام ابوبکر جصاصؒ کا بیان

- ۲۸۰ حافظ ابن کثیرؒ کی تحریر
- گھروں میں ٹھہرنے کا حکم ازواجِ مطہرات کے ساتھ خاص
- ۲۸۰ نہیں
- ۲۸۰ امام بھاصؒ کا بیان
- ۲۸۰ علامہ قرطبیؒ کا بیان
- ۲۸۱ عورتوں پر نماز باجماعت اور جماعت کا فرض نہ ہونا
- ۲۸۲ عورتوں کے گھروں سے نکلنے کے شرعی آداب
- ۲۸۲ ۵۔ بازار میں تقاضائے احتساب کا طبیعتِ نسواں کے منافی ہونا
- ۲۸۴ ۶۔ عام میدانوں میں عورتوں کے نکلنے کے نتائج
- ۲۸۴ ا: بانجھ پن کا عام ہونا
- ۲۸۵ ب: جنسی زیادتی
- ۲۸۶ ج: عورتوں کے اغوا کی وارداتیں
- ۲۸۹ د: کنواری لڑکیوں کا حاملہ ہونا اور ناجائز بچے

مبحث دوم

چند شبہات اور ان کی حقیقت

- ۲۹۰ تمہید
- ۱: فرضیتِ احتساب کے متعلق عام نصوص سے استدلال اور اس
- ۲۹۱ کی حقیقت
- ب: الشفاءؒ کی بحیثیتِ محاسبہ تقرری کی کہانی اور اس کی
- ۲۹۲ حقیقت
- ج: سرہؒ کی بغرضِ احتساب بازار میں نکلنا اور اس کی حقیقت
- ۲۹۸ ۸۔

- ❁ د: محتسبہ کا اہل بازار کے حالات سے زیادہ آگاہی کا
 ۲۹۹ مفروضہ اور اس کی حقیقت
 ❁ ہ: محتسبہ مقرر کرنے کا عورت کے بازار جانے پر قیاس اور
 ۳۰۰ اس کی حقیقت
 ❁ و: بازار نسواں میں محتسب مرد کا باعث فساد ہونے کا دعویٰ اور اس
 ۳۰۱ کی حقیقت
 ❁ ز: عورت کو معاملات سوچنے والی حدیث کی خلافت کے ساتھ
 ۳۰۲ تخصیص اور اس کی حقیقت
 ❁ تنبیہ ۳۰۳

حرف آخر

- ❁ ا: نتائج کتاب ۳۰۴
 ❁ ب: اپیل ۳۰۶
 ❁ المصادر والمراجع ۳۰۸



پیش لفظ

((اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاَتِ اَعْمَالِنَا ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُّضِلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ ، وَأَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ، وَأَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ))
﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ ءَامَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝۱۷﴾

﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَاءَلُوْنَ بِهِ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُم رَقِيْبًا ۝۱۸﴾
﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ ءَامَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝۱۹ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝۲۰﴾

اَمَّا بَعْدُ ! اللہ تعالیٰ نے امت اسلامیہ پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو فرض

۱۷ سورہ آل عمران / الآیہ ۱۰۲ .

۱۸ سورہ النساء / الآیہ ۱ .

۱۹ سورہ الأحزاب / الآیتان ۷۰ - ۷۱ .

کیا ہے، جن باتوں کے ساتھ امت کی دنیا و آخرت میں رفعت و منزلت، شان و عظمت، سعادت اور خوش بختی کو وابستہ کیا گیا ہے ان میں سے ایک اہم بات امت کے تمام افراد کا اس فریضے کو اپنی استطاعت کے بقدر ادا کرنا ہے۔^{۱۷}

لیکن یہ بات عام طور پر دیکھنے میں آتی ہے کہ دین سے تعلق والے بہت سے لوگ بھی جو کہ [امر بالمعروف اور نہی عن المنکر] کے فریضے کی اہمیت اور ضرورت کو سمجھتے اور مانتے ہیں، اس کو فکری اور عملی طور پر، یا کم از کم عملی طور پر مردوں کے دائرے میں محدود کر دیتے ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ یہ مردوں کے کرنے کا کام ہے، خواتین کی اس سلسلے میں کوئی ذمہ داری نہیں۔ اس سوچ اور طرز عمل کے افسوس ناک اور بھیانک نتائج دینی فکر اور تہذیب رکھنے والے مسلمانوں کو بے قرار اور پریشان کر رہے ہیں۔ کتنے گھرانوں کے مرد اللہ تعالیٰ سے سرگوشیوں اور مناجات کے لیے مسجدوں کا رخ کرتے ہیں، اور انہی کے گھروں میں، ان کی بیگمات کے سامنے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے پروگرام دیکھے اور سنے جاتے ہیں، اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ گناہ اور معصیت سے منع کرنا [میاں صاحب] کی ذمہ داری ہے، وہ واپس آنے پر خود ہی گھر میں موجود برائی یا برائیوں سے نمٹ لیں گے۔

اس صورتِ حال کے پیش نظر اور مسلمان بہن بھائیوں کو [امر بالمعروف اور نہی عن المنکر] کے متعلق خواتین کی ذمہ داریوں سے آگاہ کرنے کے ارادے سے مولائے علیم و قدیر پر توکل اور بھروسہ کرتے ہوئے کتاب و سنت اور مسلمان عورتوں کی سیرت کی روشنی میں [نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری] کے عنوان سے اس کتاب کی تیاری کا عزم کیا ہے۔

^{۱۷} یہ بات متعدد آیات کریمہ اور احادیث شریفہ میں واضح طور پر بیان کی گئی ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

راقم السطور کی کتاب [الحسبة : تعریفها ومشروعيتها ووجوبها] ص ۲۱، ص ۶۷۔

سات سوالات:

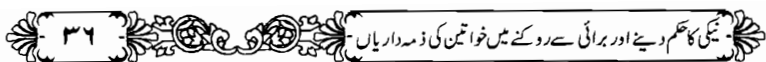
مذکورہ بالا موضوع کے بارے میں اس کتاب میں توفیق الہی سے درج ذیل سات سوالوں کے جوابات عرض کرنے کی کوشش کی جائے گی:

- ۱: کیا [نیکي کا حکم دینا اور برائی سے روکنا] عورتوں پر فرض ہے؟
- ۲: خواتین کے اس فریضہ کے ادا کرنے کی کیا اہمیت ہے؟
- ۳: کیا قرونِ اولیٰ کی عورتوں نے عام لوگوں، اعزہ و اقارب اور شناسا لوگوں کا احتساب کیا؟
- ۴: کیا ان نیک عورتوں نے علماء اور طلبہ کا احتساب کیا؟
- ۵: کیا انہوں نے اہل اقتدار اور اصحاب اختیار کو نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا؟
- ۶: بازار میں عورت کو منصبِ احتساب پر فائز کرنے کا حکم کیا ہے؟ اس منصب پر خواتین کے تقرر کی ممانعت کے دلائل کیا ہیں؟
- ۷: عورتوں کو بازار میں منصبِ احتساب سونپنے کی ممانعت کے متعلق شبہات کیا ہیں؟ اور ان کی حقیقت کیا ہے؟

کتاب میں نئی بات:

میرا قطعاً یہ دعویٰ نہیں، اور نہ ہی مجھے ایسا دعویٰ کرنے کا حق ہے کہ میں اس کتاب میں کوئی ایسی بات پیش کر رہا ہوں، جو پہلے سے موجود نہ تھی، بلکہ وہ تو بہت پہلے سے موجود ہے، البتہ وہ بیسیوں کتابوں میں بکھری پڑی ہے، اور وہ نہ صرف عام لوگوں کی دسترس سے باہر ہے، بلکہ حضراتِ علماء اور طالب علم بھائیوں کی اس تک رسائی کے لیے بھی اچھی خاصی محنت اور وقت کی ضرورت تھی۔

مولائے رحمن و رحیم نے عاجز اور ناتواں بندے کو ان بکھرے ہوئے جواہر پاروں کو یک جا کر کے تنظیم و ترتیب سے پیش کرنے، اور ان کے متعلق کچھ تعلیقات عرض



کرنے کی سعادت سے محض اپنے فضل و کرم سے نوازا ہے۔

((رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ

أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ))

میرا یہ زعم بھی نہیں کہ یہ حقیر کوشش خالی از خلل ہے ﴿ اَعُوذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ

الْجَاهِلِيْنَ ﴾، بلکہ میں تو وہی بات دہراتا ہوں جو سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک

فتویٰ دیتے ہوئے ارشاد فرمائی:

((فَإِنْ يَكُ صَوَابًا فَمِنْ اللَّهِ ، وَإِنْ يَكُ خَطَأً فَمِنِّي وَمِنْ

الشَّيْطَانِ ، وَاللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولُهُ بَرِيئَانِ))^۱

”اگر یہ [فتویٰ] درست ہوا تو اللہ تعالیٰ کی طرف [یعنی اس کے فضل و کرم]

سے ہے، اور اگر غلط ہوا، تو میری اور شیطان کی جانب سے ہے، اللہ عز و جل

اور اس کے رسول ﷺ اس سے بری و الذمہ ہیں۔“

کتاب کی تیاری میں پیش نظر باتیں:

مولائے علیم و حکیم کے فضل و کرم سے کتاب کی تیاری کے دوران درج ذیل باتوں کا اہتمام کرنے کی کوشش کی گئی ہے:

۱: اس کتاب کی اساس اور بنیاد قرآن و سنت ہے۔

۲: مسلمان خواتین کے فریضہء احتساب سرانجام دینے کے متعلق واقعات جمع کرنے

کے لیے حدیث، سیرت، تراجم اور تاریخ کی کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔

۳: احادیث شریفہ کو ان کے اصلی مراجع سے نقل کیا گیا ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم

کے علاوہ دیگر کتب حدیث سے نقل کردہ احادیث کے متعلق علمائے حدیث کے

۱۔ ملاحظہ ہو: المسند للإمام أحمد، رقم الحديث ۴۲۷۶، ۱۳۷/۶ شیخ احمد شاکر نے اس کی اسناد کو صحیح قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: تعلیق الشیخ أحمد علی المسند ۱۳۷/۶)۔

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داریاں

اقوال پیش کرنے کی تاحدا استطاعت کوشش کی گئی ہے۔ صحیحین کی احادیث کے ثبوت پر اجماع امت کے پیش نظر ان کے بارے میں اہل علم کے اقوال کو ذکر نہیں کیا گیا۔ ۱۰

۴: آیات شریفہ اور احادیث مبارکہ سے استدلال کرتے وقت کتب تفسیر اور شروح حدیث سے استفادے کی مقدور بھر کوشش کی گئی ہے۔

۵: سیرت، تراجم اور تاریخ کی کتابوں سے استفادے کے دوران عام طور پر اصلی مراجع ہی سے معلومات نقل کی گئیں ہیں۔

۶: مسلمان خواتین کے فریضہء احتساب سرانجام دینے کے واقعات ذکر کرنے کے بعد ان سے حاصل ہونے والے دروس اور نصیحتیں اختصار سے بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۷: کتاب کے آخر میں مراجع کے متعلق تفصیلی معلومات درج کی گئی ہیں، تاکہ مراجعت کرنے والے حضرات کو ان تک رسائی میں دقت نہ ہو۔

کتاب کا خاکہ:

مولائے رؤف وودود کی توفیق سے کتاب کی تقسیم درج ذیل انداز میں کی گئی ہے:

پیش لفظ

فصل اول

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متعلق خواتین کی ذمہ داری اور اس کی اہمیت
 بحث اول:..... امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متعلق خواتین کی ذمہ داری
 بحث دوم:..... خواتین کے نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی اہمیت۔

۱۰ اس سلسلے میں تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: مقدمة النووي لشرحہ علی صحیح مسلم ص ۱۴؛ ونزهة النظر فی توضیح نخبة الفكر للحافظ ابن حجر ص ۲۹۔

فصل دوم

خواتین کے نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے واقعات
مبحث اول:.....خواتین کا عام لوگوں، اقربا اور معارف کو نیکی کا حکم دینا اور برائی سے
روکنا

مبحث دوم:.....خواتین کا علماء اور طلبہ کا احتساب
مبحث سوم:.....خواتین کا اہل اقتدار کا احتساب

فصل سوم

بازار میں عورت بحیثیت محتسبہ
مبحث اول:.....بازار میں بحیثیت محتسبہ عورت کی تقرری کی ممانعت کے
دلائل

مبحث دوم:.....چند شبہات اور ان کی حقیقت
حرف آخر

نتائج کتاب

اپیل

ضروری وضاحت:

لفظ [احتساب] سے مراد:

کتاب میں لفظ [احتساب] کثرت سے استعمال کیا گیا ہے۔ اس سے مراد [امر
بالمعروف اور نہی عن المنکر] ہے۔ یا بالفاظ دیگر نیکی کا حکم دینا، اور برائی سے روکنا ہے۔ ۱۰

۱۰ ملاحظہ ہو: الأحكام السلطانية للإمام الماوردي ص ۲۴۰، وراقم السطور کی کتاب: "الحسبة
تعريفها ومشروعيتها، وجوبها ص ۱۰-۲۰، وپجوں کا احتساب" ص ۳۱-۳۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

شکر و دعا:

بندہ پر تقصیر اللہ مالک الملک کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکر گزار ہے کہ اس نے مجھ کا رے اور ناتواں بندے کو اس عظیم موضوع کے بارے میں کوشش کرنے کی توفیق سے نوازا۔

رب ذو الجلال والاكرام سے التماس ہے کہ وہ میرے والدین گرامی قدر کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے میری تعلیم و تربیت، اور دین کی محبت و عظمت میرے دل میں راسخ کرنے کے لیے تاحد استطاعت کوشش کی۔ ﴿رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا﴾

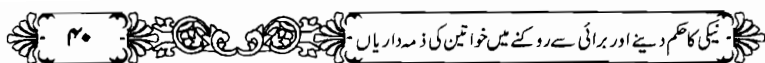
اپنے معزز بھائیوں اور ساتھیوں ڈاکٹر یوسف محی الدین ابو ہلالہ، ڈاکٹر مصطفیٰ احمد ابوالسمک، اور ڈاکٹر ابراہیم بن محمد ابوعبادة کا شکر گزار ہوں کہ اس کتاب کی تیاری میں ان کے قیمتی مشوروں سے استفادہ کیا گیا۔

اپنی اہلیہ اور اولاد کے لیے دعا گو ہوں کہ انہوں نے میری مصروفیات کا خیال رکھا، اور مقدور بھر میری خدمت کی۔ اللہ عزوجل سے درخواست ہے کہ انہیں اور سب اہل اسلام کے اہل و عیال کو ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دے۔ ﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ لَّنَا وَاجْعَلْ لَّنَا لِلْمُتَّقِينَ إِيمَانًا﴾

اللہ رب العالمین عزیز القدر بیٹے حافظ سجاد الہی کو کتاب کے اردو ترجمے کی مراجعت میں بھرپور تعاون کا دنیا و آخرت میں بہترین صلہ عطا فرمائے، اور دین و دنیا میں سرفراز و سر بلند فرمائے آمین۔

میں اس موقع پر سعودی تعلیمی پالیسی کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ سعودی جامعات میں [الحسبة] کو بطور مضمون (Subject) پڑھایا جاتا ہے۔ لہ

لہ [الحسبة] کے متعلق تفصیلی معلومات کے لیے ملاحظہ ہو: راقم السطور کی کتاب: [الحسبة : تعریفها، و مشروعتها و وجوبها]۔



اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کتاب کی تیاری کا آغاز بھی [جامعہ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ الرياض] میں [الحسبہ] پڑھنے اور طویل عرصہ پڑھانے کے بعد ہی ممکن ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس عظیم بھلائی پر جامعہ الامام کے ذمہ داران اور سعودی حکمرانوں کو جزائے خیر عطا فرمائے، اور انہیں کتاب و سنت کی اخلاص سے زیادہ سے زیادہ خدمت کی توفیق مزید عطا فرمائے آمین۔

اسی مناسبت سے راقم السطور دنیائے اسلام کی تمام جامعات سے پُر زور درخواست کرتا ہے کہ وہ اپنے اپنے جامعات کے نصاب میں [الحسبہ] کو بطور مضمون شامل کریں، کہ شاید امت اس بھولے ہوئے فریضے کی طرف پلٹ آئے، رب قدیر کی نصرت و اعانت اس کے شامل حال ہو جائے، اور امت اس ذلت و رسوائی سے نکل جائے جس میں اب گر چکی ہے۔

﴿وَلْيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ﴾ ۱

مولائے حی و قیوم سے عاجزانہ التجا ہے کہ اس حقیر کوشش کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ میرے لیے، میرے والدین، اساتذہ کرام، قارئین کرام اور اس کی تیاری میں ہر تعاون کرنے والے کے لیے ذریعہ نجات بنادے۔ إِنَّهُ سَمِيعٌ مُجِيبٌ .

((وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى نَبِيِّنَا وَعَلَى آلِهِ وَأَهْلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَاتَّبَاعِهِ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ))

فضل الہی

اسلام آباد

بروز بدھ ۱۸ صفر ۱۴۲۳ھ

بمطابق یکم مئی ۲۰۰۲ء

۱۔ سورۃ الحج / جزء من الآیۃ ۴۰ [ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ یقیناً اس کی مدد کرے گا جو اس کے دین کی مدد کرے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا، بڑا ہی زبردست ہے]۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فصل اول

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متعلق خواتین کی ذمہ داری اور اس کی اہمیت

تمہید:

بعض لوگ [امر بالمعروف اور نہی عن المنکر] کا ذمہ دار صرف مردوں کو قرار دیتے ہیں، اور بہت سے حضرات کی رائے میں عورتوں کی احتسابی کوششوں کی کوئی خاص وقعت اور حیثیت نہیں۔ ان کی کوششیں عام طور پر بے اثر ثابت ہوتی ہیں۔

مذکورہ بالا دونوں قسم کے لوگوں کی سوچ اور فکر نظر ثانی کی محتاج ہے۔ کتاب و سنت کی متعدد نصوص اس بات پر دلالت کناں ہیں کہ مسلمان عورتیں [امر بالمعروف اور نہی عن المنکر] کے فریضہ کے ادا کرنے کی پابند ہیں۔ اسی طرح خواتین کے اس عظیم فریضہ کے ادا کرنے کی اہمیت بھی بہت زیادہ ہے۔ متعدد گوشوں اور پہلوؤں سے یہ حقیقت عیاں اور واضح ہوتی ہے۔

توفیق الہی سے اس فصل میں درج ذیل دو عنوانوں کے ضمن میں اس سلسلے میں گفتگو کی جائے گی:

- ☆ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متعلق خواتین کی ذمہ داری
- ☆ خواتین کے نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی اہمیت



مبحث اول

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متعلق خواتین کی ذمہ داری

تمہید:

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے بارے میں عورتوں کی ذمہ داری پر دلالت کناں نصوص دو قسموں پر مشتمل ہیں۔ پہلی قسم میں وہ عام نصوص ہیں جو [امر بالمعروف اور نہی عن المنکر] کی سب لوگوں پر فرضیت پر دلالت کرتی ہیں۔ دوسری قسم میں وہ نصوص ہیں جن میں احتساب کے متعلق خصوصی طور پر عورتوں کی ذمہ داری کا ذکر ہے۔ ذیل میں اسی بارے میں گفتگو ان شاء اللہ العزیز دو عنوانوں کے ضمن میں کی جائے گی:

- ☆ ۱۔ فرضیت احتساب کے متعلق عام نصوص
- ☆ ۲۔ خواتین پر فرضیت احتساب کے متعلق خاص نصوص



مطلب اول

فرضیت احتساب کے متعلق عام نصوص

کتاب و سنت میں فرضیتِ احتساب پر دلالت کناں متعدد آیات شریفہ اور احادیث کریمہ وارد ہوئی ہیں لہٰذا ان میں سے بعض نصوص میں اگرچہ خواتین کا مستقل طور پر ذکر نہیں کیا گیا۔ لیکن وہ ان کے حکم میں مردوں کے ساتھ شریک ہیں۔ نصوص میں سے تین ذیل میں بتوفیق الہی نقل کی جا رہی ہیں:

۱: ارشاد رب العالمین:

﴿وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾ ۱

[ترجمہ: ”زمانے کی قسم! بے شک انسان گھائلے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے، اور انہوں نے نیک کام کئے، اور ایک دوسرے کو حق [بات] کی نصیحت کی، اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کی۔“]

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ تمام انسان عظیم خسارے میں گرے ہوئے ہیں البتہ وہ لوگ اس خسارے سے نجات حاصل کریں گے جن میں درج ذیل چار صفات پائی جائیں گی:

۱ ایمان

ب اعمال صالحہ

ج تواصي بالحق [ایک دوسرے کو حق کی وصیت کرنے والے]

۱۔ ان نصوص کے متعلق تفصیلی گفتگو کے لیے ملاحظہ ہو: راقم السطور کی کتاب: ”الحسبة : تعریفها

ومشروعيتها ووجوبها۔“ ص ۴۳ - ص ۶۴.

۲۔ سورة العصر / الآيات ۱-۳.

تواصي بالصبر [ایک دوسرے کو صبر کی تاکید کرنے والے]
اور ان صفات میں سے تیسری صفت [تواصي بالحق] ہے اور اس سے مراد جیسا کہ
حافظ ابن کثیرؒ نے بیان کیا ہے:

((التَّوَّاصِي بِأَدَاءِ الطَّاعَاتِ وَتَرْكِ الْمُحَرَّمَاتِ))^{۱۷}
[یعنی نیکی کی باتوں کی ایک دوسرے کو تاکید کرنا اور ممنوعہ کاموں سے باز
رہنے کی ایک دوسرے کو تلقین کرنا۔“]

علامہ فخر الدینؒ نے تحریر کیا ہے:

((هَذِهِ السُّورَةُ فِيهَا وَعِيدٌ شَدِيدٌ ، وَذَلِكَ لِأَنَّ اللَّهَ حَكَمَ
بِالْخَسَارِ عَلَى جَمِيعِ النَّاسِ إِلَّا مَنْ كَانَ آتِيًا بِهِذِهِ الْأَشْيَاءِ
الْأَرْبَعَةِ ، وَهِيَ : الْإِيمَانُ ، وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ ، وَالتَّوَّاصِي
بِالْحَقِّ ، وَالتَّوَّاصِي بِالصَّبْرِ ، فَدَلَّ عَلَى أَنَّ النَّجَاةَ مُعَلَّقَةٌ
بِمَجْمُوعِ هَذِهِ الْأُمُورِ ، وَأَنَّهُ كَمَا يُلْزَمُ الْمَكْلَفُ تَحْصِيلُ مَا
يَخْصُ نَفْسُهُ ، فَكَذَلِكَ يُلْزَمُهُ فِي غَيْرِهِ أُمُورٌ ، مِنْهَا : الدُّعَاءُ
إِلَى الدِّينِ ، وَالنَّصِيحَةُ ، وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ
الْمُنْكَرِ ، وَأَنْ يُحِبَّ لَهُ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ))^{۱۸}

”اس سورت میں شدید وعید ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چار صفات کے حاملین
کے سوا تمام لوگوں کے متعلق فیصلہ سنایا ہے کہ وہ خسارے میں ہیں۔ اور وہ
چار صفات: ایمان، عمل صالح، تواصي بالحق اور تواصي بالصبر ہیں۔ اور یہ
اس حقیقت پر دلالت کناں ہے کہ نجات ان چار صفات کے موجود ہونے پر
متوقف ہے۔ مکلف جس طرح اس بات کا پابند ہے کہ خود اپنے متعلق کچھ

۱۷ تفسیر ابن کثیر ۵۸۲/۴؛ نیز ملاحظہ ہو: أضواء البیان ۱۶۹/۲۔

۱۸ التفسیر الکبیر ۸۹/۳۲-۹۰۔

کام کرے، اسی طرح وہ دوسروں کے متعلق بھی چند فرائض سرانجام دینے کا ذمہ دار ہے۔ انہی فرائض میں سے انہیں دین کی دعوت دینا، نصیحت کرنا، نیکی کا حکم دینا، برائی سے روکنا، اور ان کے لیے اسی بات کو پسند کرنا جو اپنے لیے پسند ہو، شامل ہیں۔“

انسانوں میں جس طرح مرد شامل ہیں اور اسی طرح خواتین بھی ہیں، اور جس طرح نسا رے سے نجات حاصل کرنے کے لیے مردوں کے لیے یہ چار کام کرنے ضروری ہیں اسی طرح نجات کے حصول کی خاطر خواتین کا بھی ان چار کاموں کو سرانجام دینا لازمی امر ہے، اور ان چار کاموں میں سے تیسرا کام [تواصی بالحق] ایک دوسرے کو بھلائی کے کاموں کا حکم دینا اور بری باتوں سے باز رہنے کی تلقین کرنا ہے۔ ۱۷

۱۷ اس سورت میں متعدد ایسے قرائن موجود ہیں جو اس بات پر دلالت کناں ہیں کہ صرف مذکورہ بالا چار صفات والے ہی عظیم خسارے سے نجات حاصل کریں گے۔ ان قرائن میں سے سات درج ذیل ہیں:

اللہ تعالیٰ نے بات کی ابتداء میں [والعصر] فرما کر قسم کھائی، اور بلا شک و شبہ قسم بات کی پختگی اور تاکید مزید پر دلالت کرتی ہے۔

۱: لفظ [إِنَّ] [یقیناً] بھی بات کی تاکید پر دلالت کناں ہے۔ (ملاحظہ ہو: التفسیر الکبیر ۸۷/۳۲)۔

۲: لفظ [انسان] پر [ال] داخل کیا گیا ہے اور یہ [ال] [استغراقیہ] ہے جس سے مراد یہ ہے کہ ہر انسان۔ (ملاحظہ ہو: الکشاف ۲۸۲/۴؛ وتفسیر أبي السعود ۱۹۷/۹)۔

۳: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: [لفي خسر] اور معنی یہ ہے کہ خسارے میں ڈوبا ہوا ہے، اور خسارے نے ہر جانب سے گھیر رکھا ہے۔ (ملاحظہ ہو: التفسیر الکبیر ۸۷/۳۲)۔

۴: [لفي خسر] کے شروع میں [لام تاکید] سے بیان کردہ بات کی تاکید مزید کی گئی ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۸۷/۳۲)۔

۵: (خسر) توین خسارے کی گنجینی پر دلالت کرتی ہے۔ (ملاحظہ ہو: تفسیر أبي السعود ۱۹۷/۹؛ وتفسیر البیضاوي ۶۹۳/۴) شیخ محی الدین شیخ زادہؒ نے [خسر] کا معنی بیان کرتے ہوئے تحریر کیا ہے: ((لَفِي خُسْرٍ عَظِيمٍ لَا يَعْلَمُ كُنْهَهُ إِلَّا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ))۔ ”ایسے عظیم خسارے میں کہ اس کی پوری حقیقت اللہ عزوجل سے کوئی نہیں جانتا۔“ (حاشیہ شیخ محی الدین شیخ زادہ علی تفسیر البیضاوي ۶۹۳/۴)۔

۶: اللہ تعالیٰ نے پہلے (و عملوا الصالحات) [نیک اعمال کیے] فرمایا۔ اور اس کے بعد حرف عطف واو کے ساتھ [وتواصوا بالحق] اور [وتواصوا بالصبر] فرمایا۔ اور یہ بات بلا شک و شبہ تواصی بالحق اور

① ارشاد رب العالمین:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ﴾ ۱

[ترجمہ: ”تم بہترین امت ہو جو انسانوں کے لیے پیدا کیے گئے ہو، تم بھلائی کا حکم دیتے ہو، اور برائی سے روکتے ہو، اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔“]

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے خیر الامم [بہترین امت] میں شامل ہونے کے لیے تین شرائط کا ذکر فرمایا:

① امر بالمعروف

② نہی عن المنکر

③ ایمان باللہ

حضرت مجاہدؒ نے فرمایا:

((كُنْتُمْ خَيْرَ النَّاسِ عَلَى هَذَا الشَّرْطِ : أَنْ تَأْمُرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ، وَتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ .)) ۲

”تم امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لانے کی شرط پوری کرنے کی صورت میں بہترین لوگ ہو۔“

قاضی ابن عطیہ اندلسیؒ نے آیت کریمہ کی تفسیر میں تحریر کیا ہے:

((وَهَذِهِ الْخَيْرِيَّةُ الَّتِي فَرَضَهَا اللَّهُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ إِنَّمَا يَأْخُذُ

(بقیہ) تو اسی بالصبر کی اہمیت و عظمت کو اجاگر کرتی ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۶۹۳/۴ ؛ وتفسیر

التحریر والتنویر ۵۳۲/۳۰)۔

۱۔ سورة آل عمران / جزء من الآية ۱۱۰۔

۲۔ تفسیر الطبری، رقم الروایة ۷۶۱۵، ۷/۱۰۳۔

بِحَظِّهِ مِنْهَا مَنْ عَمِلَ هَذِهِ الشَّرُوطَ مِنَ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ
وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْإِيمَانِ بِاللَّهِ))^۱
”اللہ تعالیٰ کی جانب سے امت کے لیے مقرر کردہ اس فضیلت کو وہی شخص
پائے گا جو امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور ایمان باللہ کی شروط کو پورا کرے
گا۔“

اس آیت کریمہ میں اگرچہ [كُنْتُمْ] کا صیغہ جمع مذکر ہے لیکن اس کے مخاطبین میں
مسلمان عورتیں بھی مردوں کے ساتھ شامل ہیں۔
۳: ارشاد نبی کریم ﷺ:

((مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ ،
فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ))^۲
”تم میں سے جو کوئی برائی کو دیکھے وہ اس کو اپنے ہاتھ سے بدل دے،
اگر (ہاتھ سے بدلنے کی) استطاعت نہ ہو تو اپنی زبان سے، اور اگر اس
کی بھی طاقت نہ ہو تو اپنے دل سے، اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔“

صیغہ مذکر میں عورتوں کا داخل ہونا:

اس حدیث شریف میں بھی اگرچہ [مِنْكُمْ] میں خطاب [جمع مذکر] کے لیے ہے
لیکن اس کے مخاطبین میں مسلمان خواتین بھی مردوں کے ساتھ شریک ہیں۔
اللہ تعالیٰ علمائے امت کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے اس حقیقت کو واضح انداز

۱۔ المحرر الوجیز ۳/۱۹۵۔

۲۔ اس حدیث کو امام مسلمؒ نے حضرت ابوسعید خدریؓ کے حوالے سے روایت کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو:
صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب کون النهی عن المنکر من الإیمان، وأن الإیمان یزید
وینقص، وأن الأمر بالمعروف والنہی عن المنکر واجب، رقم الحدیث ۷۸، ۱/۶۹)۔

میں بیان فرمادیا ہے۔ امام ابن قیمؒ نے اس سلسلے میں تحریر کیا ہے:

((قَدْ اسْتَقَرَّ فِي عُرْفِ الشَّارِعِ أَنَّ الْأَحْكَامَ الْمَذْكُورَةَ بِصِغَةِ الْمَذْكُرِينَ إِذَا أُطْلِقَتْ وَلَمْ تَقْتَرِنْ بِالْمُؤَنَّثِ فَإِنَّهَا تَتَنَاوَلُ الرِّجَالَ وَالنِّسَاءَ لِأَنَّهُ يَغْلِبُ الْمَذْكُرُ عِنْدَ الْاجْتِمَاعِ كَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا﴾ وَقَوْلِهِ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ﴾ ۱

”شارع کے عرف میں یہ بات ثابت ہے کہ جب شرعی احکام کا بیان مونث کے ذکر کے بغیر مذکر کے صیغے کے ساتھ کیا جائے، تو اس صیغے میں مرد اور عورتیں دونوں اصناف داخل ہوتی ہیں، کیونکہ اجتماع کی صورت میں مذکر غالب ہوتا ہے۔“ ۲

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا﴾ ۳

[”جب گواہوں کو بلا یا جائے تو وہ انکار نہ کریں۔“]

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ﴾ ۴

[”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے۔“]

مذکورہ بالا دونوں آیات میں اگرچہ صیغہ تو مذکر کا ہے لیکن حکم مذکر اور مونث دونوں

۱۔ إعلام الموقعین ۱/ ۹۲-۹۳ باختصار.

۲۔ مراد یہ ہے کہ مذکر اور مونث دونوں کے حکم میں شریک ہونے کی صورت میں صیغہ مذکر استعمال کیا جاتا ہے۔ یا بالفاظ دیگر اگر مخاطبین مذکر اور مونث دونوں ہوں، تو صیغہ خطاب مذکر کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، او مقصود دونوں ہوتے ہیں۔

۳۔ سورة البقرة / جزء من الآية ۲۸۲.

۴۔ سورة البقرة / جزء من الآية ۱۸۲.

جنسوں کے لیے ہے۔ جب گواہی دینے کے لیے شاہدوں کو طلب کیا جائے، تو خواہ وہ مردوں میں سے ہوں یا عورتوں میں سے، انہیں شہادت دینے کے لیے حاضر ہونا چاہیے۔ اسی طرح روزے جس طرح مردوں پر فرض کیے گئے ہیں، اسی طرح عورتوں پر بھی فرض ہیں۔ روزوں کی فرضیت کے لیے صیغہ مذکر کے استعمال کی بنا پر خواتین اس حکم سے مستثنیٰ نہیں۔



مطلب: دوائے

خواتین پر فرضیتِ احتساب کے متعلق خاص نصوص

خواتین پر نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کی ذمہ داری کے متعلق کتاب و سنت میں متعدد نصوص موجود ہیں۔ انہی میں سے بتوفیق الہی تین ذیل میں پیش کی جا رہی ہیں:

① ارشاد رب العالمین:

﴿يُنِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا﴾

[ترجمہ: ”اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو، اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والی ہو، پس تم [غیر مردوں سے] دبی زبان سے بات نہ کرو کہ جس کے دل میں [گناہ کی] بیماری ہے وہ لالچ کرنے لگے، اور کھری کھری صاف بات کیا کرو۔“]

۱۔ سورۃ الأحزاب / الآیۃ ۳۲۔

اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی [وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا] کی تفسیر میں ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے:

((أَمَرَهُنَّ بِالْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ)) ۱

”اللہ تعالیٰ نے انہیں نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا حکم دیا ہے۔“

کوئی یہ گمان نہ کرے کہ [امر بالمعروف اور نہی عن المنکر] کا فریضہ ادا کرنے کا حکم صرف آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات کے لیے ہے، کیونکہ اگرچہ آیت کریمہ میں خطاب ان کے لیے ہے، مگر اس فریضہ کی ادائیگی کا مطالبہ تمام مسلمان عورتوں سے ہے۔ اسی سلسلے میں امام ابو بکر بھصاؓ نے تحریر کیا ہے:

((فَهَذِهِ الْأُمُورُ كُلُّهَا مِمَّا أَدَّبَ اللَّهُ تَعَالَى بِهِ نِسَاءَ النَّبِيِّ ﷺ صِيَانَةً لَهُنَّ وَسَائِرَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ مُرَادَاتٍ بِهَِا)) ۲

”اللہ تعالیٰ نے ان باتوں [امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، اور اس کے پہلے دیگر ذکر کردہ احکام] کا ادب تو نبی کریم ﷺ کی بیویوں کی حفاظت کی غرض سے ان کو سکھلایا، لیکن اہل ایمان کی عورتیں بھی ان احکام کی تعمیل کی پابند ہیں۔“

ارشاد رب رحیم: ﴿۲﴾

﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ وَعَدَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَمَسْكِنٌ طَيِّبٌ فِيهَا ۝﴾

۱۔ منقول از تفسیر القرطبی ۱۴/ ۱۷۸۔ ۲۔ احکام القرآن ۳/ ۳۶۰۔

جَنَّتْ عَدْنٌ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ أَكْبَرُ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٥١﴾

[ترجمہ: ”اور ایمان والے مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہوتے ہیں، بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں، انہی لوگوں پر اللہ تعالیٰ رحم کرے گا، بے شک اللہ تعالیٰ زبردست، بڑی حکمتوں والا ہے، اللہ تعالیٰ نے ایمان والے مردوں اور عورتوں کے ساتھ جنتوں کا وعدہ کیا ہے کہ اس کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، اور جنات عدن میں عمدہ رہائش گاہوں کا وعدہ کیا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی خوش نودی سب سے بڑھ کر ہوگی۔ یہی ہے عظیم کامیابی۔“]

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں پانچ صفات کا ذکر فرمایا ہے، اور ان میں سے دوسری صفت [امر بالمعروف اور نہی عن المنکر] ہے، علاوہ ازیں یہ بھی بیان فرمایا کہ ان صفات والوں کے لیے دنیا و آخرت میں بہترین جزا کا وعدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بات بھی واضح فرمادی کہ جس طرح ایمان والے مردوں میں یہ صفات موجود ہوتی ہیں اسی طرح ایمان والی عورتیں بھی ان پانچ صفات سے آراستہ و پیراستہ ہوتی ہیں۔ اس سلسلے میں علامہ ابن نحاس دمشقیؒ رقم طراز ہیں:

((قُلْتُ : وَفِي ذِكْرِهِ تَعَالَى : ﴿وَالْمُؤْمِنَاتُ﴾ هُنَا دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاجِبٌ عَلَى النِّسَاءِ كَوُجُوبِهِ عَلَى الرِّجَالِ حَيْثُ وَجِدَتْ الْإِسْطِطَاعَةُ.))^۱
 ”میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا [وَالْمُؤْمِنَاتُ] [ایمان والی عورتیں] فرمانا

۱۔ سورۃ التوبۃ / الآيات ۷۱-۷۲.

۲۔ تنبیہ الغافلین عن أعمال الجاهلین ص ۲۰.

اس بات کی دلیل ہے کہ بحالت استطاعت عورتوں پر مردوں کی مانند [امر بالمعروف اور نہی عن المنکر] واجب ہے۔“

حدیث رسول کریم ﷺ:

((وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى أَهْلِ بَيْتِ زَوْجِهَا.)) الحدیث

امام بخاری اور امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یقیناً رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ : فَالْإِمَامُ الْأَعْظَمُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ ، وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى أَهْلِ بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ ، وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ - أَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ.))

”خبردار تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے، اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے متعلق سوال کیا جائے گا، پس امام جو کہ لوگوں پر نگہبان ہے، اس سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا، مرد اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے، اور اس سے اس کی رعایا کے متعلق سوال ہوگا، اور عورت اپنے شوہر کے گھر والوں اور اس کے بچوں کی نگہبان ہے، اور اس سے ان کے بارے میں سوال ہوگا۔ کسی شخص کا غلام اپنے آقا کے مال کا نگہبان ہے، اور اس سے

۱۔ متفق علیہ : ملاحظہ ہو: صحیح بخاری ، کتاب الأحکام ، باب قوله تعالى : ﴿ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ﴾ ، رقم الحدیث ۷۱۳۷ ، ۱۱۱/۱۳ ؛ صحیح مسلم ، کتاب الإمامة ، باب فضيلة الإمام العادل ، رقم الحدیث ۲۰ (۱۸۲۹) ، ۱۴۵۹/۳ . متن میں درج کردہ الفاظ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

اس کے متعلق پوچھا جائے گا۔ آگاہ ہو جاؤ پس تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے متعلق پرسش ہوگی۔“
امام خطابیؒ نے تحریر کیا ہے:

((مَعْنَى الرَّاعِي هُنَا : الْحَافِظُ الْمُؤْتَمِنُ عَلَى مَا يَلِيهِ ، يَأْمُرُهُمْ بِالنَّصِيحَةِ فِيمَا يَلُونَهُ ، وَيُحَذِّرُهُمْ أَنْ يَخُونُوا فِيمَا وَكَلَ إِلَيْهِمْ مِنْهُ أَوْ يُضَيِّعُوا .))^۱

”[الرّاعی] کا یہاں معنی یہ ہے کہ جن لوگوں کا وہ سرپرست بنا ہے ان کی حفاظت کرے، ان کے معاملے میں امانت دار ہو، انہیں اپنے سپرد عورت کے [راعیہ] [نگہبان] ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ جن کی نگہداشت کی ذمہ داری اس کو سونپی گئی ہے، وہ انہیں بھلائی کا کام چھوڑنے پر اس کے کرنے کا حکم دے، اور برائی کا ارتکاب کرنے پر اس سے منع کرے۔

شدہ کاموں کو خیر خواہی اور اخلاص سے سرانجام دینے کا حکم دے، ان میں خیانت کرنے اور انہیں ضائع کرنے سے ڈرائے۔“

دیگر نگہبانوں کی طرح عورت سے بھی اس بارے میں روزِ قیامت باز پرس ہوگی، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

((وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ .))

۱۔ معالم السنن ۲/۳؛ نیز ملاحظہ ہو: شرح النووي ۲۱۳/۱۲۔ اس میں ہے: ((قَالَ الْعُلَمَاءُ : الرَّاعِي: هُوَ الْحَافِظُ الْمُؤْتَمِنُ الْمُلتَزِمُ صَلَاحَ مَا قَامَ عَلَيْهِ ، وَمَا هُوَ تَحْتَ نَظَرِهِ . فَفِيهِ أَنَّ كُلَّ مَنْ كَانَ تَحْتَ نَظَرِهِ شَيْءٌ فَهُوَ مُطَالَبٌ بِالْعَدْلِ فِيهِ ، وَالْفَيَاقِمُ بِمَصَالِحِهِ فِي دِينِهِ وَدُنْيَاهُ وَمُتَعَلِّقَاتِهِ .“
”علماء نے بیان کیا ہے کہ [الرّاعی] اپنی سرپرستی میں شامل لوگوں کی حفاظت کرنے والا، ان کے بارے میں امانت دار، اور ان کی خیر خواہی کا پابند ہوتا ہے [لفظ الرّاعی] کے معنی میں یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ اپنے زیر سرپرستی لوگوں میں عدل کرے، اور ان کے دینی اور دنیوی مصالح کی نگہداشت کرے۔“

نیکو کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری

”اس عورت سے ان [اپنے زیر سر پرستی افراد] کے متعلق پوچھا جائے گا۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے:
 ((إِنَّ اللَّهَ سَائِلٌ كُلَّ رَاِعٍ عَمَّا اسْتَرْعَاهُ حِفْظَ ذَلِكَ أَوْ ضَيْعَهُ.))^۱
 ”یقیناً اللہ تعالیٰ ہر راعی سے پوچھے گا کہ اس نے اپنی رعیت کی حفاظت کی، یا اس کو ضائع کر دیا۔“

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:
 ((مَا مِنْ رَاِعٍ إِلَّا يُسْأَلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَقَامَ أَمْرَ اللَّهِ أَمْ أَضَاعَهُ.))^۲

”ہر ایک راعی سے روز قیامت سوال کیا جائے گا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو قائم کیا، یا اس کو ضائع کر دیا۔“

پس مسلمان خاتون کو چاہیے کہ وہ دیگر نگہبانوں کی طرح اس دن کے سوال کے جواب کی دنیا ہی میں خوب اچھی طرح تیاری کر لے، کہ تب حسرت و ندامت سے کچھ فائدہ نہ ہوگا، اور اس سوال کے جواب کی تیاری میں یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ اپنے زیر سر پرستی افراد کو نیکی کے کاموں کا حکم دیتی رہے، اور انہیں برے کاموں سے تاحد استطاعت روکتی رہے۔



^۱ منقول از فتح الباری ۱۳/۱۱۳، حافظ ابن حجرؒ نے اس سے متعلق لکھا ہے: ”ابن عدی نے [صحیح سند] کے ساتھ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔“

^۲ المرجع السابق ۱۳/۱۱۳، حافظ ابن حجرؒ نے اس سے متعلق تحریر کیا ہے کہ اس کو طبرانی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

مبحث دوم

خواتین کے نیکو کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی اہمیت

تمہید:

[امر بالمعروف اور نہی عن المنکر] کے میدان میں خواتین کی سعی اور کوشش کی حیثیت اور اہمیت بہت زیادہ ہے۔ اس بارے میں توفیق الہی سے درج ذیل عنوانوں کے ضمن میں گفتگو کی جائے گی:

۱] ماؤں کا اولاد کے ساتھ زیادہ وقت گزارنا

۲] اولاد کا ماؤں سے شدید تعلق

۳] ماں کے فکری اختلاف کے سبب احتساب والد کا بے اثر ہونا

۴] بعض بیویوں کا شوہروں پر عظیم اثر

۵] بیٹیوں کا بعض باپوں کی نظر میں خاص مقام

۶] بہنوں کا بعض بھائیوں کی نگاہ میں خاص مقام

تنبیہ



(۱)

ماؤں کا اولاد کے ساتھ زیادہ وقت گزارنا

[امر بالمعروف اور نہی عن المنکر] کے دسلے میں عورتوں کی اہمیت اور حیثیت کو اجاگر کرنے والی باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ ماؤں کو باپوں کے مقابلے میں اولاد کے ساتھ زیادہ وقت گزارنے کا موقع میسر آتا ہے۔ باپ عام طور پر طلب رزق اور دیگر معاملات کی سرانجام دہی کی خاطر گھر سے باہر رہتے ہیں، اور عورتوں کا تو اصل ٹھکانا ہی گھر کی چار دیواری ہے [امر بالمعروف اور نہی عن المنکر] میں دلچسپی کی صورت میں خواتین کو مردوں کے مقابلے میں اولاد کو نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے بہت زیادہ مواقع حاصل ہوتے ہیں۔



(۲)

اولاد کا ماؤں سے شدید تعلق

یہ بات مسلمہ ہے کہ اولاد کا باپ کے مقابلے میں ماں سے تعلق عام طور پر زیادہ گہرا اور شدید ہوتا ہے۔ اسی بات کے شواہد میں سے ایک یہ ہے کہ بچے اپنے دل کی باتیں باپوں کی نسبت ماؤں سے زیادہ کرتے ہیں۔ لڑکیوں کے نکاح کے بارے میں ماؤں سے مشورہ کرنے کی حکمت بیان کرتے ہوئے بعض علماء نے لکھا ہے کہ بچیوں کا میلان ماؤں کی طرف زیادہ ہوتا ہے، اور ان کی بات سننے اور ماننے میں بچیوں کی رغبت زیادہ ہوتی ہے۔

امام شافعیؒ نے فرمایا ہے:

لے ملاحظہ ہو: عون المعبود ۸۴/۶۔

((وَالْبَنَاتُ إِلَى الْأُمَّهَاتِ أُمِّيلُ، وَلَقَوْلِهِنَّ أَرْغَبُ)) ۱
 ”بیٹیوں کا رجحان ماؤں کی طرف زیادہ ہوتا ہے، اور وہ ان کی بات کو زیادہ
 قبول کرتی ہیں۔“

یہ کیفیت صرف بیٹیوں ہی کی نہیں، بیٹوں کی ایک کثیر تعداد کا معاملہ بھی ماؤں کے
 ساتھ ایسے ہی ہے۔ کتنے ہی بیٹے ایسے ہیں کہ ان کے باپ انہیں کسی بات کے سمجھانے
 اور منوانے کی خاطر بہت زیادہ وقت اور محنت صرف کرتے ہیں، لیکن ساری سعی و کوشش
 بے اثر ثابت ہوتی ہے، لیکن جب اسی بارے میں مائیں مداخلت کرتی ہیں تو اللہ تعالیٰ
 ان کے شیریں اور نرم و نازک چند کلمات میں ایسی تاثیر ڈال دیتے ہیں کہ افکار میں تغیر
 پیدا ہو جاتا ہے، خواہشات یکسر تبدیل ہو جاتی ہیں، عزائم کا رخ مکمل طور پر پلٹ جاتا ہے
 ، منصوبوں کی سمت بدل جاتی ہے، بلکہ زندگی کا نقشہ ہی یکسر مختلف ہو جاتا ہے۔ بسا
 اوقات پیاری ماؤں کی آنکھوں سے ٹپکنے والے چند آنسو بتوفیق الہی ایسے نتائج پیدا
 کرتے ہیں جو کہ بیسیوں تقریریں اور دروس پیدا نہیں کر پاتے، ماں کی آنکھوں سے بہنے
 والے چند قطرے بسا اوقات بیٹیوں سے وہ بات بآسانی منوالیتے ہیں جن کے منوانے
 سے قوت و طاقت والے عاجز رہتے ہیں۔ باپ کی مخالفت کے باوجود ماں کے کہنے پر
 ننھے انس رضی اللہ عنہ کا کلمہ توحید پڑھنا ماں کی شدت تاثیر کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ۲



۱۔ ملاحظہ ہو: مختصر سنن أبي داود للحافظ المنذري ۳/۳۹۔

۲۔ اس واقعہ کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: کتاب خُذْ اِصْرَكَ ص ۷۰-۷۲۔

(۳)

ماں کے فکری اختلاف کے سبب احتساب والد کا بے اثر ہونا

احتساب میں ماؤں کے غیر معمولی اثرات کو نمایاں کرنے والی باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اگر باپ [امر بالمعروف اور نہی عن المنکر] کا اہتمام کرنے والا ہو، لیکن ماں فکری طور پر اس سے متفق نہ ہو، تو باپ کی ساری احتسابی کوششوں کے اکارت ہو جانے کا خدشہ رہتا ہے، بنانا اور سنوارنا تو ایک کٹھن کام ہے، لیکن بگاڑنا تو اس کے مقابلے میں بہت آسان اور سہل ہے۔

بچوں کی تربیت و اصلاح جان جوکھوں کا کام ہے، بلکہ شاید دنیا کے مشکل ترین کاموں میں سے ایک ہو، اس مقصد کے حصول کے لیے بسا اوقات سالہا سال کی محنت درکار ہوتی ہے، لیکن بچوں کی بربادی دنوں کا کھیل ہے، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے ماں، باپ کی نسبت بچوں کے ساتھ زیادہ وقت بسر کرتی ہے، ان کے ساتھ اس کا تعلق بھی عام طور پر زیادہ گہرا اور مضبوط ہوتا ہے، اس لیے اگر باپ کی اصلاحی کوششوں کے باوجود ماں بگاڑنے پر آ جائے، تو بچوں کے اس کے زیر اثر ہونے کے امکانات بہت زیادہ ہوں گے، اور شاید حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کے بگاڑ میں اس کی کافرہ ماں کا اثر بھی شامل تھا۔

دین والی عورت کے انتخاب کے حکم نبوی ﷺ کی ایک حکمت:

ہمارے نبی کریم ﷺ نے دین دار عورت کو نکاح کے لیے منتخب کرنے کا جو حکم ارشاد فرمایا ہے شاید اس کی ایک حکمت یہ بھی ہو کہ اولاد کی صحیح تربیت میں ماں رکاوٹ بننے کی بجائے مدد اور معاون ہو۔ امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

((تُنْكحُ الْمَرَأَةَ لِأَرْبَعٍ : لِمَالِهَا ، وَلِحَسْبِهَا ، وَجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا ، فَاظْفَرُ بِذَاتِ الدِّينِ - تَرَبُّثُ يَدَاكَ.))^۱
 ”عورت سے چار اسباب کی بنا پر نکاح کیا جاتا ہے: اس کے مال کے سبب، اس کے حسب [خاندان] کی وجہ سے، اس کی خوبصورتی کی بنا پر، اس کے دین کی بدولت، تو دین والی عورت کو حاصل کر، تیرے ہاتھ غبار آلود ہو جائیں۔“



(۴)

بعض بیویوں کا شوہروں پر عظیم اثر

کچھ خواتین نیکی کے کام ترک کرنے اور غلط کاموں کے ارتکاب کے لیے یہ عذر پیش کرتی ہیں کہ وہ ایسا طرز عمل مردوں کے زیر اثر ہونے کی بنا پر اختیار کرنے پر مجبور ہیں، کیونکہ وہ ان کے مقابلے میں بے دست و پا ہوتی ہیں۔ بلا شک و شبہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو خواتین پر حکمرانی عطا فرمائی ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس حقیقت کو تسلیم کیے بغیر بھی چارہ نہیں کہ بعض خواتین کا اپنے شوہروں پر بہت قوی اور گہرا اثر ہوتا ہے۔ غور و فکر سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اندرون خانہ کئی ایک معاملات مردوں کی

۱۔ (تَرَبُّثُ يَدَاكَ): [تیرے ہاتھ غبار آلود ہو جائیں] اہل عرب کے ہاں اس جملے کا استعمال عام ہے، ان کا مقصود مخاطب کے لیے بدعا کرنا نہیں ہوتا، بلکہ ان کا قصد مخاطب کو تنبیہ کرنا، اور کسی بات کی ترغیب دینا ہوتا ہے۔ (ملاحظہ ہو: ہامش صحیح مسلم للشیخ محمد فواد عبدالباقی ۲/۱۰۸۶)۔

۲۔ متفق علیہ: ملاحظہ ہو: صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب الأكفاء فی الدین، رقم الحدیث ۵۰۹۰، ۱۳۲/۹؛ صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب استحباب نکاح ذات الدین، رقم الحدیث ۵۳ (۱۴۶۶)، ۲/۱۰۸۶۔ متن میں الفاظ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

خواہشات اور ارادوں کے برعکس عورتوں کی مرضی کے مطابق سرانجام پاتے ہیں۔ اور مرد ہلکا پھلکا اظہارِ ناپسندیدگی کرنے یا وقتی طور پر شور مچانے کے علاوہ کچھ کر نہیں پاتے۔ بلکہ کتنے ہی منہ زور اور سرکش لوگ حتیٰ کہ جابر اور ظالم حکمران بھی، جو اپنی منشا کے خلاف ایک لفظ بھی کسی سے سننا گوارا نہیں کرتے، اپنی بیگمات کی فرمائشیں رد کرنے کی اپنے میں سکت نہیں پاتے۔

بیوی کی فرمائش پر فرعون کا موسیٰ علیہ السلام کو قتل نہ کرنا:

فرعون کی بیوی کا اپنے ظالم و جابر اور شقی القلب شوہر فرعون سے موسیٰ علیہ السلام کو قتل نہ کروانے، بلکہ اپنی زیر کفالت لانے کا فیصلہ کروانا، اس حقیقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اللہ رب العزت نے فرعون کی بیوی کی فرمائش کا ذکر بایں الفاظ فرمایا ہے:

﴿وَقَالَتِ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ قُرْتُ عَيْنٍ لِّي وَلَكَ لَا تَقْتُلُوا عَسَىٰ أَنْ يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ﴾^۱

[”فرعون کی بیوی نے کہا: میری اور آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اس کو قتل نہ کیجیے شاید کہ یہ ہمیں نفع پہنچائے یا ہم اس کو بیٹا بنا لیں۔ اور وہ [حقیقت سے] بے خبر تھے۔“]

سنگ دل فرعون نے بیوی کی اس فرمائش کی تکمیل کی غرض سے بنو اسرائیل کے نومولود بچوں کو ذبح کرنے کے اپنے بنائے ہوئے قانون کو خود ہی توڑا، اور موسیٰ علیہ السلام کو اپنی کفالت میں لیا۔

عکرمہ رضی اللہ عنہ کا بیوی کی کوشش سے مسلمان ہونا:

ابو جہل کے بیٹے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا بتوفیق الہی اپنی بیوی حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا کی کوششوں کے نتیجے میں اسلام قبول کرنا اسی حقیقت پر دلالت کرتا ہے۔^۲

^۱ سورة القصص / الآية ۹۔ ^۲ اس قصہ کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: کتاب ہذا کا ص ۷۸-۸۱۔

تاتاریوں اور ترکوں کا بیویوں کی کوششوں سے مسلمان ہونا:

صرف یہی ایک واقعہ نہیں ہماری اسلامی تاریخ میں اس بات کی تائید و تصدیق کرنے والے متعدد شواہد موجود ہیں۔ انہی میں سے دو کا ذکر مشہور مستشرق ٹی، ڈبلیو، آرنلڈ نے بایں الفاظ کیا ہے:

”یہ دلچسپ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اسلام کی تبلیغ میں صرف مسلمان مردوں ہی نے کوشش نہیں کی، بلکہ عورتوں نے بھی اس کار خیر میں حصہ لیا ہے۔ کئی تاتاری شہزادے ایسے گذرے ہیں جنہوں نے اپنی مسلمان بیویوں کی ترغیب سے اسلام قبول کیا۔ یہی صورت بہت سے بت پرست ترکوں کے ساتھ بھی پیش آئی جو اسلامی ملکوں پر یورشیں کرتے تھے۔“ ۱



(۵)

بیٹیوں کا بعض باپوں کی نظر میں خاص مقام

عورتوں کی [امر بالمعروف اور نہی عن المنکر] کے میدان میں اہمیت اور حیثیت کو اجاگر کرنے والی باتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بعض باپوں کی نگاہ میں ان کی جگر کی کلڑیوں کی حیثیت بہت ہی زیادہ ہوتی ہے، وہ ان کے سکھ، چین، راحت اور سکون کے لیے سرتوڑ کوشش کرتے ہیں۔ انہیں ان کے مستقبل کی فکر بیٹوں کے مستقبل سے بھی کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ بیٹیوں کو پہنچنے والی معمولی اذیت انہیں تڑپا دیتی ہے، ان کی نگاہوں میں بیٹوں پر آنے والی مصیبت پر صبر کرنا، بیٹیوں پر آنے والی پریشانی پر صبر کرنے سے کہیں زیادہ آسان ہوتا ہے۔

۱۔ دعوت اسلام مترجم از ڈاکٹر شیخ عیاض اللہ ص ۳۸۸۔

ہمارے نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ میں اس حقیقت کو واضح کرنے والے متعدد

شواہد موجود ہیں:

۱۔ بیٹی کا ہار دیکھنے پر رقت کا طاری ہونا:

امام احمدؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

((لَمَّا بَعَثَ أَهْلُ مَكَّةَ فِي فِدَاءِ أَسْرَاهُمْ بَعَثَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي فِدَاءِ أَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ بَمَالٍ، وَبَعَثَتْ فِيهِ بِقِلَادَةٍ لَهَا كَانَتْ لِخَدِيجَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَذْخَلَتْهَا بِهَا عَلَى أَبِي الْعَاصِ حِينَ بَنَى عَلَيْهَا - قَالَتْ : فَلَمَّا رَأَاهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَقَّ لَهَا رِقَّةً شَدِيدَةً ، وَقَالَ : "إِنْ رَأَيْتُمْ أَنْ تُطْلِقُوا لَهَا أُسِيرَهَا ، وَتَرُدُّوا عَلَيْهَا الَّذِي لَهَا ، فَافْعَلُوا."

فَقَالُوا : "نَعَمْ ، يَا رَسُولَ اللَّهِ !"

فَاطْلُقُوهُ ، وَرُدُّوا عَلَيْهَا الَّذِي لَهَا.))

”(غزوہ بدر کے بعد) جب اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کی رہائی کے لیے فدیے ارسال کیے، تو رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر ابوالعاص کو چھڑانے کے لیے کچھ مال بھیجا۔ اسی مال میں وہ ہار بھی تھا جو کہ ان کی والدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ابوالعاص کے ساتھ رخصتی کے وقت انہیں دیا تھا۔“

انہوں [حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا] نے بیان کیا: ”جب رسول اللہ ﷺ نے اس ہار کو دیکھا، تو آپ پر شدید رقت طاری ہو گئی، اور آپ ﷺ نے

۱۔ المسند ۶/۲۷۶۔ شیخ احمد البٹا نے اس حدیث کے متعلق تحریر کیا: ”ابن اسحاقؒ نے اس کو اپنی سیرت میں روایت کیا ہے، اور اس کی [سند عمدہ] ہے۔“ - (بلوغ الأمانی ۱۴/۱۰۱)۔

فرمایا: ”اگر تم مناسب سمجھو تو اس [آنحضرت ﷺ کی بیٹی] کے قیدی کو چھوڑ دو، اور اس کا ہار اس کو واپس کر دو۔“

انہوں [حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم] نے عرض کی: ”جی ہاں [ہم تیار ہیں] اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ۔“

انہوں نے اس [ابو العاص] کو چھوڑ دیا، اور انہیں [حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو] ان کا ہار واپس کر دیا۔“

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ہار دیکھ کر آنحضرت ﷺ پر شدید رقت کا طاری ہونا، ان کے شوہر کو چھوڑنے اور بیٹی کا ہار واپس کرنے کا حضرات صحابہ کو مشورہ دینا، بلا شک و شبہ یہ سب باتیں آپ ﷺ کے شدید تعلق پر دلالت کناں ہیں۔

ب۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ کا تعلق:

امام بخاریؒ نے حضرت مسور بن محرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بَضْعَةٌ مِنِّي فَمَنْ أْغْضَبَهَا فَقَدْ أْغْضَبَنِي)) ۱

”فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے [جسم] کا ایک ٹکڑا ہے جس نے اس کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔“

اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے:

((يُؤْذِنُنِي مَا آذَاهَا)) ۲

”جو چیز اس کے لیے باعث اذیت ہے وہ میرے لیے بھی باعث اذیت ہے۔“

۱۔ صحیح البخاری، کتاب فضائل الصحابة، باب مناقب فاطمہ رضی اللہ عنہا، رقم الحدیث ۲۷۶۷، ۱۰۵/۶۔
۲۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل فاطمہ بنت النبی ﷺ، رقم الحدیث ۹۴ (۲۴۴۹)، ۱۹۰۳/۴۔

نیک کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری

آنحضرت ﷺ کے مذکورہ بالا الفاظ مبارکہ میں گوشہ جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے شدید محبت، تعلق اور دل لگاؤ کے جذبات واضح طور پر جھلک رہے ہیں۔

ج۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے طریقہ استقبال:

آنحضرت ﷺ کا بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شدید لگاؤ اور گہرا تعلق آپ ﷺ کے ان کے استقبال کی کیفیت میں بھی نمایاں اور واضح ہے۔ امام مسلمؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

((كُنَّ أَرْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ عِنْدَهُ ، لَمْ يُعَادِرْ مِنْهُنَّ وَاحِدَةً ، فَأَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَمْشِي ، مَا تُخْطِي مَشْيَهَا مِنْ مَشْيَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، فَلَمَّا رَأَاهَا رَحَّبَ بِهَا ، فَقَالَ : ”مَرْحَبًا بِابْنَتِي“ ثُمَّ أَجْلَسَهَا عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ.))^۱

”نبی ﷺ کی بیویاں آپ کے پاس موجود تھیں۔ ان میں سے کوئی بھی (وہاں سے) نہ گئی تھی۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں۔ ان کی چال رسول اللہ ﷺ کی چال سے مختلف نہ تھی۔ جب آپ ﷺ نے انہیں دیکھا تو بایں الفاظ ان کا استقبال کیا:

((مَرْحَبًا بِابْنَتِي))

[”خوش آمدید میری بیٹی“]

پھر آپ ﷺ نے انہیں اپنی دائیں جانب یا بائیں جانب بٹھایا۔

اور کوئی یہ نہ سمجھے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک ہی مرتبہ اپنی گوشہ جگر رضی اللہ عنہا کا ار گرجوشی سے استقبال کیا تھا، بلکہ یہ تو آپ ﷺ کا ان کے استقبال کا دائمی طریقہ مبارکہ تھا۔

۱۔ صحیح مسلم ، کتاب فضائل الصحابة ، باب فضائل فاطمة بنت النبی ﷺ ، ۱۹۰۳/۴ ، (۲۴۴۹) ، الحدیث ۹۴

امام حاکمؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

((مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشْبَهَ سَمْتًا وَذَلًّا وَهَدْيًا بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ابْنَتِهِ فِي قِيَامِهَا وَقُعُودِهَا ، وَكَانَتْ إِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ قَامَ إِلَيْهَا فَقَبَّلَهَا وَأَجْلَسَهَا فِي مَجْلِسِهِ ، فَإِذَا دَخَلَ هُوَ عَلَيْهَا قَامَتْ مِنْ مَجْلِسِهَا ، فَقَبَّلَتْهُ وَأَجْلَسَتْهُ مِنْ مَجْلِسِهَا))۔

”میں نے رسول اللہ ﷺ کے اٹھنے بیٹھنے کے طور اطوار میں آپ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ ان کے ساتھ مشابہت رکھنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ جب بھی وہ آپ ﷺ کے ہاں داخل ہوتیں، تو آپ ان کی طرف [یعنی ان کے استقبال کے لیے] اٹھتے انہیں چومتے، اور انہیں اپنی جگہ میں بٹھاتے، اور جب آنحضرت ﷺ ان کے ہاں تشریف لے جاتے، تو وہ [بھی] اپنی جگہ سے اٹھتیں، آپ کو چومتیں اور آپ ﷺ کو اپنی جگہ میں بٹھا دیتیں۔“

د۔ نواسی سے تعلق:

ہمارے نبی کریم ﷺ کی یہ شفقت و عنایت صرف بیٹیوں تک ہی نہ رہی، بلکہ بیٹیوں کی اولاد نے بھی اس سے وافر حصہ پایا۔ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما سے آپ ﷺ کی شدید محبت و تعلق سے کون مسلمان آگاہ نہیں۔

۱۔ المستدرک علی الصحیحین، کتاب الأدب، ۴/۲۷۲-۲۷۳۔ امام حاکمؒ نے اس کو صحیحین کی شرط پر قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۴/۲۷۳)؛ اور علامہ ذہبی نے تحریر کیا ہے کہ اسی کے قریب قریب حدیث امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بحوالہ مسروقؒ روایت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: التلخیص ۴/۲۷۳)۔

۲۔ ملاحظہ ہو: صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب مناقب الحسن والحسين رضی اللہ عنہما، ص ۹۴-۹۵۔

علاوہ ازیں آنحضرت ﷺ کے اپنی نواسی امامہ بنتیؓ سے پیار و تعلق کے متعلق درج ذیل سچا واقعہ ملاحظہ فرمائیے:

امام مسلمؒ نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: ((رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَأَمَامَهُ بِنْتُ أَبِي الْعَاصِ ، وَهِيَ ابْنَةُ زَيْنَبَ بِنْتِ النَّبِيِّ ﷺ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا - عَلَى عَاتِقِهِ . فَإِذَا رَكَعَ وَضَعَهَا ، وَإِذَا رَفَعَ مِنَ السُّجُودِ أَعَادَهَا.))^۱

”میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ کی صاحبزادی زینب کی بیٹی امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہ آپ کے کندھے پر [بیٹھی] تھی۔ آپ جب رکوع کے لیے جاتے تو اس کو [زمین پر] رکھ دیتے اور جب سجدے سے اٹھتے تو دوبارہ اس کو [اپنے شانہ مبارک پر] بٹھالیتے۔“

اور سنن ابی داؤد کی روایت میں ہے:

((بَيْنَا نَحْنُ نَنْتَظِرُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لِلصَّلَاةِ فِي الظُّهْرِ أَوْ الْعَصْرِ ، وَقَدْ دَعَاهُ بِلَالٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِلصَّلَاةِ ، إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا وَأَمَامَهُ بِنْتُ أَبِي الْعَاصِ بِنْتُ ابْنَتِهِ عَلَى عُنُقِهِ . فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي مُصَلَّاهُ ، وَقُمْنَا خَلْفَهُ ، وَهِيَ فِي مَكَانِهَا الَّذِي هِيَ فِيهِ . قَالَ : ”فَكَبَّرَ وَكَبَّرْنَا.“ قَالَ : ”حَتَّى إِذَا أَرَادَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَرْكَعَ أَخَذَهَا فَوَضَعَهَا ، ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْ سُجُودِهِ ، ثُمَّ قَامَ أَخَذَهَا فَرَدَّهَا فِي مَكَانِهَا . فَمَا زَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصْنَعُ بِهَا ذَلِكَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ حَتَّى فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ.))^۲

^۱ صحیح مسلم ، کتاب المساجد ومواضع الصلاة ، باب حمل الصبيان في الصلاة ، رقم الحديث ۴۲ (۵۴۳) ، ۱/۳۸۵.

^۲ سنن ابی داؤد ، کتاب الصلاة ، باب العمل في الصلاة ، رقم الحديث ۹۱۶ ، ۳/۱۳۲-۱۳۳.

”جب ہم نماز ظہر یا عصر کے لیے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے، اور بلال رضی اللہ عنہ آپ کو نماز کے لیے بلا چکے تھے، تو آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، آپ کی صاحبزادی کی بیٹی امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہ آپ کی گردن پر [سوار] تھی۔ رسول اللہ ﷺ اپنی جائے نماز پر کھڑے ہوئے، اور ہم آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے، اور وہ اپنی جگہ ہی پر رہی [یعنی آنحضرت ﷺ کی گردن ہی پر سوار رہی۔“

انہوں [راوی] نے بیان کیا: ”آپ ﷺ نے تکبیر کہی، اور ہم نے [بھی] اللہ اکبر کہا۔

انہوں نے کہا: ”یہاں تک کہ جب رسول اللہ ﷺ نے رکوع کا ارادہ کیا تو اس کو تھاما اور [زمین پر] رکھ دیا، پھر آپ نے رکوع وسجود کیا۔ جب آپ ﷺ سجدے سے فارغ ہوئے تو اس کو اٹھایا اور اس کی جگہ [یعنی اپنی گردن مبارک] پر بٹھا دیا۔“

رسول اللہ ﷺ نے نماز سے فارغ ہونے تک اس [اپنی نواسی] کے ساتھ یہی طرز عمل اختیار کیا۔“

اللہ اکبر! میری جاں اور میرے ماں باپ حبیب کریم ﷺ پر قربان ہو جائیں۔ اپنی بیٹی کی بیٹی سے ان کی شفقت و عنایت، الفت، پیار اور تعلق کس قدر گہرا اور شدید تھا۔ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔

شاعر اسحاق بن خلف کے بیٹی کے متعلق جذبات:

آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ کے علاوہ دیگر لوگوں کی زندگیوں میں بھی بیٹیوں کے ساتھ تعلق، لگاؤ اور الفت و مودّت کے دلائل و شواہد موجود ہیں، اگرچہ وہ اخلاص و شفقت کے اس کمال کو تو نہیں پہنچ سکتے۔ مثال کے طور پر ایک شاعر اسحاق بن خلف نے

اپنی بیٹی امیمہ کے بارے میں اپنے جذبات کا اظہار بایں الفاظ کیا ہے:

لَوْلَا أُمِّيْمَةُ لَمْ أُجْزَعْ مِنَ الْعِلْمِ وَلَمْ أُجِبْ فِي اللَّيْلِ حِنْدَسِ الظُّلَمِ
وَرَأَدْنِي رَعْبَةً فِي الْعَيْشِ مَعْرِفَتِي ذُلَّ السُّيْمَةِ يَجْفُوهَا قَوُو الرِّجَمِ
إِذَا تَذَكَّرْتُ بَيْتِي حِينَ تَذُدُّنِي فَاضَتْ لِعِبْرَةٍ بَيْتِي عَبْرَتِي بِلَمْ
أَحَادِرُ الْفَقْرَ يَوْمًا أَنْ يُلَمَّ بِهَا فَيَهْتِكُ السِّرَّ عَنْ لَحْمٍ عَلَى وَضَمٍ
وَأَنَّهَا بَعْدَ مَوْتِي لَا تُقَيِّدُ أَبَا أُخْرَى اللَّيْلِ إِذَا غِيَّتْ فِي الرِّجَمِ
مَا أَنْسَ لَا أَنْسَ مِنْهَا إِذْ تُودَّعُنِي بِلَمَعَ عَيْنٍ عَلَى الْحَدَّيْنِ مُنْسَجِمِ
لَا تَبْرَحَنَّ وَلِنْ مِتْنَا فَإِنَّ لَنَا رَبًّا تَكْفَلُ بِالْأَرْزَاقِ فِي الْقَدَمِ
تَهْوَى حَيَاتِي وَأَهْوَى مَوْتَهَا شَفَقًا الْمَوْتُ أَكْرَمُ نَزَالٍ عَلَى الْحَرَمِ
أَخْشَى فِظَاطَةَ عَمٍّ أَوْ جَفَاءَ أَخٍ وَكُنْتُ أَخْشَى عَلَيْهَا مِنْ أَدَى الْكَلِمِ

”اگر میری بیٹی امیمہ نہ ہوتی تو میں مفلسی سے نہ گھبراتا اور شدید تاریکی والی راتوں میں سفر کی صعوبتیں برداشت نہ کرتا۔

اور میرے دل میں زندگی کی رغبت اس بات نے زیادہ کر دی ہے کہ مجھے معلوم ہے کہ یتیم لڑکی کو ذلیل سمجھا جاتا ہے، اور قریبی رشتے دار اس پر ظلم کرتے ہیں۔

میں اپنی موت پر اپنی بیٹی کے آنسوؤں کا تصور کر کے خون کے آنسو روتا ہوں۔

میں ڈرتا ہوں کہ کسی دن تنگ دستی اس کو آ گھیرے، اور وہ اس بے وقعت اور کمزور بچی کی پردہ دری کر دے (یعنی اس سے پردے کو ہٹا دے)۔ جب مجھے قبر میں دفن دیا جائے گا، تو وہ میری موت کے بعد تا ابد باپ سے فائدہ حاصل نہ کر پائے گی۔

میں اس کی وہ حالت نہیں بھولتا اور نہ ہی بھولوں گا جب کہ وہ دونوں رخساروں پر بہتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ مجھے الوداع کرتی ہے۔
تم باقی رہو، اگرچہ ہم مرجائیں، کیونکہ یقیناً ہمارا رب ہے جس نے ازل ہی سے ارزاق کی ذمہ داری لے رکھی ہے۔

وہ میری زندگی چاہتی ہے اور میں اس پر شفقت کے سبب اس کی موت کی خواہش کرتا ہوں، اور موت عورتوں کے لیے سب سے زیادہ عزت والا مہمان ہے۔ ۱۷

میں اس پر چچا کی سخت دلی اور بھائی کے ظلم سے ڈرتا ہوں، اور میری تو اس کے متعلق کیفیت یہ تھی کہ میں صرف بات کے ذریعے پہنچنے والی اذیت کی بنا پر اس پر ترس کھاتا تھا۔“

موجودہ دور کے بعض باپوں کا بیٹیوں سے شدید تعلق:

کوئی یہ نہ کہے کہ بیٹیوں سے تعلق اور لگاؤ کی باتیں تو قصہء پارینہ بن چکی ہیں۔ آج بھی ہم دیکھتے ہیں کہ باپوں کی ایک کثیر تعداد بیٹیوں کے مستقبل کی خاطر سر توڑ کوشش کرتے ہیں، ان کے لیے سفر کی صعوبتیں جھیلنے، اور دیارِ غیر کی ذلت و رسوائی برداشت کرنے کے پس منظر میں ایک اہم سبب یہ ہوتا ہے کہ وہ اس طریقے سے اپنی گوشہ ہائے جگر کوشادیوں کے موقع پر باوقار طریقے سے رخصت کرنے کے لیے کچھ مال و اسباب جمع کر پائیں۔

جب باپوں کی نگاہوں میں بیٹیوں کی یہ حیثیت اور اہمیت ہو، تو کیا یہ ممکن ہے کہ ان کا احتساب مشفق، مہربان اور اتنے چاہنے والے باپوں پر ہمیشہ ہی بے اثر اور بے کا ثابت ہو؟

۱۷ شاعر اس مقام پر شرعی حدود کو تجاوز کر گیا ہے۔ کاش کہ وہ سابقہ شعر پر ہی اکتفا کرتا۔

(۶)

بہنوں کا بعض بھائیوں کی نگاہ میں خاص مقام

بعض بھائیوں کی نظر میں بہنوں کی وقعت اور حیثیت غیر معمولی ہوتی ہے۔

رضاعی بہن سے تعامل مصطفوی ﷺ:

ہمارے نبی کریم ﷺ کا اپنی رضاعی بہن کے ساتھ حسن معاملہ اس حقیقت کو واضح کرنے کے لیے بہت کافی ہے۔ حافظ ابن عبد البرؒ نے اپنی کتاب [الاستیعاب] میں درج ذیل عنوان قائم کیا ہے:

((الشِّيمَاءُ أَوْ الشَّمَاءُ السَّعْدِيَّةُ أُخْتُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنَ الرِّضَاعَةِ))

[”رسول اللہ ﷺ کی رضاعی بہن الشیمایا الشماء السعدیہ۔“]

اور اس کے نیچے یہ قصہ تحریر کیا ہے:

((أَغَارَتْ خَيْلُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى هَوَازَنَ، وَأَخَذُوهَا فِيمَنْ أَخَذُوا مِنَ السَّبْيِ، فَقَالَتْ لَهُمْ: ”أَنَا أُخْتُ صَاحِبِكُمْ.“

فَلَمَّا قَدِمُوا بِهَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ لَهُ: ”يَا مُحَمَّدُ ﷺ أَنَا أُخْتُكَ.“ وَعَرَفْتُهُ بِعَلَامَةِ عَرَفْهَآ، فَرَحَّبَ بِهَا وَبَسَطَ لَهَا رِدَاءَهُ، فَأَجْلَسَهَا عَلَيْهِ، وَدَمَعَتْ عَيْنَاهُ، وَقَالَ: ”إِنْ أَجَبْتُ فَأَقِيمِي عِنْدِي مُكْرَمَةً مُحَبَّبَةً، وَإِنْ أَجَبْتِ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى قَوْمِكَ أَوْ صَلَّتْكِ.“

فَقَالَتْ: ”بَلْ أَرْجِعُ إِلَى قَوْمِي.“

فَأَسْلَمَتْ: فَأَعْطَاهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثَةَ أَعْبُدٍ وَجَارِيَةً

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَأَعْطَاهَا نِعْمًا وَشَاءً)) لہ

”رسول اللہ ﷺ کے سواروں نے ہوازن قبیلے پر حملہ کیا، اور ان میں کچھ لوگوں کو قیدی بنایا، انہی میں سے یہ [آنحضرت ﷺ کی رضاعی بہن] بھی تھیں۔ انہوں نے ان سے کہا: ”میں تمہارے ساتھی [نبی کریم ﷺ] کی ہمیشہ ہوں۔“

جب وہ انہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر حاضر ہوئے، تو انہوں نے آنحضرت ﷺ سے کہا: ”اے محمد (ﷺ) میں آپ کی بہن ہوں۔“ علاوہ ازیں انہوں نے اپنی شناخت ایک نشانی سے کروائی، جس کے ذریعے آپ ﷺ نے انہیں پہچان لیا۔

پھر آپ ﷺ نے انہیں خوش آمدید کہا، اور ان کے لیے اپنی چادر بچھا کر انہیں اس پر بٹھادیا، اور آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، پھر آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اگر پسند کرو تو عزت و محبت کے ساتھ ہمارے ساتھ قیام کیجیے، اور اگر اپنی قوم کے ہاں واپس جانا چاہو، تو ہم آپ کو وہاں پہنچا دیتے ہیں۔“

انہوں نے کہا: ”بلکہ میں اپنی قوم کی طرف پلٹتی ہوں۔“ وہ مسلمان ہو گئیں، اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں تین غلام، ایک لونڈی اور بھیڑ بکریاں عطا فرمائیں۔“

موجودہ دور کے بعض بھائیوں کا بہنوں سے لگاؤ:

کوئی یہ نہ سمجھے کہ بہنوں سے تعلق اور ان کی عزت و تکریم زمانہ ماضی ہی کی بات ہے۔ موجودہ دور میں بھی ایسے بعض بھائی نظر آتے ہیں کہ کسی کی بات کا سننا ماننا

ان کی کتاب زندگی میں بہت کم ہوتا ہے، لیکن اپنی پیاری بہنوں کے سامنے سراپا سمع و طاعت دکھائی دیتے ہیں، اور کتنے ہی بھائی ایسے بھی ہیں جو باپوں کی مانند سفر کی مصیبتوں اور پردیس کی مشقتوں اور اذیتوں کو برداشت کرتے ہیں۔ اور ان کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد یہ ہوتا ہے کہ بہنوں کی رخصتی کے موقع پر کچھ ساز و سامان مہیا کرنے کے وسائل دستیاب ہو جائیں۔

کیا اس قسم کے بھائی ہمیشہ ہی اپنی پیاری اور عزیز بہنوں کے احتساب کو نظر انداز کرتے رہیں گے؟

تنبیہات:

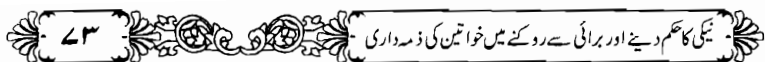
اس مقام پر قارئین کرام کی توجہ درج ذیل تین باتوں کی طرف مبذول کروانا چاہتا

ہوں:

۱) ماؤں، بیویوں، بیٹیوں، اور بہنوں کی جس وقعت اور اہمیت کا ذکر گذشتہ صفحات میں کیا گیا ہے اس سے میرا مقصود قطعاً یہ نہیں کہ سب عورتیں اپنے بیٹوں، خاوندوں، باپوں اور بھائیوں کی نظر میں یہی حیثیت رکھتی ہیں۔

۲) خواتین پر [امر بالمعروف اور نہی عن المنکر] کی فرضیت کے لیے یہ شرط نہیں کہ وہ مذکورہ بالا اہمیت و حیثیت رکھتی ہوں۔ مردوں کی نگاہ میں ان کی حیثیت ہو یا نہ ہو، ہر دو صورت میں انہیں فریضہء احتساب ادا کرنے کے لیے کوشش کرنا ہے۔

۳) سابقہ گفتگو سے میرا مقصود یہ ہے کہ مذکورہ بالا حیثیت حاصل ہونے کی صورت میں خواتین کی احتساب کے متعلق ذمہ داری میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اور انہیں چاہیے کہ وہ اس اہمیت سے خوب فائدہ اٹھائیں، کیونکہ ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ان کے احتساب کے زیادہ زوردار، قوی اور گہرے اثرات والا ہونے کے امکانات بہت زیادہ ہو جاتے ہیں۔



WWW.KITABOSUNNAT.COM فصل

مسلمان خواتین کے نیکو کا حکم دینے اور

برائی سے روکنے کے واقعات

تمہید:

قرون اولیٰ کی مسلمان خواتین نے [امر بالمعروف اور نہی عن المنکر] کے بارے میں اپنی ذمہ داری کو جانا، پہچانا، اور اس فریضے کی انجام دہی کے لیے مقدور بھر سچی و کوشش کی۔ حدیث، سیرت، تراجم اور تاریخ کی کتابوں میں عورتوں کے عام لوگوں، اقارب و معارف، علماء و طلبہ اور اہل اقتدار و اختیار پر احتساب کے بہت سے واقعات موجود ہیں۔ اس فصل میں انہی میں سے کچھ واقعات بتوفیق الہی درج ذیل عنوانوں کے ضمن میں پیش کیے جا رہے ہیں:

① خواتین کا عام لوگوں اقربا اور معارف کو نیکو کا حکم دینا اور برائی سے روکنا

② خواتین کا علماء اور طلبہ کا احتساب

③ خواتین کا اہل اقتدار کا احتساب



مبحث اول

خواتین کا عام لوگوں، اقربا اور معارف کو نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا

تمہید:

قرون اولیٰ کی مسلمان عورتوں کو اس بات کا اچھی طرح ادراک تھا کہ دین ہر مسلمان کی خیر خواہی کا نام ہے۔ لہٰذا اور مسلمان کی بہترین خیر خواہی یہ ہے کہ اس کو نیکی کا حکم دیا جائے اور برائی سے منع کیا جائے، ان مبارک زمانوں کی خواتین اپنی استطاعت کے بقدر اس بات کا شدت سے اہتمام کرنے والی تھیں۔

کسی سے قرابت داری یا شناسائی ان کے احتساب اور نصیحت کی راہ میں رکاوٹ نہ تھی۔ وہ ہمارے زمانے کے ان بہت سے لوگوں سے یکسر مختلف تھیں جن کا جوش احتساب اس وقت تو نقطہء عروج پر ہوتا ہے جب نیکی کا چھوڑنے والا یا برائی کا ارتکاب کرنے والا نا آشنا اور اجنبی ہو، اور وہی کوتاہی یا غلطی کسی رشتے دار یا جان پہچان والے شخص سے سرزد ہو، تو ان کی دینی غیرت و حمیت باوجود تلاشِ بسیار کے نظر نہیں آتی۔

ان پر کسی شاعر کی یہ بات پوری طرح منطبق ہوتی ہے کہ:

وَعَيْنُ الرَّضَاعِنُ كُلِّ عَيْبٍ كَلِيلَةٌ

كَمَا أَنَّ عَيْنَ السُّخْطِ تُبْدِي الْمُسَاوِي

[”پسندیدگی کی نگاہ ہر ایک عیب کے دیکھنے سے قاصر ہے، اور غصے والی نگاہ

لہٰذا نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((الَّذَيْنِ النَّصِيحَةُ)) [دین خیر خواہی] ہے۔]۔ (ملاحظہ ہو: صحیح

مسلم کتاب الإیمان ، باب بیان أن الدين النصيحة ، جزء من رقم الحديث ۹۵ (۵۵) ،

۷۴/۱)۔

غلطیوں کو آشکارا کرتی ہے۔“ [

وہ پاک باز مسلمان خواتین ایسی نہ تھیں، بلکہ وہ تو ارشادِ ربانی خوب اچھی طرح سن اور سمجھ چکی تھیں کہ:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدِينَ وَالْأَقْرَبِينَ﴾ ۱

[ترجمہ: ”اے ایمان والو! انصاف پر سختی سے قائم رہنے والے، اللہ تعالیٰ کے لیے گواہی دینے والے ہو، اگرچہ وہ [گواہی] تمہارے اپنے، یا والدین اور رشتے داروں کے خلاف ہو۔“]

وہ تو ارشادِ رب العالمین:

﴿وَإِذْ قُلْتُمْ فَأَعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ﴾ ۲

[ترجمہ: ”اور جب کوئی بات کہو، تو انصاف کے ساتھ کہو چاہے اس کی زد کسی رشتے دار پر ہی کیوں نہ پڑے۔“] کی چلتی پھرتی زندہ تصویر تھیں۔ جب وہ عام لوگوں، اقارب اور معارف میں سے کسی کو نیکی ترک کرتے یا برائی کا ارتکاب کرتے دیکھتیں، تو وہ شرعی حدود کی پابندی کرتے ہوئے اپنی استطاعت کے بقدر ان کا احتساب کرتیں، خواہ غلطی کرنے والا ایک شخص ہوتا، یا لوگوں کی کوئی جماعت، اسی سلسلے میں بتوفیقِ الہی چالیس شواہد درج ذیل دو عنوانوں کے ضمن میں یہاں پیش کیے جا رہے ہیں:

① خواتین کا عام لوگوں، اقربا اور معارف میں سے افراد کا احتساب

② خواتین کا عام لوگوں، اقربا اور معارف میں سے جماعتوں کا احتساب



۱۔ سورۃ النساء / جزء من الآية ۱۳۵.

۲۔ سورۃ الأنعام / جزء من الآية ۱۵۲.

مطلب اول

خواتین کا عام لوگوں، اقرباء، اور معارف میں سے مختلف افراد کا احتساب

تمہید:

خواتین اسلام نے عام لوگوں، رشتہ داروں، اور شناسا لوگوں میں سے مختلف اشخاص کا عقائد، احکام، آداب، تفسیر، مناقب، غرضیکہ دین کے متعدد شعبوں کے متعلق کوتاہی، تساہل اور غلطی پر احتساب کیا۔ حدیث، سیرت، تراجم اور تاریخ کی کتابوں میں اس بارے میں متعدد واقعات موجود ہیں۔ توفیق الہی سے آئندہ صفحات میں ان میں سے انتالیس واقعات مختلف عناوین کے ضمن میں بیان کیے جا رہے ہیں۔



(۱)

ام سلیم رضی اللہ عنہا کی بیٹے کو [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ] کہنے کی تلقین

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا مسلمان ہوئیں، تو ان کے شوہر نے اس بات کو پسند نہ کیا۔ اس بارے میں اس نے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار بھی کیا۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اس بات کی قطعاً کوئی پرواہ نہ کی، اور نہ صرف اپنے اسلام پر ڈٹی رہیں، بلکہ اپنے ننھے بیٹے کو بھی کلمہء شہادت پڑھنے کا حکم دینا شروع کر دیا۔

دلیل:

امام ابن سعدؒ نے اسحاق بن عبد اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے اپنی دادی حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے یہ بات نقل کی ہے کہ:

((أَنْهَا أَمَنْتَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، فَقَالَتْ: فَجَاءَ أَبُو أَنَسٍ وَكَانَ غَائِبًا ، فَقَالَ : ”أَصَبَوْتُ؟“

قَالَتْ : ”مَا صَبَوْتُ ، وَلَكِنِّي أَمَنْتُ بِهَذَا الرَّجُلِ.“
قَالَتْ : ”فَجَعَلْتُ تَلْقُنُ أُنْسًا تُشِيرُ إِلَيْهِ قُلُ : ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“
قُلُ : ”أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ“ (ﷺ).

قَالَ : ”فَفَعَلَ.“

قَالَ : فَيَقُولُ لَهَا أَبُوهُ : ”لَا تُفْسِدِي عَلَيَّ ابْنِي.“
فَتَقُولُ : ”إِنِّي لَا أَفْسِدُهُ.“ (۱)

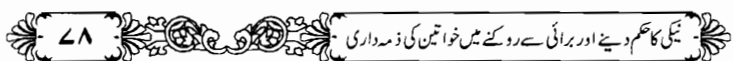
”وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایمان لے آئیں۔ ابوانس [ان کا شوہر] جو کہ کہیں گیا ہوا تھا، واپس آیا، تو کہنے لگا: ”کیا تو بے دین ہو چکی ہے؟“ انہوں نے جواب دیا: ”میں لا دین نہیں ہوئی، بلکہ میں تو اس آدمی [رسول اللہ ﷺ] کے ساتھ ایمان لا چکی ہوں۔“

پھر انہوں نے انس (رضی اللہ عنہ) کو تلقین کرنا شروع کی کہ وہ [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ] اور [أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا (ﷺ) رَسُولُ اللَّهِ] کہے۔ انس (رضی اللہ عنہ) نے ایسے ہی کیا۔

ابوانس ان سے کہنے لگا: ”میرے بچے کو نہ بگاڑو۔“
انہوں نے جواب دیا: ”یقیناً میں اس کو بگاڑ نہیں رہی۔“

اتنے سے مستفاد باتیں:

﴿ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے چھوٹے بیٹے کو کلمہ عہدات پڑھنے کا حکم دیا۔ بیٹے کی کم عمری اس حکم کے دینے میں رکاوٹ نہ بن سکی۔



﴿۱﴾ بچے کو کلمہ ءِ شہادت کی تلقین سے باز رہنے کے شوہر کے حکم کو انہوں نے نہ مانا، کیونکہ وہ اس بات سے اچھی طرح آگاہ تھیں کہ:

((لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى))^۱
[ترجمہ: ”مخلوق کی جس بات کے ماننے میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی نافرمانی ہو اس پر عمل نہ کیا جائے گا۔“]

﴿۲﴾ بچے کو کلمہ ءِ شہادت کی تلقین جاری رکھنے کے سبب خاوند کی ناراضگی کی انہوں نے بالکل پرواہ نہ کی، کیونکہ انہیں اس حقیقت کا خواب ادراک تھا کہ فریضہ ءِ [امر بالمعروف اور نہی عن المنکر] کی کما حقہ بجا آوری کے لیے ضروری ہے کہ مخلوق کی ملامت کا خوف دل سے نکال دیا جائے۔

﴿۳﴾ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے اس واقعہ میں ان ماؤں کے لیے درس اور نصیحت ہے جو اپنے جگر گوشوں کو کتاب و سنت کی تعلیم سے محروم رکھنے کے یہ عذر تراشتی ہیں، کہ ان کے شوہر اس کو پسند نہیں کرتے۔



(۲)

ام سلیم رضی اللہ عنہا کا شوہر کو دعوتِ اسلام دینا

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کی مرضی کے خلاف خود اسلام قبول کرنے اور اپنے بچے کو کلمہ ءِ شہادت کی تلقین کرنے پر اکتفا نہ کیا، بلکہ اپنے خاوند کو بھی مسلمان ہونے کی دعوت دی۔

۱۔ اس حدیث کو امام احمدؒ نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المسند ۶۶/۵)، نیز ملاحظہ ہو: سلسلة الأحادیث الصحيحة، أرقام الحديث ۱۷۹، و ۱۸۰، و ۱۸۱؛ وصحيح الجامع الصغير وزيادته ۱۲۵۰/۲۔

دلیل:

حافظ ابن عبدالبر نے ان کے متعلق تحریر کیا ہے:

((كَانَتْ تَحْتَ مَالِكِ بْنِ النَّضْرِ أَبِي أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ، فَوَلَدَتْ لَهُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ ، فَلَمَّا جَاءَ اللَّهُ بِالْإِسْلَامِ أَسْلَمَتْ مَعَ قَوْمِهَا ، وَعَرَضْتُ الْإِسْلَامَ عَلَى زَوْجِهَا ، فَغَضِبَ عَلَيْهَا ، وَخَرَجَ إِلَى الشَّامِ ، فَهَلَكَ هُنَاكَ .))^۱

”وہ زمانہ جاہلیت میں انس کے والد مالک بن نصر کے عقد زوجیت میں تھیں۔ اسی سے ان کے ہاں انس بن مالک رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے، جب اللہ تعالیٰ اسلام کو لایا، تو وہ اپنی قوم کے ہمراہ مسلمان ہو گئیں، اور اپنے شوہر کو بھی قبول اسلام کی دعوت دی، لیکن وہ ناراض ہو کر سرزمین شام کی طرف نکل گیا اور وہیں ہلاک ہو گیا۔“

واقعات سے مستفاد باتیں:

- ۱) مسلمان عورت کا احتساب صرف اس کا شوہر ہی نہیں کرتا، بلکہ وہ بھی بوقت ضرورت اپنے خاوند کا احتساب کرتی ہے۔ خاوند کا ادب و احترام اس کے احتساب کی راہ میں رکاوٹ نہیں ہوتا۔
- ۲) بسا اوقات احتساب کے سبب محتسب کو محتسب علیہ کے غیض و غضب اور ناراضگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔
- ۳) سچے مسلمان محتسب علیہ کی ناراضگی کے باوجود حق بات پر ڈٹے رہتے ہیں، اور اسی بات کی دوسروں کو تلقین کرتے رہتے ہیں۔

۱۔ الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۴ / ۱۹۴۰؛ نیز ملاحظہ ہو: تهذيب التهذيب ۱۲ / ۷۱

۲۔ [محتسب علیہ]: جس کا احتساب کیا جائے۔

نیکي کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری

شوہر کی ناراضگی کے باوجود حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا اپنے اسلام، بچے کو کلمہ و شہادت کی تلقین اور شوہر کو دعوتِ اسلام دینے کے موقف پر جمی رہی۔ ان کے پائے استقلال میں کمزوری نہ آئی۔



(۳)

ام سلیم رضی اللہ عنہا کا اپنے منگیتر کو ترکِ شرک کا حکم دینا

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے شوہر مالک بن نضر کی وفات کے کچھ عرصہ بعد ابو طلحہ ان کے ساتھ نکاح کا پیغام لائے۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے انہیں شرک ترک کرنے کا حکم دیا، اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔

دلیل:

امام ابن سعدؒ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ:

((جَاءَ أَبُو طَلْحَةَ يَخْطُبُ أُمَّ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَتْ : "إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِي أَنْ أَتَزَوَّجَ مُشْرِكًا. أَمَا تَعْلَمُ يَا أَبَا طَلْحَةَ أَنَّ إِلَهَتَكُمْ الَّتِي تَعْبُدُونَ يَحْتَهَا عَبْدُ آلِ فُلَانٍ النَّجَارُ، وَأَنْتُمْ لَوْ شَعَلْتُمْ فِيهَا نَارًا لَأَخْتَرَقَتْ؟

قَالَ : "فَانْصَرَفَ عَنْهَا وَقَدْ وَقَعَ فِي قَلْبِهِ مِنْ ذَلِكَ مَوْقِعًا.

قَالَ : "وَجَعَلَ لَا يَجِئُهَا يَوْمًا إِلَّا قَالَتْ لَهُ ذَلِكَ.))

”ابو طلحہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کرنے کی فرمائش لے کر آئے۔

انہوں نے جواب میں فرمایا: ”میرے لیے ایک مشرک کے ساتھ شادی کرنا

درست نہیں۔

اے ابوطلحہ! کیا آپ کو [اس بات کا] علم نہیں کہ جن معبودوں کی تم پرستش کر رہے ہو، انہیں فلاں قبیلے کے بڑھئی غلام نے چھیل کر بنایا ہے؟ اور اگر آپ ان میں آگ لگاؤ تو وہ جل کر راکھ ہو جائیں گے۔“

راوی نے بیان کیا: ”وہ [ابوطلحہ] ان کے ہاں سے چلے گئے، لیکن بات ان کے دل میں اتر چکی تھی۔“

راوی نے بیان کیا: ”[اس کے بعد] جب بھی وہ ان [ام سلیم رضی اللہ عنہا] کے ہاں آتے، تو وہ یہی بات ان کے سامنے دہراتیں۔“

ایک دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا:

((يَا أَبَا طَلْحَةَ ! أَلَسْتَ تَعْلَمُ أَنَّ إِلَهَكَ الَّذِي تَعْبُدُ إِنَّمَا هُوَ شَجَرَةٌ تَنْبُتُ مِنَ الْأَرْضِ ، وَإِنَّمَا نَجَّرَهَا حَبَشِيٌّ بَنِي فُلَانٍ ؟.))

قَالَ : ”بَلَى.“

قَالَتْ : ”أَمَّا تَسْتَحْيِي تَسْجُدُ لِخَشَبَةٍ تَنْبُتُ مِنَ الْأَرْضِ نَجَّرَهَا حَبَشِيٌّ بَنِي فُلَانٍ ؟.“

قَالَتْ : ”فَهَلْ لَكَ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ، وَأَزْوَاجَكَ نَفْسِي لَا أُرِيدُ مِنْكَ صَدَاقًا غَيْرَهُ ؟.“

قَالَ لَهَا : ”دَعِينِي حَتَّى أَنْظُرَ.“

قَالَتْ : ”فَذَهَبَ ، فَنَظَرَ ، ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ : ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ (ﷺ)“

”اے ابوطلحہ! کیا تم جانتے نہیں کہ جس معبود کی تم پوجا کرتے ہو وہ تو زمین میں اگنے والا ایک درخت ہے، اور اس کو فلاں قبیلے کے حبشی غلام نے خراشا

تراشا ہے۔“

انہوں نے جواب میں کہا: ”کیوں نہیں“ [یعنی میں اس بات کو جانتا ہوں]
انہوں [حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا] نے کہا: ”کیا تمہیں شرم نہیں آتی کہ تم ایک
لکڑی کے [ٹکڑے] کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہو جو زمین میں اگتی ہے،
اور یقیناً فلاں قبیلے کے حبشی غلام نے چھیل چھال کر اس کو بنایا ہے؟“
انہوں نے مزید کہا: ”کیا آپ اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے
سوا کوئی معبود نہیں، اور یقیناً محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں؟ اور
اگر آپ ایسے کرلو، تو میں آپ کے ساتھ شادی کے لیے تیار ہوں، اور اس
کے علاوہ آپ سے کسی اور چیز کو بطور حق مہر نہیں جانتی۔

ابو طلحہ نے ان سے کہا: ”مجھے مہلت دیجیے کہ میں غور کروں۔“

انہوں [ام سلیم رضی اللہ عنہا] نے بیان کیا: ”وہ چلے گئے اور غور و فکر کیا، پھر واپس آ
کر کہا: ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور یقیناً
محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔“

اور نسائی کی روایت میں ہے:

((قَالَتُ : ” وَاللّٰهِ ! مَا مِثْلُكَ يَا اَبَا طَلْحَةَ ! يُرِدُّ ، وَلَكِنَّكَ
رَجُلٌ كَافِرٌ ، وَاَنَا امْرَأَةٌ مُّسْلِمَةٌ ، وَلَا يَحِلُّ لِيْ اَنْ اَنْزَوَّجَكَ .
فَاِنْ تُسَلِّمَ فَاِنَّكَ مَهْرِيْ ، وَمَا اَسْأَلُكَ غَيْرَهُ .“
قَالَ نَابِتٌ : ” فَمَا سَمِعْتُ بِامْرَأَةٍ قَطُّ كَانَتْ اُكْرَمَ مَهْرًا مِنْ اُمِّ
سُلَيْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا : اِلَّا بِسَلَامٍ . فَدَخَلَ بِهَا فَوَلَدَتْ لَهُ .))

۱۔ سنن النسائي (المطبوع مع شرح السيوطي وحاشية السندي)، كتاب النكاح، التزويج
على الإسلام، ۱۱۴/۶؛ وكتاب السنن الكبرى، كتاب النكاح، التزويج على الإسلام،
رقم الحديث ۵۰۴/۲، ۳۱۲/۳۔ شیخ الألبانیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو:
صحیح سنن النسائي ۷۰۳/۲)۔

انہوں نے کہا: ”اللہ تعالیٰ کی قسم! آپ ایسے کوٹھکرایا نہیں جاتا، لیکن آپ کافر ہیں اور میں مسلمان ہوں، اور میرے لیے یہ جائز نہیں کہ آپ سے شادی کروں۔ اگر آپ مسلمان ہو جائیں تو یہی میرا حق مہر ہے، میں اس کے علاوہ کسی اور چیز کا مطالبہ نہیں کروں گی۔“

ثابتؓ نے فرمایا: ”میں نے ابھی تک کسی عورت کے متعلق نہیں سنا جس کا حق مہرام سلیم ﷺ کے حق مہر سے زیادہ باوقار ہو۔ ان کا حق مہر [ابوطلمحہ رضی اللہ عنہ] کا [اسلام تھا۔ ان دونوں کی شادی ہوئی اور ان کے ہاں اولاد ہوئی۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

۱ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا مسلمان ہونے پر فخر و اعتراض کرنا، اور یہ بات ان کے اس فرمان سے واضح ہے کہ: ”تو تو کافر ہے، اور میں مسلمان عورت ہوں، اور میرے لیے تجھ سے شادی کرنا جائز نہیں۔“

اللہ اکبر! مقام افسوس اور دکھ ہے کہ آج کے بعض مسلمان غیروں کے سامنے اپنے اسلام کا اظہار کرتے ہوئے بھی شرماتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مسلمان ہونا باعث فخر ہے، باعث شرم نہیں۔

۲ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے طرز عمل سے اسلامی عقیدے کے [دوستی اور دشمنی کے لیے معیار عقیدہ ہے] کا عملی ثبوت پیش کیا۔ انہوں نے ابوطلمحہ پر واضح کر دیا کہ وہ اپنی شان و عظمت کے باوجود مشرک ہونے کی بنا پر ان کے لیے قابل قبول نہیں۔

۳ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے دل میں دعوت اسلام کا جذبہ کس قدر شدید تھا، کہ انہوں نے ابوطلمحہ رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے کی صورت میں اپنا حق مہر چھوڑ دیا۔

۱۷ (ثابت): حضرت انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔

(۴)

ام حکیم رضی اللہ عنہا کا شوہر کو دعوت اسلام دینا

ابو جہل کی بہو ام حکیم فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہو گئیں (نبی اللہ ﷺ) ان کے شوہر عکرمہ اسلام اور مسلمانوں کی دشمنی میں انتہائی سرگرم اور پیش پیش تھے اسی بنا پر نبی کریم ﷺ نے ان کے قتل کا حکم دے رکھا تھا۔

حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا نے رسول کریم ﷺ سے اپنے شوہر کے لیے امان حاصل کیا، اور انہیں واپس لانے کی خاطر ان کے پیچھے گئیں، اور رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ وہ مسلسل دعوت دیتی رہیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی مراد کو پورا کر دیا۔

دلیل:

حافظ ابن عبد البرؒ نے ان کا یہ واقعہ بایں الفاظ نقل کیا ہے:

((أَسْلَمْتُ يَوْمَ الْفَتْحِ ، وَاسْتَأْمَنْتُ النَّبِيَّ ﷺ لِزَوْجِهَا عِكْرَمَةَ ، وَكَانَ عِكْرَمَةُ قَدْ فَرَّ إِلَى الْيَمَنِ ، وَخَرَجَتْ فِي طَلَبِهِ فَرَدَّتْهُ حَتَّى أَسْلَمَ ، وَثَبَّتَا عَلَى نِكَاحِهِمَا)) ۱

”وہ فتح [مکہ] کے دن مسلمان ہوئیں، اور نبی کریم ﷺ سے اپنے خاوند عکرمہ کے لیے امان طلب کیا، جو کہ یمن کی طرف فرار ہو گیا تھا۔ وہ اس کی تلاش میں نکلیں، یہاں تک کہ وہ انہیں لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچیں، اور وہ مسلمان ہو گئے، اور دونوں کا [سابقہ] نکاح برقرار رہا۔“

۱۔ الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۱۹۳۲/۴ ؛ نیز ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۱۰۸۲/۳ ؛
وأسد الغابة في معرفة الصحابة لابن الأثير ۳۲۱/۶ ؛ وتاريخ الإسلام للذهبي (المغازي)
ص ۵۶۰ ؛ والإصابة في تمييز الصحابة ۲۲۵/۸ .

نیکي کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری

حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا نے شوہر کو جس انداز سے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دی، اس کا تفصیلی ذکر بعض روایت میں آیا ہے۔ انہی میں سے ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے کہا:

((جِئْتُكَ مِنْ عِنْدِ أَوْصَلِ النَّاسِ ، وَأَبْرَ النَّاسِ ، وَخَيْرِ النَّاسِ ، لَا تَهْلِكْ نَفْسَكَ))^۱

”میں آپ کے ہاں ایک ایسے شخص کے پاس سے آئی ہوں جو کہ تمام لوگوں میں سے سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے، سب سے زیادہ نیک کرنے والے، اور سب سے بہتر انسان ہیں، آپ اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالیں۔“

ایک دوسری روایت میں ہے:

((فَأَذَرَكْتُهُ وَقَدْ رَكَبَ سَفِينَةً فَنَادَتْهُ : ”يَا ابْنَ عَمِّ ! هَذَا أَمَانٌ مَعِيَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، فَإِنْ تُسَلِّمْ وَتَقْبَلُ أَمَانَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَنَا زَوْجَتُكَ - وَإِلَّا انْقَطَعَتْ الْعِصْمَةُ بَيْنِي وَبَيْنَكَ.))^۲

”جب وہ ان کے پاس پہنچیں، تو وہ کشتی میں سوار ہو چکے تھے۔ وہ بائیں الفاظ ان سے مخاطب ہوئیں: ”اے میرے چچا کے بیٹے! میرے پاس رسول اللہ ﷺ کا عطا کردہ امان ہے، اگر آپ مسلمان ہو جائیں اور رسول اللہ ﷺ کے امان کو قبول کر لیں، تو میں آپ کی بیوی ہوں، اور بصورت دیگر میرا اور آپ کا تعلق ٹوٹ چکا ہے۔“

ایک اور روایت میں ہے:

((وَجَعَلَ عِكْرِمَةُ يَطْلُبُ امْرَأَتَهُ ، يُجَامِعُهَا ، فَتَأْبَى عَلَيْهِ ،

۱۔ تاریخ ابن عساکر ۷۵۵/۱۱-۷۵۶۔ ۲۔ المرجع السابق ۷۵۴/۱۱۔

وَتَقُولُ: إِنَّكَ كَافِرٌ وَأَنَا مُسْلِمَةٌ.))^۱

”عکرمہ اپنی بیوی کو ازدواجی تعلقات کے لیے بلاتا رہا، لیکن انہوں نے انکار کر دیا، اور کہا: ”آپ کافر ہیں اور میں مسلمان عورت ہوں۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

۱ حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا کے دل میں اپنے شوہر کے اسلام کے بارے میں شدید تڑپ اور پُر زور جذبہ تھا۔ رسول کریم ﷺ سے ان کے لیے امان حاصل کرنا، ان کو واپس لانے کی خاطر ان کے پیچھے جانا، آنحضرت ﷺ کی عظیم صلہ رحمی، اور شفقت و نوازش کا اپنے شوہر کے سامنے ذکر کرنا، اسلام کو قبول نہ کرنے کی صورت میں شوہر سے قطع تعلقی کی دھمکی دینا، ان سب باتوں میں شوہر کے اسلام کے متعلق ان کا جذبہ صادق اور سچی تڑپ اجاگر ہے۔

۲ اس واقعہ میں حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا نے [الحب في الله والبغض في الله] کی سچی صورت پر توفیق الہی پیش کی ہے۔ ان کا شوہر سے یہ کہنا کہ [اگر آپ مسلمان ہو جائیں تو میں آپ کی بیوی ہوں، وگرنہ میرا اور آپ کا رشتہ منقطع ہو چکا ہے] اس حقیقت پر واضح طور پر دلالت کناں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا اشد گرامی ہے:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتُهُمْ أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ ۖ﴾

۱۔ تاریخ ابن عساکر ۷۵۵/۱۱-۷۵۶۔

۲۔ (الحب في الله والبغض في الله): یعنی اللہ تعالیٰ کے لیے کسی سے محبت اور دوستی رکھنا، اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے کسی کے ساتھ بغض اور دشمنی رکھنا۔

۳۔ سورة المجادلة / جزء من الآية ۲۲۔

ترجمہ: جو لوگ اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں انہیں آپ ان لوگوں سے محبت کرتے ہوئے نہیں پائیں گے، جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کی مخالفت کرتے ہیں، چاہے وہ ان کے باپ ہوں، یا بیٹے ہوں، یا ان کے بھائی ہوں، یا ان کے کنبے والے۔ انہی لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو راسخ کر دیا ہے، اور ان کی تائید اپنی نصرت خاص سے کی ہے۔“ [

یہ آیت کریمہ ایسے ہی پاک باز لوگوں کے متعلق ہے۔

۳ حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا کو شدت سے یقین تھا، کہ اسلام باعث عزت و افتخار ہے۔ دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد مسلمان عورت اس قدر بلند و بالا ہو جاتی ہے کہ سابقہ غیر مسلم شوہر کو شرک پر قائم رہنے کی صورت میں اس کے قریب پھٹکنے کی بھی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

۴ شوہر کے بلانے کے باوجود اس سے دور رہنے میں حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا کی دین میں استقامت واضح اور نمایاں ہے۔



(۵)

پھوپھی کا عدی بن حاتم کو دربار نبوت میں

حاضری کا حکم دینا

رسول اللہ ﷺ کا ایک سوار دستہ سرزمین طی میں وارد ہوا۔ اسلام اور نبی کریم ﷺ سے نفرت کی بنا پر عدی بن حاتم طائی وہاں سے بھاگ گیا۔ اس علاقے کے کچھ لوگ قیدی بنا کر رسول کریم ﷺ کی خدمت میں لائے گئے، انہی میں سے

ایک عدی بن حاتم کی پھوپھی تھی۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے ازراہ احسان چھوڑنے کی التجا کی، آپ ﷺ نے اس کو چھوڑ دیا۔ وہ سرزمین شام میں اپنے بھتیجے کے پاس پہنچی، اور اس کو دربار نبوت میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ بھتیجے نے پھوپھی کی بات کو مان لیا۔ مدینہ طیبہ حاضر ہوا، آنحضرت ﷺ سے گفتگو کی، اور مسلمان ہو گیا۔

دلیل:

امام احمدؒ نے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

((جَاءَتْ حَيْلُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَوْ قَالَ : ”رُسُلُ رَسُولِ

اللَّهِ ﷺ“ وَأَنَا بَعْقَرٍ ، فَأَخَذُوا عَمَّتِي وَنَاسًا .

قَالَ : ” فَلَمَّا أَتَوْا بِهِمْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ “ قَالَ : ” فَصَفُّوْهُ .

قَالَتْ : ” يَا رَسُولَ اللَّهِ ! نَأَى الْوَافِدُ ، وَانْقَطَعَ الْوَلَدُ ، وَأَنَا

عَجُوزٌ كَبِيرَةٌ مَا بِي مِنْ خِدْمَةٍ ، فَمَنْ عَلَيَّ مِنَ اللَّهِ عَلَيْكَ .

قَالَ : ” مَنْ وَافِدُكَ ؟ “

قَالَ : ” عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ .

قَالَ : ” الَّذِي فَرَّ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ .

قَالَتْ ” فَمَنْ عَلَيَّ .

قَالَتْ : ” فَلَمَّا رَجَعَ ، وَرَجُلٌ إِلَى جَنْبِهِ نَرَى أَنَّهُ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ

عَلَيْهِ حُمَلَانًا .

قَالَ : ” فَسَأَلْتُهُ حُمَلَانًا ، فَأَمَرَ لَهَا .

قَالَ : ” فَأَتْنِي ، فَقَالَتْ : ” لَقَدْ فَعَلْتَ فِعْلَةً مَا كَانَ أَبُوكَ

يَفْعَلُهَا .

قَالَتْ : ” إِنَّهُ رَاغِبًا أَوْ رَاهِبًا ، فَقَدْ أَتَاهُ فَلَانٌ ، فَأَصَابَ مِنْهُ ،

وَأَتَاهُ فُلَانٌ ، فَأَصَابَ مِنْهُ .“

قَالَ : ”فَاتَيْتُهُ فَإِذَا عِنْدَهُ امْرَأَةٌ وَصَبِيَانٌ ، أَوْ صَبِيٌّ ، فَذَكَرَ قُرْبَهُمْ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ لَيْسَ مَلِكٌ كِسْرَى وَلَا قَيْصَرَ .“

فَقَالَ لَهُ : ”يَا عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ ! مَا أَفْرَكَ أَنْ يُقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ؟ فَهَلْ مِنْ إِلَهٍ إِلَّا اللَّهُ ؟ مَا أَفْرَكَ أَنْ يُقَالَ : اللَّهُ أَكْبَرُ ؟ فَهَلْ شَيْءٌ هُوَ أَكْبَرُ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ؟ .“

قَالَ : فَأَسْلَمْتُ ، فَرَأَيْتُ وَجْهَهُ اسْتَبْشَرَ ، وَقَالَ : ”إِنَّ الْمَعْضُوبَ عَلَيْهِمُ الْيَهُودُ ، وَإِنَّ الضَّالِّينَ النَّصَارَى .“^۱
”رسول اللہ ﷺ کا ایک سوار دستہ- یا انہوں نے کہا: ”رسول اللہ ﷺ کے قاصد آئے۔ اور میں تب عقرب نامی جگہ میں تھا، وہ میری پھوپھی اور کچھ لوگوں کو پکڑ کر لے گئے۔“

انہوں نے بیان کیا: ”جب انہیں [قیدیوں کو] رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا، تو انہیں ان کے روبرو قطار میں کھڑا کیا گیا۔“

اس [عدی کی پھوپھی] نے کہا: ”اے اللہ کے رسول (ﷺ) میری خبر گیری کرنے والا دور جا چکا ہے، اولاد ہلاک ہو چکی ہے، میں بہت بوڑھی ہوں اور میری خدمت کرنے والا کوئی نہیں، آپ مجھ پر مہربانی فرمائیے اللہ تعالیٰ آپ پر مہربانی فرمائے گا۔“

آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ”تیری خبر گیری کرنے والا کون ہے؟“

^۱ المسند ۴ / ۳۷۸-۳۷۹ باختصار. حافظ یثمی نے اس حدیث کے متعلق تحریر کیا ہے کہ اس کو احمد اور طبرانی نے روایت کیا ہے، اور عباد بن حصیش کے سوا باقی روایت کرنے والے [الصحيح] کے راویوں میں سے ہیں، اور عباد بھی ثقہ ہیں۔ (ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ۶ / ۲۰۸).

اس نے عرض کی: ”عدی بن حاتم۔“

آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے بھاگ گیا ہے۔“

اس نے [دوبارہ] درخواست کی: ”مجھ پر احسان فرمائیے۔“

اس نے بیان کیا: ”[اس کو چھوڑنے کا حکم دینے کے بعد] جب آپ ﷺ واپس لوٹے، تو آپ ﷺ کے پہلو میں موجود شخص نے جو کہ ہمارے خیال میں علی رضی اللہ عنہ تھے کہا کہ: ”آپ سے [واپس جانے کے لیے] سواری اور زادِ راہ بھی طلب کرو۔“

راوی [عدی] نے بیان کیا: ”اس [عورت] نے سواری اور زادِ راہ طلب کیا، تو آپ ﷺ نے اس کی طلب کو پورا کرنے کا حکم دیا۔“

راوی نے بیان کیا: ”وہ میرے پاس آئیں، اور کہنے لگیں: ”تو نے میرے ساتھ ایسا [برا] معاملہ کیا ہے کہ تمہارا باپ ایسا معاملہ نہ کیا کرتا تھا۔“

پھر اس [عدی کی پھوپھی] نے کہا: ”ان کی خدمت میں کچھ لینے کی غرض سے، یا سزا سے بچنے کی خاطر حاضر ہو جاؤ [یعنی بہر صورت ان کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ]، فلاں فلاں نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر [خیر کو] پایا ہے۔“

انہوں نے بیان کیا: ”میں آپ ﷺ کے ہاں حاضر ہوا، تو [اس وقت] آپ کے پاس ایک عورت اور بچے یا ایک بچہ تھا۔ ان [عورت اور بچوں] کے نبی کریم ﷺ سے قریبی تعلق کا ذکر کیا گیا، تو میں نے سمجھ لیا کہ آپ ﷺ کسریٰ و قیصر کے بادشاہوں کی طرح نہیں۔“

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”اے عدی بن حاتم! تجھے [لا إله إلا الله] کہنے سے کس چیز نے بھگا یا؟ کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور معبود ہے؟ تجھے

[اللہ اکبر] کہنے سے کس چیز نے راہ فرار اختیار کرنے پر آمادہ کیا؟ کیا اللہ عزوجل سے بڑی کوئی چیز ہے؟“

انہوں نے بیان کیا: ”میں مسلمان ہو گیا، تو میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کا چہرہ مسرت سے کھل گیا، اور آپ ﷺ نے فرمایا: یقیناً جن پر غضب ہو وہ یہود ہیں، اور بلا شک و شبہ گم راہ نصاریٰ ہیں۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

❖ ہمارے رسول کریم ﷺ کس قدر شفیق اور مہربان تھے۔ آپ ﷺ نے نہ صرف غیر مسلمہ قیدی عورت کو ازراہ احسان چھوڑ دیا، بلکہ واپس جانے کی غرض سے سواری اور زادراہ بھی دینے کا حکم دیا۔

❖ اللہ تعالیٰ نے احسان و مروت میں کس قدر اثر رکھا ہے، آنحضرت ﷺ کے احسان و مروت سے عدی بن حاتم کی پھوپھی نہ صرف خود شدید متاثر ہوئی، بلکہ اسی بنا پر اپنے بھتیجے کو بھی دربار نبوت میں حاضر ہونے پر مجبور کیا۔ اشاعت اسلام کا جذبہ اور درد رکھنے والے اس بات کی طرف خصوصی توجہ دیں۔ زمانہ قدیم ہی سے کہا گیا ہے:

((الْإِنْسَانُ عَبْدٌ لِلْإِحْسَانِ))

[”انسان احسان کا غلام ہے۔“]

❖ اللہ تعالیٰ نے پھوپھی کی بات میں بھتیجے کے لیے کس قدر تاثیر پیدا فرمائی، کہ آنحضرت ﷺ اور اسلام سے نفرت کے سبب اپنے وطن سے بھاگنے والا، پھوپھی کی بات کے۔ بفضل رب العزت۔ زیر اثر از خود مدینہ طیبہ میں دربار رسالت میں حاضر ہوا۔ ہمارے زمانے کی پھوپھیاں بھی اپنی حیثیت کو پہچانیں اور نیکي کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے لیے اس کو استعمال کریں۔

نیکو کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری

۴۔ آنحضرت ﷺ کی سادگی اور تواضع کا عدی بن حاتم پر کتنا مثبت اثر ہوا، کہ اس کی بنا پر وہ اس نتیجے پر پہنچا، کہ آپ ﷺ متکبر حکمران نہیں، بلکہ پیکر صدق و صفا ہیں۔

۵۔ آنحضرت نے عدی بن حاتم کو دعوت دینے کی ابتدا دعوتِ توحید سے کی، کہ دعوت کی اساس اور بنیاد یہی ہے، اور اس کے بغیر سب کچھ بے کار ہے۔

۶۔ لوگوں کے اسلام کی خاطر آنحضرت ﷺ کے سینہ مبارک میں کس قدر شدید تڑپ تھی۔ سہ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے دائرے اسلام میں داخل ہونے پر آپ کا چہرہ انور خوشی و مسرت سے کھل گیا۔



(۶)

بچے کو لوہے کی پازیمیں پہنانے پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا احتساب
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک بچے کو علاج کی غرض سے لایا گیا، جس کو پھوڑا نکلا ہوا تھا۔ انہوں نے بچے کا علاج کرنے کے بعد دیکھا کہ بچے کے گھر والوں نے بیماری سے شفا یابی کی غرض سے اس کو پازیمیں پہنا رکھی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس بنا پر ان کا شدید احتساب کیا۔
دلیل:

امام حاکمؒ نے بکیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ:

((أَنَّ أُمَّهُ حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا أُرْسِلَتْ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بِأَخِيهِ مَحْرَمَةً ، وَكَانَتْ تُدَاوِي مِنْ قُرْحَةٍ تَكُونُ بِالْصَّبَّانِ . فَلَمَّا

سہ نبی کریم ﷺ کی لوگوں کے اسلام کے سلسلے میں تڑپ کے متعلق تفصیلی معلومات کے لیے ملاحظہ ہو: راقم السطور کی کتاب: الحرص علی ہدایۃ الناس ص ۱۷-۴۰۔

دَاوُتُهُ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ، وَفَرَعَتْ مِنْهُ ، رَأَتْ فِي رَجُلِيهِ خَلْخَالَيْنِ جَدِيدَيْنِ ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا : ”أُظْنَتُمْ أَنَّ هَذَيْنِ الْخَلْخَالَيْنِ يَدْفَعَانِ عَنْهُ شَيْئًا كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ ؟ لَوْ رَأَيْتُهَا مَا تُدَاوِي عِنْدِي ، وَمَا مُسَّ عِنْدِي ، لَعُمْرِي ! الْخَلْخَالَانِ مِنْ فَضَّةٍ أَطْهَرُ مِنْ هَذَيْنِ .“^۱

”ان کی والدہ نے ان سے بیان کیا کہ انہوں نے ان [بکیر] کے بھائی مخرمہ کو عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا، اور وہ بچوں کے پھوڑوں کا علاج کیا کرتی تھیں۔ جب عائشہ رضی اللہ عنہا ان کے علاج سے فارغ ہو چکیں، تو انہوں نے بچے کے پاؤں میں دوئی پازیں دیکھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”کیا تم یہ گمان رکھتے ہو کہ یہ پازیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لیے لکھی ہوئی مصیبت کو ٹال سکتی ہیں؟ اگر میں ان کو [پہلے] دیکھ لیتی تو میرے ہاں اس کا علاج نہ کیا جاتا، بلکہ اس کو چھوا بھی نہ جاتا، یقیناً چاندی کی پازیں ان سے زیادہ پاکیزہ ہیں۔“

قصے سے معلوم ہونے والی بعض باتیں:

- ① مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ بچے کے اہل خانہ کے خیال میں بچے کو پازیں پہنانے سے وہ شفا یاب ہو جائے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے اس غلط خیال پر احتساب فرمایا۔ اور اس بات میں عقیدہ کی سھرائی اور طہارت کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نگاہوں میں اہمیت روزِ روشن کی طرح واضح ہے۔
- ② بچوں کو ناجائز چیزیں پہنانا درست نہیں، اور ناجائز چیزیں پہنانے کی صورت میں

۱۔ المستدرک علی الصحیحین ، کتاب الطب ، ۲۱۷/۴۔ ۲۱۷۔ امام حاکم نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۲۱۸/۴) ؛ اور حافظ ذہبی نے ان سے موافقت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: التلخیص ۲۱۸/۴)۔

ان کا احتساب کیا جائے گا۔ مقام افسوس ہے کہ اس بارے میں بہت سے دین سے تعلق والے گھرانے جہالت اور غفلت کا شکار ہیں۔ بچپنے کے عذر کی آڑ میں بچوں اور بچیوں کو وہ کچھ پہنایا جاتا ہے جس کو شریعت مطہرہ نے حرام قرار دیا ہے۔ ۱۔

❖ بلا شک و شبہ احتساب کا عام قاعدہ اور اصول یہی ہے کہ احتساب نرمی، شفقت اور پیار سے کیا جائے، لیکن بوقت ضرورت سخت روی بھی اختیار کی جائے گی۔ ۲۔ اسی لیے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر میں ان پازیبوں کو پہلے دیکھ لیتی، تو اس بچے کا علاج نہ کرتی، بلکہ اس کو چھوٹی بھی نہ۔

❖ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے لوہے کی پازیبیں پہننے سے منع کرنے پر اکتفا نہ کیا، بلکہ ان کی بجائے چاندی کی پازیبیں پہننے کی طرف توجہ بھی دلائی۔ دعوت و احتساب میں ایک بہت مفید اور ضروری بات یہ ہے کہ ناجائز چیز، بات اور عمل سے روکنے کے ساتھ ساتھ جائز چیز، بات اور عمل کی طرف راہ نمائی بھی کی جائے۔ اس طرح لوگوں کے لیے غلط چیزوں اور باتوں کو چھوڑنا نسبتاً آسان ہو جاتا ہے۔



(۷)

میمونہ رضی اللہ عنہا کا حائضہ کے متعلق بھانجے کی غلط فہمی پر سمجھانا

ام المومنین حضرت میمونہ نے اپنے بھانجے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بالوں کو بکھرے ہوئے دیکھا، تو اس کا سبب دریافت کیا۔ انہوں نے بتلایا کہ ان کی کنگھی کرنے والی عورت بیماری کے دنوں میں ہے، ان کا مقصود یہ تھا کہ ان دنوں میں چونکہ اس کا انہیں چھونا درست نہیں، اس لیے وہ ان کی کنگھی نہیں کر رہی۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے حیض کے

۱۔ اس بارے میں تفصیلی معلومات کے لیے ملاحظہ ہو: راقم السطور کی کتاب: بچوں کا احتساب۔

۲۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: راقم السطور کی کتاب: من صفات الداعیۃ : اللین والرفق۔

متعلق بھانجے کی غلط فہمی پر ان کا احتساب کیا۔

دلیل:

امام احمدؒ نے منبوذ سے روایت نقل کی ہے کہ ان کی والدہ نے انہیں بتلایا:
 ((أَنَّهَا بَيْنَا هِيَ جَالِسَةٌ عِنْدَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ
 دَخَلَ عَلَيْهَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَالَتْ : "مَا لَكَ شُعْنًا؟"
 قَالَ : "أُمُّ عَمَّارٍ مُرَجَّلَتِي حَائِضٌ."
 فَقَالَتْ : "أَيُّ بُنْي ! وَأَيْنَ الْحَيْضَةُ مِنَ الْيَدِ ؟ لَقَدْ كَانَ النَّبِيُّ
 ﷺ يَدْخُلُ عَلَى إِحْدَانَا وَهِيَ مُتَكِنَةٌ حَائِضٌ ، قَدْ عَلِمَ
 أَنَّهَا حَائِضٌ فَيَتَكَبَّرُ عَلَيْهَا ، فَيَتْلُو الْقُرْآنَ وَهُوَ مُتَكَبِّرٌ
 عَلَيْهَا ، أَوْ يَدْخُلُ عَلَيْهَا قَاعِدَةً ، وَهِيَ حَائِضٌ ، فَيَتَكَبَّرُ فِي
 حَجْرِهَا ، فَيَتْلُو الْقُرْآنَ فِي حَجْرِهَا ، وَتَقُومُ وَهِيَ حَائِضٌ ،
 فَتَبْسُطُ لَهُ الْخَمْرَةَ فِي مُصَلَّاهُ ."

وَقَالَ ابْنُ بَكْرٍ (أَحَدُ رَوَاةِ الْحَدِيثِ) : "خَمْرَتُهُ ، فَيُصَلِّي
 عَلَيْهَا فِي بَيْتِي . أَيُّ بُنْي ! وَأَيْنَ الْحَيْضَةُ مِنَ الْيَدِ؟" ^۱
 ”کہ وہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھی تھیں کہ ابن
 عباس رضی اللہ عنہما ان کے پاس آئے ، انہوں [میمونہ رضی اللہ عنہا] نے دریافت کیا:
 ”تمہارے بال کیوں بکھرے ہوئے ہیں؟“

انہوں نے جواب دیا: ”میری کنگھی کرنے والی [عورت] ام عمار بیماری

۱۔ المسند ۳۳۴/۶ ، نیز ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۳۳۱/۶۔ اسی کے قریب قریب حدیث امام
 الحمیدیؒ اور امام ابویعلیٰؒ نے بھی روایت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: مسند الحمیدی ، رقم الحدیث ۳۱۰
 ، ۱۴۹/۱؛ و مسند ابی یعلیٰ ، رقم الحدیث ۴ (۷۰۸۱) ، ۱۲/۱۲-۵۱۳)۔
 مسند ابی یعلیٰ کے محقق نے اس حدیث کی [اسناد کو] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ۱۲/۵۱۳)۔

کے دنوں میں ہے۔“

انہوں نے فرمایا: اے میرے چھوٹے بیٹے! حیض کا ہاتھ سے کیا تعلق ہے؟“
یقیناً نبی کریم ﷺ ہم میں سے ایک کے ہاں تشریف لاتے، اور وہ بیماری کے دنوں میں ٹیک لگا کر بیٹھی ہوتی، آپ ﷺ اس کے ساتھ ٹیک لگا لیتے، اور اسی حالت میں قرآن کریم کی تلاوت فرماتے، اور بسا اوقات آنحضرت ﷺ تشریف لاتے، اور وہ بیماری ہی کے دنوں میں بیٹھی ہوتی، تو آپ ﷺ اس کی گود میں ٹیک لگا لیتے، اور اسی حالت میں قرآن کریم کی تلاوت فرماتے، اور وہ بیماری ہی کے دنوں میں اٹھتی اور آپ ﷺ کی نماز کی جگہ میں آپ کے لیے کپڑا بچھاتی۔“

ابن بکرؓ نے بیان کیا: ”اور آپ ﷺ اسی کپڑے میں میرے گھر میں نماز ادا فرماتے۔ اے میرے چھوٹے بیٹے! حیض کا ہاتھ میں کیا اثر ہے؟“

قصے سے مستفاد باتیں:

۱۔ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھانجے کو بالوں کے سدھارنے کی تلقین کی۔ ان کی یہ تلقین نبی کریم ﷺ کی سنت مطہرہ کے عین مطابق تھی۔ امام نسائیؒ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

((أَتَانَا النَّبِيُّ ﷺ فَرَأَى رَجُلًا نَائِرَ الرَّأْسِ، فَقَالَ: ”أَمَّا يَجِدُ هَذَا مَا يُسْكِنُ بِهِ شَعْرَهُ؟“))

”ہمارے پاس نبی ﷺ تشریف لائے، تو آپ نے سر کے بکھرے ہوئے بالوں والا ایک شخص دیکھا، تو آپ نے فرمایا: ”کیا اس کو کوئی ایسی

۱۔ (ابن بکرؒ) حدیث کے راویوں میں سے ایک ہیں۔

۲۔ صحیح مسند النسائي، کتاب الزينة، باب تسكين الشعر، رقم الحديث ۴۸۳۲، ۱۰۶۴/۳۔ مسند البانیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۱۰۶۴/۳، و سلسلۃ الأحادیث الصحیحة، رقم الحديث ۴۹۳)۔

نبی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری

چیز میسر نہیں کہ وہ اس کے ساتھ اپنے بالوں کو ٹھیک کر سکے؟“
درحقیقت اسلام مسلمانوں کے ظاہر و باطن دونوں کی اصلاح اور ستھرائی کا حکم دیتا ہے، اگرچہ اصلاح باطن زیادہ اہم اور ضروری ہے۔

۲ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنے احتساب کی تائید میں سنت مبارکہ پیش کی، اور یقیناً بہترین طریقہ رسول کریم ﷺ ہی کا ہے۔

[وَاٰخِرُ الْهَدٰى هٰذَا مُحَمَّدٌ ﷺ]

۳ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے احتساب شفقت و پیار اور میٹھے انداز سے کیا۔ ان کا دو دفعہ:

((اَيُّ بُنَيَّ ! اَيْنَ الْحَيْضَةُ مِنَ الْيَدِ؟))

[”اے میرے چھوٹے بیٹے! حیض کا ہاتھ سے کیا تعلق ہے؟“] کہنا اس بات پر دلالت کناں ہے۔ ۴

(۸)

میمونہ رضی اللہ عنہا کا حائضہ بیوی سے دوری پر بھانجے کو ڈانٹنا

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو بتلایا گیا کہ ان کے بھانجے ابن عباس رضی اللہ عنہما بیوی کی بیماری کے دنوں میں اپنا بستر ان سے جدا کر لیتے ہیں۔ اس پر انہوں نے بھانجے کا شدت سے احتساب کیا۔

۱ بہترین طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے۔

۲ البتہ بوقت ضرورت احتساب میں شرعی ضوابط کی پابندی کرتے ہوئے سخت روی اور شدت بھی استعمال کی جاسکتی ہے۔ اس بارے میں بعض دلائل و شواہد کے لیے ملاحظہ ہو: راقم السطور کی کتاب: من صفات الداعية: اللین والرفق۔

دلیل:

امام احمدؒ نے عروہؒ سے روایت نقل کی ہے، اور انہوں نے بدیہؒ سے، اور انہوں [بدیہؒ] نے بیان کیا کہ:

((أُرْسِلْتَنِي مِمُّونَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ ۖ إِلَى امْرَأَةٍ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ ۖ وَكَانَتْ بَيْنَهُمَا قَرَابَةٌ ، فَارِئْتُ فَرَاشَهَا مُعْتَزِلًا ، فَارَاشَهُ ، فَظَنَنْتُ أَنَّ ذَلِكَ لِهَجْرَانٍ - فَسَأَلْتُهَا فَقَالَتْ : " لَا ، وَلَكِنِّي حَائِضٌ ، فَإِذَا حِضْتُ لَمْ يَقْرُبْ فِرَاشِي . " فَاتَيْتُ مِمُّونَةَ ۖ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهَا ، فَزِدْتَنِي إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ ۖ فَقَالَتْ : " أُرْغَبُهُ عَنْ سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ؟ لَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنَامُ مَعَ الْمَرْأَةِ مِنْ نِسَائِهِ ، وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا نَوْبٌ مَا يُجَاوِزُ الرُّكْبَتَيْنِ . "))^۱

”مجھے میمونہ بنت حارث نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی کے ہاں بھیجا، اور وہ ان کی رشتہ دار تھی۔ میں نے دیکھا کہ اس کا بستران [ابن عباس رضی اللہ عنہ] کے بستر سے الگ تھلگ ہے۔ میں نے خیال کیا کہ یہ دونوں کی باہمی ناراضگی کے سبب ہے۔ میرے دریافت کرنے پر اس عورت نے بتلایا: ”میں حائضہ ہوں، اور وہ بیماری کے دنوں میں میرے بستر کے قریب نہیں آتے۔“

واپس پلٹنے پر میں نے یہ بات میمونہ رضی اللہ عنہا کے سامنے ذکر کر دی۔ انہوں نے مجھے واپس ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا کہ ان سے کہوں: ”کیا تم رسول اللہ ﷺ کی سنت سے بدعتی کر رہے ہو؟ رسول اللہ ﷺ کی بیوی کی

۱۔ المسند ۶/ ۳۳۲۔ شیخ احمد عبدالرحمن البنا نے تحریر کیا ہے کہ اس حدیث کو امام بیہقیؒ نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے، اور اس کی [اسناد جید] ہے۔ (ملاحظہ ہو: بلوغ الأمانی ۲/ ۱۶۱)۔

بیماری کے دنوں میں اس کے ساتھ سوتے تھے، اور دونوں کے درمیان صرف ایک کپڑا ہوتا جو گھٹنوں سے تجاوز نہ کرتا [یعنی بہت چھوٹا ہوتا]۔“

قصے سے معلوم ہونے والی باتیں:

۱ کسی کی غلطی کی اصلاح کے ارادے سے اس کا کسی بڑی شخصیت کے سامنے ذکر کرنے میں کچھ حرج نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی غلطی کا ذکر ان کی خالہ ع محترمہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے سامنے کیا گیا، جنہوں نے اصلاح کی خاطر مناسب قدم اٹھایا۔

۲ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھانجے کے غلط طرز عمل پر صبر نہ کیا، بلکہ فوراً ان کی اصلاح کے لیے کوشش کی، اور خبر لانے والی عورت ہی کے ذریعے انہیں اپنا احتسابی پیغام بھیجا۔

۳ پرہیزگاری اور ورع و تقویٰ کا معیار رسول کریم ﷺ کی سنت مطہرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں امت کے لیے بہترین نمونہ قرار دیا ہے۔

ارشاد رب العالمین ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا﴾ ۱

۴ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنے احتساب کی تائید میں سنت مصطفیٰ ﷺ پیش کی، کیونکہ اختلاف رائے میں حرف آخر تو کتاب و سنت ہی ہیں۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ

۱ سورة الأحزاب / جزء من الآية ۲۱. [ترجمہ: یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ] میں بہترین نمونہ ہے، [اور یہ] اس شخص کے لیے ہے جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہو، اور اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرتا ہو۔]

نبی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری

۱۰۰

تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ۝

۵ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے بھانجے کے احتساب میں زجر و توبخ کا اسلوب اختیار کیا۔

بعض لوگوں کا یہ سمجھنا کہ احتساب ہمیشہ شفقت و نرمی ہی سے ہوتا ہے، درست نہیں۔ کتاب و سنت کی متعدد نصوص اس بات پر دلالت کناں ہیں کہ بوقت ضرورت احتساب میں شدت اور سختی استعمال کی جائے گی۔ ۷ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی احتساب میں سختی شاید اس بنا پر تھی کہ انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس غلطی کی توقع نہ تھی۔



(۹)

عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھائی کو پورا وضو کرنے کا حکم دینا

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر اپنی ہمیشہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آئے، اور وضو کیا۔ انہوں نے بھائی کو مکمل وضو کرنے کا حکم دیا۔

دلیل:

امام مسلمؒ نے شداد کے آزاد کردہ غلام سالمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے

کہا:

((دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ تُوفِّيَ

۱ سورۃ النساء / جزء من الآية ۵۹ [ترجمہ: اگر کسی معاملے میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو اسے اللہ تعالیٰ اور رسول (ﷺ) کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو، اسی میں بھلائی ہے، اور انجام کے اعتبار سے بہترین ہے۔]

۲ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: راقم السطور کی کتاب: من صفات الداعية: اللین والرفق.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۱۰)

دوران نماز وضو ٹوٹنے پر سلمیٰ رضی اللہ عنہا کا شوہر کو حکم وضو

دوران نماز ابو رافع رضی اللہ عنہ بے وضو ہوئے، لیکن انہوں نے نماز کو جاری رکھا۔ اس پر ان کی بیوی سلمیٰ رضی اللہ عنہا نے انہیں نماز توڑ کر وضو کرنے کا حکم دیا۔

دلیل:

امام احمدؒ نے نبی کریم ﷺ کی زوجہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ:

((أَتَتْ سَلْمَى مَوْلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَوْ امْرَأَةُ أَبِي رَافِعٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَسْتَأْذِنُهُ عَلَى أَبِي رَافِعٍ قَدْ ضَرَبَهَا. قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَبِي رَافِعٍ: "مَالِكَ وَلَهَا يَا أَبَا رَافِعٍ؟"

قَالَ: "تُؤْذِنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ!"

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "بِمَ آذَيْتِهِ يَا سَلْمَى؟"

قَالَتْ: "مَا آذَيْتُهُ بِشَيْءٍ، وَلَكِنَّهُ أَحْدَثَ وَهُوَ يُصَلِّي، فَقُلْتُ لَهُ: "يَا أَبَا رَافِعٍ! إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ أَمَرَ الْمُسْلِمِينَ إِذَا خَرَجَ مِنْ أَحَدِهِمُ الرِّيحُ أَنْ يَتَوَضَّأَ، فَقَامَ فَضَرَبَنِي."

فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَضْحَكُ، وَيَقُولُ: "يَا أَبَا رَافِعٍ! إِنَّهَا لَمْ تَأْمُرْكَ إِلَّا بِخَيْرٍ۔"))

۱۔ المسند ۶/۲۷۲۔ شیخ احمد البناؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: بلوغ الأمانی ۷۶/۲)۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: راقم السطور کی عربی کتاب: "مسؤولية النساء في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر" ص ۳۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَدَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَتَوَضَّأَ عِنْدَهَا ، فَقَالَتْ : ” يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ ! أُسْبِغِ الْوُضُوءَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : ” وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ - “) ۱

” سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن میں نبی کریم ﷺ کی زوجہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آیا۔ عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما [بھی وہاں] آئے اور وضو کیا، انہوں [عائشہ رضی اللہ عنہا] نے فرمایا: ”اے عبدالرحمن! وضو پورا کرو، یقیناً میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ”ایڑیوں کے لیے [جہنم کی] آگ سے ہلاکت ہے۔“

یعنی جو ایڑیاں دوران وضو خشک رہ جائیں، وہ جہنم کی آگ میں داخل کی جائیں گی۔ ۲

قصے سے مستفاد باتیں:

۱۔ میزبانی اور مہمانی کے جھوٹے شیطانی آداب حق بات کی تلقین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے رکاوٹ نہ بن سکیں۔

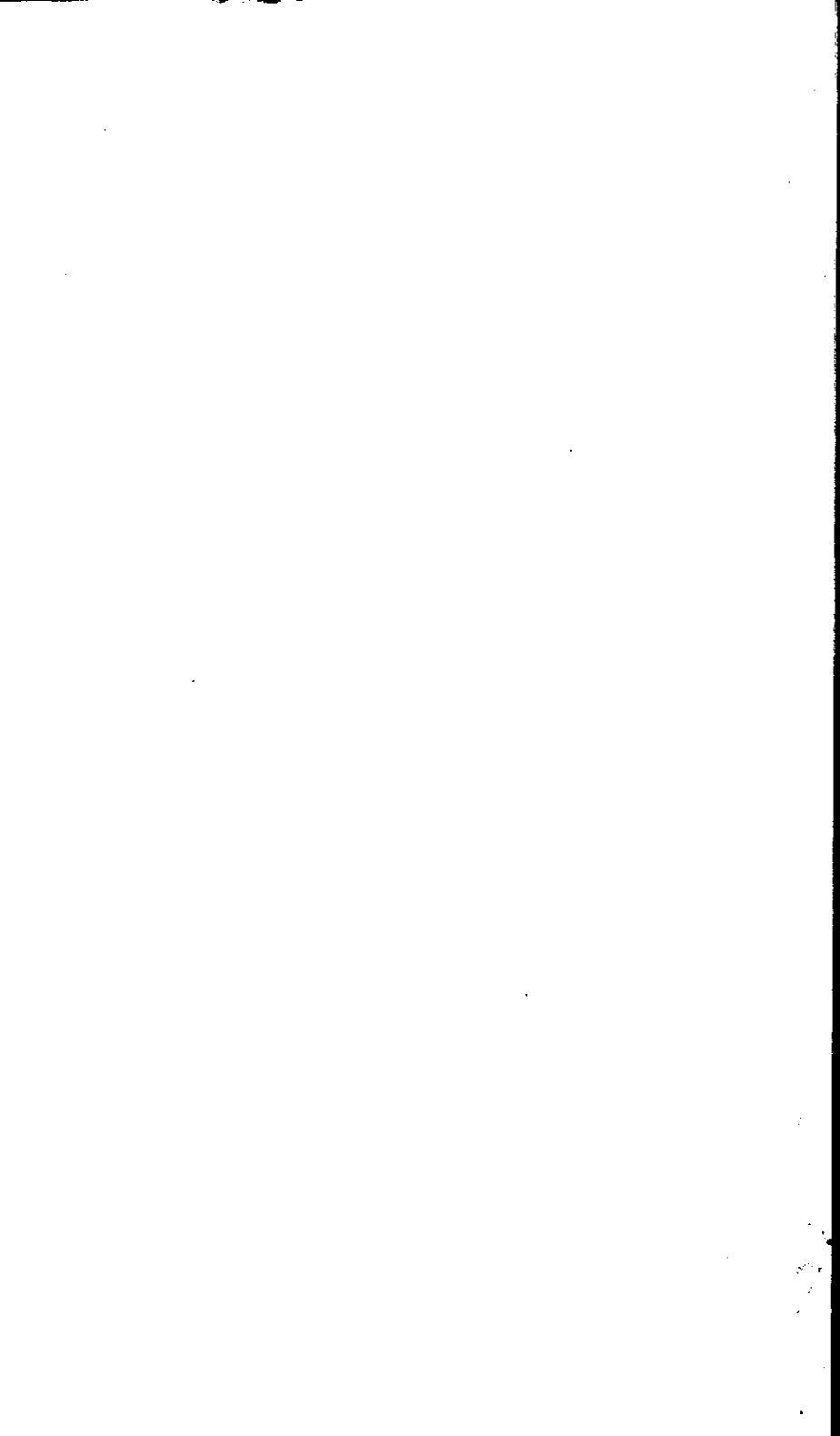
۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے احتساب کی تائید میں فرمانِ مصطفیٰ ﷺ پیش کیا۔ اور یہ تائید کس قدر قوی، مضبوط اور اعلیٰ و افضل ہے!

اصل دلیل تو یہی ہے کہ فرمان رب العالمین ہو، یا سنت حبیب رب العالمین (ﷺ)۔

۱۔ صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب وجوب غسل الرجلین بکمالہما، رقم الحدیث ۲۴۰، ۲۱۳/۱۔ اسی حدیث کو حضرات ائمہ مالک، احمد، ابن ماجہ، الحمیدی، ابن حبان رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

(ملاحظہ ہو: الموطأ، کتاب الطہارۃ، باب العمل فی الوضوء، رقم الحدیث ۵، ۱۹/۱-۲۰)۔

۲۔ ملاحظہ ہو: النہایۃ فی غریب الحدیث والأثر، مادة ”ویل“، ۵/۲۳۶۔



”رسول اللہ ﷺ کی آزاد کردہ لونڈی سلمیٰ یا ابورافع کی بیوی سلمہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے شوہر کے مارنے کی شکایت لے کر حاضر ہوئیں۔

انہوں [عائشہ رضی اللہ عنہا] نے بیان کیا: ”رسول اللہ ﷺ نے ابورافع سے پوچھا: ”اے ابورافع! تم دونوں کا معاملہ کیا ہے؟“ اس نے عرض کی: ”اے اللہ کے رسول ﷺ! [یہ] مجھے اذیت دیتی ہے۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے سلمیٰ! تو نے اس کو کس چیز کے ساتھ اذیت دی ہے؟“

اس نے عرض کی: ”میں نے اس کو بالکل اذیت نہیں دی، اصل صورت حال یہ ہے کہ یہ دوران نماز بے وضو ہوئے، تو میں نے انہیں کہا: ”اے ابورافع! یقیناً رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ جب ان میں سے کسی کی ہوا خارج ہو تو وضو کرے۔ اس پر انہوں نے مجھے مارنا شروع کر دیا۔“ [یہ سن کر] رسول اللہ ﷺ ہنسنے لگے، اور فرمایا: ”اے ابورافع! اس نے تو تجھے اچھی بات ہی کا حکم دیا ہے۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

- ① حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا نے شوہر کے احتساب میں بطور دلیل رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو پیش کیا کہ ہوا خارج ہونے کی صورت میں وضو کیا جائے۔
- ② رسول کریم ﷺ کس قدر شفیق، مہربان، خیر خواہ اور ہمدرد تھے۔ سلمیٰ رضی اللہ عنہا کی شکایت کو سنا۔ اصل صورت حال معلوم کرنے کی خاطر شوہر اور بیوی دونوں سے پوچھا۔

۱۔ (رسول اللہ ﷺ کی آزاد کردہ لونڈی سلمیٰ یا ابورافع کی بیوی)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دونوں میں سے ایک بات فرمائی۔ راوی کو اس بارے میں تردد ہوا، تو اس نے احساس امانت کے پیش نظر دونوں باتیں ذکر کر دی، اور لفظ [أو] [یعنی یا] کے ذریعے اپنے تردد کا اظہار کر دیا۔

شوہر کی غلطی معلوم ہونے پر انتہائی عمدگی اور شفقت سے اس کو سمجھایا۔



(۱۱)

عمرہ کا شوہر کو عبادت کے لیے جاگنے کا حکم دینا

دلیل:

حافظ ابن جوزیؒ نے ذکر کیا ہے کہ:

((أَنَّ عَمْرَةَ امْرَأَةَ حَبِيبِ الْعَجَمِيِّ انْتَبَهَتْ لَيْلَةً ، وَهُوَ نَائِمٌ ، فَأَنْبَهَتْهُ فِي السَّحَرَةِ ، وَقَالَتْ لَهُ :

”قُمْ يَا رَجُلُ ! فَقَدْ ذَهَبَ اللَّيْلُ ، وَجَاءَ النَّهَارُ ، وَبَيْنَ يَدَيْكَ طَرِيقٌ بَعِيدٌ وَرَازِدٌ قَلِيلٌ ، وَقَوَافِلُ الصَّالِحِينَ قَدْ سَارَتْ قَبْلَنَا ، وَنَحْنُ قَدْ بَقِينَا.“))

”یقیناً ایک رات عمرہؒ بیدار ہوئیں، اور ان کے شوہر حبیب عجمیؒ سو رہے تھے۔ انہوں نے سحری کے وقت شوہر کو یہ کہتے ہوئے بیدار کیا:

”اے بندے! اٹھو۔ رات بیت چکی ہے، اور دن آچکا ہے، آپ کو طویل سفر طے کرنا ہے، اور زاد سفر تھوڑا ہے۔ نیک لوگوں کے قافلے جا چکے ہیں، اور ہم پیچھے رہ چکے ہیں۔“

اللہ اکبر! یہ بات کس قدر پاکیزہ اور عمدہ ہے! اور وہ گھر کس قدر باسعادت اور خوش نصیب ہے جس میں ایسی بات کہی اور سنی جائے! اے ہمارے رب! ہمارے گھروں میں بھی ایسی باتوں کو جاری فرما۔ آمین یا ذا الجلال والإکرام۔

قصے پر تعلیق:

اس بات کے کہنے والی خاتون کس قدر شان و عظمت والی ہے! ہمارے نبی کریم ﷺ نے اس عورت کے لیے دعا کی ہے جو کہ رات کو اٹھ کر عبادت کرتی ہے، اور اپنے شوہر کو بھی اسی غرض سے بیدار کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ حضرت ائمہ احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى ، وَأَيَقَظَ امْرَأَتَهُ ، فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ ، رَحِمَ اللَّهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ ، وَأَيَقَظَتْ زَوْجَهَا ، فَإِنْ أَبَى نَضَحَتْ فِي وَجْهِهِ الْمَاءَ.))^۱

[اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھا اور نماز [تہجد] پڑھی، اور اپنی بیوی کو بیدار کیا اور اگر اس نے انکار کیا تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔ اللہ تعالیٰ اس عورت پر رحم فرمائے جس نے رات کو اٹھ کر نماز [تہجد] پڑھی، اور اپنے خاوند کو بیدار کیا، اور اگر اس نے انکار کیا تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔]

۱۔ المسند ۱۸ / ۱۸۴ ؛ وسنن أبي داود (المطبوع مع عون المعبود) ، أبواب قيام الليل . باب قيام الليل ، ۱۳۵/۴ ، وسنن النسائي (المطبوع مع شرح السيوطي) ، كتاب قيام الليل وتطوع النهار، باب الترغيب في قيام الليل ، ۲۵/۳ ؛ وسنن ابن ماجة ، أبواب إقامة الصلوة والسنة فيها ، باب ما جاء فيمن أيقظ أهله من الليل ، رقم الحديث ۱۳۳۰ ، ۲۴۲/۱ ؛ والمستدرک علی الصحيحین ، كتاب صلاة التطوع ، ۳۰۹/۱ . امام حاکم نے اس کو امام مسلم کی شرط پر [صحیح] قرار دیا۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۳۰۹/۱) ؛ اور حافظ ذہبی نے ان سے موافقت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: التلخیص ۳۰۹/۱) ؛ شیخ احمد شاکر نے بھی اس حدیث کی [اسناد کو صحیح] کہا ہے۔ (ہامش المسند ۱۸ / ۱۸۴) ؛ شیخ البانی نے اس حدیث کو [حسن صحیح] قرار دیا ہے۔ [ملاحظہ ہو: صحیح سنن أبي داود ۲۴۳/۱ ؛ وصحیح سنن النسائي ۳۵۴/۱ ؛ وصحیح سنن ابن ماجة ۲۲۳/۱] .

(۱۲)

کھانے کے آنے پر بھیتجے کے ارادہ نماز پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا احتساب

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھیتجے نے ان کی روبرو گفتگو میں بہت زیادہ لغوی غلطیاں کی۔ انہوں نے اس کو جھاڑ پلائی، تو وہ بہت غصے میں آیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں دسترخواں بچھایا گیا، تو وہ نماز ادا کرنے کے بہانے وہاں سے اٹھا، اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو سجھایا کہ کھانا آ جانے کے بعد نماز شروع نہیں کی جاتی۔

دلیل:

امام مسلمؒ نے ابن ابی عتیقؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ:

((تَحَدَّثْتُ أَنَا وَالْقَاسِمُ عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَكَانَ الْقَاسِمُ رَجُلًا لِّحَانَةً ، وَكَانَ لِأُمِّ وَلَدٍ ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا : ”مَا لَكَ لَا تُحَدِّثُ كَمَا يَتَحَدَّثُ ابْنُ أَخِي هَذَا ؟ أَمَا إِنِّي قَدْ عَلِمْتُ مِنْ أَيْنَ أَتَيْتُ. هَذَا أَذْبَنُهُ أُمُّهُ ، وَأَنْتَ أَذْبَتِ أُمُّكَ.“ قَالَ : ”فَغَضِبَ الْقَاسِمُ ، وَأَضَبَّ عَلَيْهَا. فَلَمَّا رَأَى مَائِدَةً عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَدْ أَتَى بِهِ ، قَامَ.“
قَالَتْ : ”أَيْنَ ؟“
قَالَ : ”أُصَلِّي.“

۱۔ (ابن ابی عتیق) : وہ عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ (ملاحظہ ہو: شرح النووی ۴۶/۵ - ۴۷)۔

قَالَتْ : ”اجْلِسْ“.

قَالَ : ”إِنِّي أَصْلِي“.

قَالَتْ : ”اجْلِسْ عُذْر. إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ :
”لَا صَلَاةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ ، وَلَا هُوَ يُدَافِعُهُ الْأَخْبَثَانِ.“ ((۱۷

”میں نے اور قاسم ؓ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے روبرو گفتگو کی ، اور قاسم اپنی گفتگو میں بہت زیادہ لغوی غلطیاں کرتا تھا ، اور اس کی ماں [اصل میں] لونڈی تھی ۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے فرمایا : ”تم میرے اس بھتیجے کی طرح گفتگو کیوں نہیں کرتے ؟ مجھے تمہاری اصل کا خوب علم ہے ۔ اس کی تربیت اس کی ماں نے ، اور تیری تربیت تیری ماں نے کی ہے ۔“

راوی نے بیان کیا : ”قاسم ان کی اس بات پر بہت غضبناک اور ناراض ہوا ۔ جب اس نے دیکھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا دسترخوان لایا گیا ہے ، تو وہ کھڑا ہو گیا۔“

انہوں [عائشہ رضی اللہ عنہا] نے پوچھا : ”کہاں [جار ہے ہو] ؟“

اس نے کہا : ”میں نماز پڑھنے لگا ہوں۔“

انہوں نے فرمایا : ”بیٹھ جاؤ۔“

اس نے کہا : ”یقیناً میں نماز پڑھنے لگا ہوں۔“

انہوں نے فرمایا : اے بے وفا بیٹھ جاؤ ! بلا شک و شبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا : ”کھانا آ جانے پر نماز نہیں ، اور نہ ہی ایسی حالت میں جب کہ بول و براز [کی حاجت] اس کو تنگ کر رہی ہو۔“

۱۷ صحیح مسلم ، کتاب المساجد و مواضع الصلوة ، باب کراهة الصلاة بحضرة الطعام

، رقم الحدیث ۶۷ (۵۶۰) ، ۱/۳۹۳ .

۱۸ (قاسم) : وہ قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں ۔ (ملاحظہ ہو : شرح النووی ۵/۴۷) .

قصے سے مستفاد باتیں:

- ۱ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو غلطیوں سے زبان کی سلامتی کا شدید اہتمام تھا۔
- ۲ بھتیجے کو غلطی پر اصرار سے روکنے کے لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جھاڑنے اور ڈانٹ ڈپٹ کا درجہ احتساب استعمال کرتے ہوئے فرمایا: ”اے بے وفا! بیٹھ جاؤ“۔ انہوں نے یہ اسلوب اس کے غلط رویے کی وجہ سے اختیار کیا۔ امام نوویؒ نے اس سلسلے میں تحریر کیا ہے:

((قَالَ لَهَا عُذْرٌ ، لِأَنَّهُ مَأْمُورٌ بِاخْتِرَامِهَا ، لِأَنَّهَا أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ وَعَمَّتُهُ ، وَأَكْبَرُ مِنْهُ ، وَنَاصِحَةٌ لَهُ ، وَمُؤَدِّبَةٌ ، فَكَانَ حَقُّهُ أَنْ يَحْتَمِلَهَا وَلَا يَغْضَبَ عَلَيْهَا.))^۱

”انہوں نے اس کو ”بے وفا“ اس لیے کہا کیونکہ وہ اس بات کا پابند تھا کہ ان کا احترام کرتا، ان کی بات کو برداشت کرتا اور اس پر غصے میں نہ آتا، وہ تو سب اہل ایمان کی ماں، ان کی پھوپھی، اور اس سے بڑی، اور انہیں نصیحت کرنے والی اور تعلیم ادب کا اہتمام کرنے والی تھیں۔“

- ۳ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے احتساب کی تائید میں فرمانِ مصطفیٰ ﷺ پیش کیا۔ اور اصل احتساب تو وہ ہی ہے جس کی تائید فرمانِ رب العالمین سے ہو، یا فرمانِ حبیب رب العالمین ﷺ سے۔



(۱۳)

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا قرابت دار کو نماز میں پھونک مارنے سے روکنا

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ایک رشتے دار کو سجدہ کرنے سے پہلے زمین صاف کرنے کی غرض سے پھونک مارتے دیکھا، تو اس کو ایسا کرنے سے منع کر دیا۔

دلیل:

امام حاکمؒ نے ابوصالحؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:
((كُنْتُ عِنْدَ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَدَخَلَ عَلَيْهَا ذُو قَرَابَةِ لَهَا ، شَابٌ ذُو جُمَّةٍ ، فَقَامَ يُصَلِّي فَنَفَخَ . فَقَالَتْ : ” يَا بُنَيَّ ! لَا تَنْفُخْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لِعَبْدٍ لَنَا أَسْوَدَ : ” أَيُّ رَبَّاحٍ ! تَرَبُّ وَجْهَكَ . “))
”میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تھا کہ ان کا ایک قریبی بالوں والا جوان داخل ہوا۔ پھر وہ نماز پڑھنے کے لیے اٹھا، اور [دوران نماز] پھونک ماری۔
انہوں نے فرمایا: ”اے میرے چھوٹے بیٹے! پھونک نہ مارو، کیونکہ میں

لے المستدرک علی الصحیحین ، کتاب الصلاة ، ۲۷۱/۱ - امام حاکمؒ نے اس حدیث کی اسناد کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: شرح النووي ۲۷۱/۱) ؛ اور حافظ ذہبیؒ نے ان سے موافقت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: التلخیص ۲۷۱/۱)۔

۷۔ مسند ابی یعلیٰ کی روایت میں ہے: ((أَنَّهَا رَأَتْ نَسِيبًا لَهَا يَنْفُخُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ ، فَقَالَتْ :)) (ملاحظہ ہو: مسند ابی یعلیٰ ، رقم الحدیث ۶۹۵۴ ، ۳۸۵/۱۲)۔ [ترجمہ: انہوں نے اپنے ایک قرابت دار کو دیکھا کہ وہ سجدہ کرنے کے ارادے کے وقت پھونک مار رہا ہے، اس پر انہوں نے کہا:.....] مسند کے محقق نے اس کی اسناد کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ۳۸۵/۱۲)۔

نے رسول اللہ ﷺ کو ہمارے ایک کالے غلام کو [بایں الفاظ نصیحت]
فرماتے ہوئے سنا: ”اے رباح! اپنے چہرے کو غبار آلود کر۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

- ❖ ۱ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے دوران احتساب پہلا درجہ احتساب [التریف] استعمال کیا، کہ نوجوان کو بتلایا کہ سجدہ کرنے سے پہلے پھونک مارنا درست نہیں۔ اور یہ درجہ شرعی حکم سے ناواقف شخص کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ ۱۔
- ❖ ۲ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کمال شفقت و پیار سے نوجوان کا احتساب کیا۔ ان کا ”اے میرے چھوٹے بیٹے! پھونک نہ مارو“ کہنا اس بات پر دلالت کناں ہے۔

- ❖ ۳ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے احتساب کی تائید میں فرمان رسول کریم ﷺ پیش کیا۔



(۱۴)

عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجر اسود کو چھونے کی دعوت دینے والی

عورت کا احتساب

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مردوں سے ہٹ کر الگ تھلگ طواف کیا کرتی تھیں۔ ایک عورت نے آگے بڑھ کر حجر اسود کو چھونے کی انہیں دعوت دی، تو انہوں نے

۱۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: إحياء علوم الدين ۲/۳۲۹-۳۳۰؛ ومختصر منهاج القاصدين ص ۱۳۳؛ وتنبیه الغافلین ص ۴۷.

اس کا احتساب کیا۔

دلیل:

امام بخاریؒ نے عطاءؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا:
((كَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَطُوفُ حَجْرَةً مِنَ الرِّجَالِ لَا تُخَالِطُهُمْ .

فَقَالَتْ امْرَأَةٌ : ”إِنْطَلِقِي ، نَسْتَلِمُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ .“

قَالَتْ : ”إِنْطَلِقِي عَنْكِ .“

وَأَبَتْ .)) ۱۷

”عائشہ رضی اللہ عنہا مردوں سے ہٹ کر الگ تھلگ طواف کیا کرتی تھیں۔ ایک

عورت نے کہا: ”اے ام المؤمنین! چلیے ہم [بھی حجر اسود کو] چھوئیں۔“

انہوں نے فرمایا: ”تو ہی چلی جا۔“

اور خود جانے سے انکار کیا۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

① مردوں کے ساتھ اختلاط سے بچنے کی خاطر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اہتمام کس قدر شدید تھا۔ وہ اسی غرض سے مردوں سے ہٹ کر الگ تھلگ طواف کرتیں، اور حجر اسود کو چھونے کے لیے آگے جانا بھی گوارا نہ کرتیں۔

② حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے احتساب میں سخت روی استعمال کی۔ چھونے کے لیے آگے جانے کی دعوت دینے والی عورت کو جھاڑتے اور ڈانٹتے ہوئے فرمایا: ”تو ہی چلی جا۔“

۱۷ صحیح البخاری کتاب الحج ، باب طواف النساء مع الرجال ، جزء من رقم الرواية ۴۸۰-۴۷۹/۳، ۱۶۱۸۔

(۱۵)

عائشہ رضی اللہ عنہا کا مردوں میں گھس کر حجر اسود کو چھونے والی

عورت کا احتساب

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ لونڈی نے ان کے روبرو ذکر کیا کہ اس نے دوران طواف دو یا تین مرتبہ حجر اسود کو چھوا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مردوں کے درمیان گھس کر ایسا کرنے پر اس کو ڈانٹا۔

دلیل:

امام بیہقیؒ نے منبذ بن ابی سلیمانؒ نے روایت نقل کی ہے اور انہوں نے اپنی والدہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ:

((أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَدَخَلَتْ عَلَيْهَا مَوْلَاةٌ لَهَا ، فَقَالَتْ لَهَا : ”يَا أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ ! طُفْتُ بِالْبَيْتِ سَبْعًا ، وَاسْتَلَمْتُ الرُّكْنَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا.“ فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا : ”لَا أُجْرِكَ اللَّهُ ! لَا أُجْرِكَ اللَّهُ ! تُدَافِعِينَ الرَّجَالَ أَلَا كَبُرَتْ وَمَرَرْتَ ؟“))

”وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھیں کہ ان کی آزاد کردہ لونڈی آئی، اور ان سے کہنے لگی: ”اے ام المؤمنین! میں نے بیت اللہ کے گرد سات چکر لگائے، اور حجر اسود کو دو یا تین مرتبہ چھوا۔“

عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا: ”اللہ تعالیٰ تجھے ثواب نہ دے! اللہ تعالیٰ تجھے ثواب نہ دے! تو مردوں کے ساتھ دھکم پیل کرتی ہے، تو نے اللہ اکبر کہہ کر

(دور سے) گزرنے پر اکتفا کیوں نہیں کیا؟“

نصے سے مستفاد باتیں:

۱ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی آزاد کردہ لونڈی کے احتساب میں سخت روی اختیار کی۔

۲ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نگاہ میں عورت کا مردوں میں گھسنا کس قدر ناپسندیدہ اور قبیح کام ہے، اگرچہ یہ گھسنا روئے زمین کی مقدس ترین سرزمین حرم پاک ہی میں اس حجر اسود کو چھونے کی غرض سے ہی کیوں نہ ہو جس کا چھونا گناہوں کے جھڑنے کا سبب ہے۔ ۱

اب بھی حجر اسود کو چھونے یا بوسہ دینے کی غرض سے مردوں میں گھسنے والی نادان عورتیں، اور دیگر جگہوں میں غیر محرم مردوں کے ساتھ اختلاط کرنے والی عورتیں اس اقعہ کی روشنی میں اپنے اپنے طرز عمل کا جائزہ لیں۔

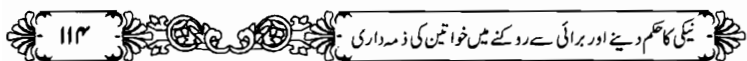


(۱۶)

طلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی کا انہیں اقربا میں مال خرچ کرنے کی تلقین کرنا

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اپنے پاس مال جمع ہونے کے سبب پریشان ہوئے، تو ان کی زوجہ محترمہ حضرت سعدیہ رضی اللہ عنہا نے انہیں وہ مال قرابت داروں میں تقسیم کرنے کی

۱ امام ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ((إِنَّ مَسْحَهُمَا (أَي مَسْحَ الرِّكْنَيْنِ) كَفَّارَةٌ لِلْخَطَايَا.)) ”یقیناً ان دونوں [حجر اسود اور رکن یمان] کا چھونا خطاؤں کا کفارہ ہے“۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن الترمذی ۲۸۳/۱)۔



تلقین کی۔

دلیل:

امام طبرانیؒ نے طلحہ بن یحییٰؒ سے روایت نقل کی ہے، اور انہوں نے اپنی دادی سعدی رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ:

((دَخَلَ عَلَيَّ يَوْمًا طَلْحَةُ فَرَأَيْتُ مِنْهُ فِعْلًا ، فَقُلْتُ : ”مَا لَكَ ؟ لَعَلَّهُ رَأَى رَأْيًا مِنْ شَيْءٍ فَعَيَّبَكَ .“

قَالَ : ”لَا ، وَلَنْعَمَ حَلِيلَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ أَنْتَ ، وَلَا كِبَرٌ ، وَلَكِنْ اجْتَمَعَ عِنْدِي مَالٌ ، وَلَا أَذْرِي كَيْفَ أَصْنَعُ بِهِ؟“
قَالَتْ : ”وَمَا يَغْمُكَ مِنْهُ ، أَدْعُ قَوْمَكَ فَاقْسِمُ بِهِ بَيْنَهُمْ .“

فَقَالَ : ”يَا غُلَامُ ! عَلَيَّ قَوْمِي .“

فَسَأَلْتُ الْخَازِنَ : ”كَمْ قَسَمَ؟“

قَالَ : ”أَرْبَعٌ مِائَةً أَلْفٍ .“))

”ایک دن میرے پاس طلحہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے، تو میں نے انہیں [خلاف معمول] کیفیت میں دیکھا۔ میں نے عرض کیا: ”آپ کو کیا ہوا ہے؟ کیا آپ نے ہمارے ہاں کسی ناپسندیدہ بات کو دیکھا ہے جس کی وجہ سے آپ چپ ہو گئے ہیں؟“

انہوں نے کہا: ”نہیں [ایسی کوئی بات نہیں]، آپ تو ایک مسلمان کی بہترین بیوی ہیں، اور یہ ازراہ تکبر نہیں [بلکہ حقیقت کے بیان کی خاطر] کہہ

۱۔ من قول از : مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ، کتاب المناقب ، باب مناقب طلحة بن عبيد الله رضي الله عنه ، ۱۴۸/۹۔

حافظ بیہقیؒ نے اس روایت کے متعلق تحریر کیا ہے کہ اس کو امام طبرانیؒ نے روایت کیا ہے، اور اس کے روایت کرنے والے ثقہ ہیں۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۱۴۸/۹)۔

رہا ہوں، اصل بات یہ ہے کہ میرے پاس مال جمع ہو چکا ہے، اور میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ اس کا کیا کروں۔“

انہوں نے [جواب میں] کہا: ”اس میں آپ کے لیے پریشان ہونے کی تو کوئی بات نہیں۔ اپنی قوم کے لوگوں کو بلائیے، اور اس [مال] کو ان میں تقسیم کر دیجیے۔“

انہوں نے کہا: ”اے غلام! میری قوم کے لوگوں کو بلاؤ۔“

[سعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:] ”میں نے خازن سے پوچھا: ”انہوں نے کتنا مال تقسیم کیا؟“

اس نے جواب دیا: ”چار لاکھ۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

❖ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں مال کا جمع ہونا باعث مسرت و شادمانی نہ تھا، بلکہ باعث تشویش تھا، کیونکہ ان کی نظر مال کے سبب پیدا ہونے والے فتنوں پر تھی۔

❖ کتنی خوش نصیب تھی وہ مسلمان بیوی جو اپنے شوہر کو انہی کے قرابت داروں میں مال خرچ کرنے کی تلقین کرتی ہیں! اور کتنا بخت آور ہے وہ مرد جس کو اللہ تعالیٰ نے ایسی بیوی عطا فرمائی۔

اے ہمارے رب! ہمیں اور ہماری بیویوں کو بھی انہی پاک باز لوگوں کے نقش قدم پر گامزن فرمادے۔ اِنَّكَ سَمِيعٌ مُّجِيبٌ .

❖ اللہ تعالیٰ نے اس سعادت مند بیوی کو کیسا عمدہ مشورہ دینے کی توفیق عطا فرمائی، اور پھر ان کے مشورے میں کس قدر تاثیر پیدا فرمائی کہ ان کی تجویز پر ان کے شوہر محترم نے چار لاکھ خرچ کر دیئے۔ ذَلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰهُ

ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ.



(۱۷)

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا مسکین کو کچھ دے کر بھیجنے کا حکم

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں کچھ مسکین لوگ آئے، اور اصرار و تکرار سے سوال کیا۔ ایک عورت نے انہیں باہر نکل جانے کا حکم دیا، تو انہوں نے اس عورت کو ایسے کہنے سے منع کر دیا، اور حکم دیا کہ ہر مسکین کو کچھ نہ کچھ دے کر ہی واپس بھیجا جائے۔

دلیل:

حافظ ابن عبدالبر نے ام الحسینؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ:
 ((اَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ امِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ، فَأَتَى مَسَاكِينُ ، فَجَعَلُوا يُلْجُونَ ، وَفِيهِمْ نِسَاءٌ ، فَقُلْتُ : ” أَخْرُجُوا..... أَوْ أَخْرُجْنَ - فَقَالَتْ امُّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا : ” مَا بِهِذَا أَمْرُنَا يَا جَارِيَةُ ! رُدِّي كُلَّ وَاحِدٍ..... أَوْ وَاحِدَةٍ..... وَلَوْ بِتَمْرَةٍ تَضَعِيهَا فِي يَدِهَا. “))^۱
 ”وہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تھیں۔ کچھ مسکین لوگ آئے، اور ان سے اصرار و تکرار کے ساتھ سوال کیا۔ انہی [مسکینوں] میں عورتیں بھی تھیں، میں نے [ان سے] کہا: ”نکل جاؤ۔“

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”اے لڑکی! ہمیں اس بات کا حکم نہیں دیا گیا،^۲ کم

^۱ الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۱۹۳۹/۴-۱۹۴۰۔

^۲ ہمیں اس بات کا تو حکم نہیں دیا گیا (حضرات صحابہ میں سے کوئی ایسا جملہ استعمال کرے تو وہ حکماً مرفوع ہوتا ہے، یعنی ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہمیں نبی کریم ﷺ نے ایسا کرنے کا نہیں، بلکہ اس کے برعکس کرنے کا حکم دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: لمحات في أصول الحديث ص ۲۱۶)۔

از کم ہر ایک کو ایک ایک کھجور ہاتھ میں تھا کرواپس کرو۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

❖ نبی کریم ﷺ کے فرمان پر عمل کرنے کے شدید جذبے کے سبب ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے مسکینوں کو کچھ دیئے بغیر واپس بھیجنے سے منع فرمادیا، اور ہر مسلمان اسی بات کا پابند ہے کہ حکم مصطفیٰ ﷺ پر تاحداستطاعت عمل پیرا ہونے کی کوشش کرے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأَتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ.))^۱

”اور جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو تاحداستطاعت اس کو بجالاؤ۔“

❖ رسول کریم ﷺ کے ارشاد کے خلاف بات کا ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے احتساب کیا، اگرچہ وہ بات انہی کی تائید میں کہی گئی تھی۔ اور اسی بات کا رب العالمین نے اہل ایمان کو حکم دیا ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ﴾^۲

[ترجمہ: ”اے ایمان والو! انصاف پر سختی سے قائم رہنے والے، اللہ تعالیٰ کے لیے گواہی دینے والے ہو، اگرچہ وہ [گواہی] تمہارے اپنے خلاف ہو۔“]



^۱ امام بخاریؒ کی روایت کردہ حدیث کا ایک حصہ۔ (ملاحظہ ہو: صحیح البخاری، کتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ، رقم الحديث ۷۲۸۸، ۱۳ / ۲۵۱، عن أبي هريرة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

^۲ سورة النساء / جزء من الآية ۳۵.

(۱۸)

حفصہ رضی اللہ عنہا کا بھائی کو شادی کرنے کا حکم دینا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے شادی نہ کرنے کا ارادہ کیا، تو ان کی بہن ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اس پر ان کا احتساب کرتے ہوئے انہیں شادی کرنے کا حکم دیا۔

دلیل:

امام شافعیؒ نے عمرو بن دینارؒ سے روایت نقل کی ہے کہ:

((أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَرَادَ أَنْ لَا يَنْكِحَ ، فَقَالَتْ لَهُ حَفْصَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا : ”تَزَوَّجْ ، فَإِنْ وُلِدَ لَكَ وَلَدٌ ، فَعَاشَ مِنْ بَعْدِكَ ، دَعَا لَكَ.“))^۱

”یقیناً ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نکاح نہ کرنے کا ارادہ کیا، تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے ان سے فرمایا: ”شادی کرو، اگر تمہارے ہاں لڑکا پیدا ہوا، اور وہ تمہارے بعد زندہ رہا، تو تمہارے لیے دعا کرے گا۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

﴿۱﴾ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی بیان کردہ بات کی تائید اس حدیث شریف سے بھی ہوتی ہے جس کو امام مسلمؒ نے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یقیناً رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ : إِلَّا مِنْ

۱۔ ترتیب مسند الإمام الشافعی، کتاب النکاح، الباب الثالث فی الترغیب فی الزواج، رقم الحدیث ۳۱، ۳/۲۔

علامہ سیوطیؒ نے اس سے ملتی جلتی روایت مسانید امہات المومنین میں ذکر کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: مسانید امہات المؤمنین ص ۱۱۰)۔

صَدَقَةٌ جَارِيَّةٌ ، أَوْ عِلْمٌ يُنْتَفَعُ بِهِ ، أَوْ وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُو لَهُ.)) ۱۱
 ”جب انسان مر جاتا ہے تو تین [صورتوں] کے سوا اس کے [نیک] اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے: صدقہ جاریہ سے، یا علم جس کا فیض جاری رہے، یا اس کے لیے دعا کرنے والا نیک بیٹا۔“

۲ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نیکوں کے کمانے کے بہت ہی دلدادہ، بلکہ اس بارے میں ضرب المثل کی حیثیت رکھتے تھے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے انہیں شادی کا حکم دیتے وقت شادی کے متعدد فوائد میں سے اسی فائدے کا ذکر کیا جو ان کے مزاج کے عین مطابق تھا۔ اور احتساب کی ایک بہت بڑی خوبی یہ ہے کہ دوران احتساب محتسب علیہ کے مزاج کا شرعی حدود کی پابندی کرتے ہوئے خیال رکھا جائے۔ ۱۲



(۱۹)

عائشہ رضی اللہ عنہا کا ابن ہشام کو عورتوں سے علیحدگی سے روکنا

حضرت سعد بن ہشام نے رومیوں کے خلاف جہاد میں شرکت کی غرض سے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ پھر مدینہ طیبہ آئے تاکہ اپنی غیر منقولہ جائیداد کو فروخت کر کے سامان جنگ خرید کر جہاد کے لیے نکل جائیں۔ ۱۳ انہوں نے اپنے اس پروگرام کا حضرت

۱۲ صحیح مسلم، کتاب الوصیۃ، باب ما یلحق الإنسان من الثواب بعد وفاته، رقم الحدیث ۱۶۳۱، ۱۲۵۵/۳۔

۱۳ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: راقم السطور کی کتاب: من صفات الداعیۃ: مراعاة أحوال المخاطبین۔
 ۱۴ صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے: ((أَنَّ سَعْدَ بْنَ هِشَامٍ بَنِي عَامِرٍ أَرَادَ أَنْ يَغْزُو فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَقَدِمَ الْمَدِينَةَ، فَأَرَادَ أَنْ يَبِيعَ عَقَارًا لَهُ بِهَا فَيَجْعَلَهُ فِي السَّلَاحِ وَالْكَرَاعِ، وَيُجَاهِدُ الرُّومَ حَتَّى يَمُوتَ)) ”سعد بن ہشام نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کا ارادہ کیا، مدینہ طیبہ ۱۵

عائشہ رضی اللہ عنہا کے روبرو ذکر کیا تو انہوں نے ایسا کرنے سے منع فرمایا۔

دلیل:

امام احمدؒ نے سعد بن ہشامؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا:
((أَتَيْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ، فَقُلْتُ : ”يَا أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ ! إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَتَبَّلَ.“)

فَقَالَتْ : ”لَا تَفْعَلْ - أَلَمْ تَقْرَأْ ﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ﴾ قَدْ تَزَوَّجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَوُلِدَ لَهُ“)
”میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کی: ”اے ام

المؤمنین! میں عورتوں سے (بغرض جہاد) علیحدہ ہونا چاہتا ہوں۔“
انہوں نے فرمایا: ”ایسے نہ کرو۔ کیا تو نے [یہ آیت کریمہ] نہیں پڑھی
[جس کے معانی کا ترجمہ یہ ہے] ”یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ میں
بہترین نمونہ ہے۔“ بلا شک و شبہ رسول اللہ ﷺ نے شادی کی، اور آپ
کے ہاں اولاد پیدا ہوئی۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

① سعد بن ہشامؒ کے خلاف سنت عمل اور ارادے پر احتساب کی تائید میں حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا نے آیت کریمہ سے استدلال کیا، کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ

(بقیہ) اس ارادے سے آئے کہ اپنی جائیداد فروخت کر کے ہتھیار اور گھوڑا خرید کر موت تک رومیوں سے جہاد
کے لیے نکل جائیں۔ (المرجع السابق، کتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب جامع صلاة
اللیل، ومن نام عنه أو مرض، جزء من الرواية ۱۳۹ (۷۱۶)، ۵۱۲/۱)۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے: ((أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ، ثُمَّ انْطَلَقَ إِلَى الْمَدِينَةِ لِيَبِيعَ عَقَارَهُ))
(المرجع السابق ۵۱۴/۱)۔ [انہوں نے اپنی بیوی کو طلاق دی، اور اپنی جائیداد بیچنے کے لیے مدینہ آئے۔]
۱۔ سورة الأحزاب / جزء من الآية ۲۱۔ ۱۱۲/۶؛ نیز ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۹۱/۶۔

میں اہل ایمان کے لیے بہترین نمونہ بنایا ہے۔

❖ کسی عمل کا زیادہ یا مشقت والا ہونا، اس کی عظمت، بلکہ اس کی شرعی حیثیت ثابت کرنے کے لیے کافی نہیں۔ شرعی حیثیت کے اثبات کے لیے اساسی اور لازمی شرط یہ ہے کہ وہ عمل سنت رسول کریم ﷺ کے مطابق ہو۔ خلاف سنت عمل، لوگوں کی نگاہ میں خواہ کتنا عظیم بھی ہو، اسلام میں اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ ہمارے نبی کریم ﷺ نے اس ضابطہ اور قاعدہ کو امت کے لیے خوب اچھی طرح واضح فرمادیا۔ اسی سلسلے میں آپ کے ارشادات عالیہ میں سے ایک حدیث امام احمدؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ انہوں نے بیان کیا:

((كَانَتْ امْرَأَةُ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَخْتَضِبُ وَتُطَيِّبُ ، فَتَرَكَتُهُ .

فَدَخَلْتُ عَلَيَّ ، فَقُلْتُ لَهَا : ”أَمْشَهْدُ أَمْ مَغِيبٌ؟“
فَقَالَتْ : ”مَشْهْدٌ كَمَغِيبٍ .“
قُلْتُ لَهَا : ”مَالِكٌ؟“

قَالَتْ : ”عُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا يُرِيدُ الدُّنْيَا وَلَا يُرِيدُ النِّسَاءَ .“
قَالَتْ عَائِشَةُ : ”فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ بِذَلِكَ .“
فَلَقِيَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، فَقَالَ : ”يَا عُثْمَانُ ! أَتُؤْمِنُ بِمَا تُؤْمِنُ بِهِ؟“
قَالَ : ”نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ“
قَالَ : ”فَأَسْؤَةُ مَالِكَ بِنَا؟“))

”عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی خضاب اور خوشبو استعمال کرتی تھی، پھر اس نے ان کا استعمال ترک کر دیا۔ وہ میرے ہاں آئی، تو میں نے اس سے

۱۔ المسند ۱۰۶/۶۔ نیز ملاحظہ ہو: الفتح الرباني لترتيب مسند الإمام أحمد، كتاب النكاح، أبواب حقوق الزوجين، باب حق الزوجة على الزوج، رقم الحديث ۲۶۵، ۲۳۳/۱۶؛ وبلوغ الأمانی ۲۳۳/۱۶۔

کہا: ”[تمہارے شوہر] موجود ہیں یا غائب؟“
 اس نے کہا: ”موجود تو ہیں، لیکن غائب ہی کے مانند ہیں۔“
 میں نے دریافت کیا: ”تمہارا کیا مطلب؟“
 اس نے جواب دیا: ”عثمان رضی اللہ عنہ کو نہ تو دنیا کی رغبت ہے، اور نہ ہی عورتوں کی چاہت۔“
 عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: ”میرے ہاں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، تو میں نے اس صورت حال سے آپ کو آگاہ کیا۔ آپ ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی، اور اس سے فرمایا: ”اے عثمان! کیا تمہارا اس چیز کے ساتھ ایمان ہے جس کے ساتھ ہمارا ایمان ہے؟“
 انہوں نے عرض کی: ”جی ہاں اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ!“
 آپ ﷺ نے فرمایا: ”پھر ہمارے اسوہ [طریقہ] کو کیوں تھام نہیں رہے؟“

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
 ((فَاَصْنَعُ كَمَا نَصْنَعُ))^{۱۶}
 ”ویسے ہی کرو جیسے ہم کرتے ہیں۔“

عمل کرنے والے کی نیت کا اچھا ہونا اس عمل کے شرعاً درست ہونے کے لیے کافی نہیں، اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ عمل سنت مصطفیٰ ﷺ کے مطابق ہو۔ سعد بن ہشامؒ اور عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ دونوں کی نیتیں اعلیٰ و عمدہ تھیں۔



(۲۰)

شوہر کے گھر سے مطلقہ کے نکلنے پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا احتساب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رو برو ایک ایسی عورت کا ذکر کیا گیا جس کو طلاق بائندہ دی گئی، اور وہ دورانِ عدت ہی شوہر کے گھر سے نکل گئی۔ اس پر انہوں نے اس عورت پر نقد فرمایا۔ اسی طرح انہوں نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی اس رائے پر بھی احتساب فرمایا، کہ طلاق بائندہ والی عورت عدت کے دوران ہی بلا عذر خاوند کے گھر سے نکل سکتی ہے۔

دلیل:

امام مسلمؒ نے قاسمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے ذکر کیا کہ:

((أَلَمْ تَرَى إِلَى فُلَانَةَ بِنْتِ الْحَكَمِ ؟ طَلَّقَهَا زَوْجَهَا ، فَخَرَجَتْ .

فَقَالَتْ : ”بُسْمًا صَنَعْتُ .

فَقَالَ : ”أَلَمْ تَسْمَعِي إِلَى قَوْلِ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ؟“

فَقَالَتْ : ”أَمَّا إِنَّهُ لَا خَيْرَ لَهَا فِي ذِكْرِ ذَلِكَ .“))^۱

”کیا آپ نے حکم کی فلاں بیٹی کو نہیں دیکھا کہ اس کے خاوند نے اس کو

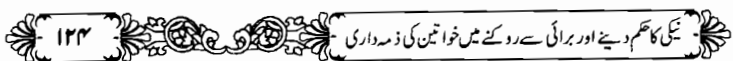
طلاق دی، اور وہ [اس کے گھر سے] نکل گئی؟“

انہوں نے فرمایا: ”اس نے بری حرکت کی ہے۔“

انہوں [عروہ] نے عرض کی: ”کیا آپ نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی بات

نہیں سنی؟“

^۱ صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب المطلقۃ ثلاثا لا نفقة لها، رقم الحديث ۵۴ (۱۴۸۱)۔



انہوں نے فرمایا: ”اس بات کے ذکر کرنے میں اس کے لیے خیر نہیں۔“

حضرت عائشہ کا فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رائے پر نقد کا سبب یہ تھا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے خیال میں طلاق بائنہ کی صورت میں عورت کے لیے دورانِ عدت شوہر کے گھر رہنے کا حق نہیں، حالانکہ اصل صورت حال یہ تھی کہ آنحضرت ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو عذر کے سبب شوہر کے گھر سے نکلنے کی اجازت دی تھی۔ ۱۰

قصے سے مستفاد باتیں:

❖ اہل علم کے سامنے کسی کی خامی نصیحت اور اصلاح کی غرض سے ذکر کرنا غیبت کے دائرے میں شامل نہیں۔ حضرت عروہؓ نے حکم کی بیٹی کے غلط عمل، اور فاطمہ کے غلط فتویٰ کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے روبرو ذکر کیا۔

❖ ایک مفتی کا دوسرے مفتی کا احتساب کرنا، جب کہ اس کا فتویٰ خلاف نص ہو، یا اس نے خاص حکم کو عام کر دیا ہو، جیسا کہ حضرت عائشہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کا احتساب کیا۔



(۲۱)

عائشہ رضی اللہ عنہا کا ابوسلمہؒ کو تنازعہ زمین سے روکنا

ابوسلمہؒ بن عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتلایا کہ ان کا ایک قوم سے زمین کے بارے میں جھگڑا چل رہا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے زمین کے سلسلے میں کسی پر ظلم کے برے انجام سے ڈراتے ہوئے انہیں اس تنازعے سے باز رہنے کی تلقین کی۔

۱۰/۷/۱۰ شرح النووي

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دلیل:

امام بخاریؒ نے محمد بن ابراہیم سے روایت نقل کی ہے کہ:
 ((أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَنَاسٍ خُصُومَةٌ ،
 فَذَكَرَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَتْ: ” يَا أَبَا سَلَمَةَ ! اجْتَنِبِ الْأَرْضَ
 فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : ” مَنْ ظَلَمَ قَيْدَ شِبْرِ مِنَ الْأَرْضِ طُوقَهُ
 مِنْ سَبْعِ أَرْضِينَ . “))^۱

”ابوسلمہ نے انہیں بتلایا کہ ان کے اور کچھ لوگوں کے درمیان تنازعہ ہے تھا۔
 انہوں نے اس کا ذکر عائشہ رضی اللہ عنہا سے کیا، تو انہوں نے فرمایا: ”اس زمین کو
 چھوڑ دو۔ یقیناً نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے بالشت برابر زمین کا ظلم کیا ہے
 اس کو سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

① دین خیر خواہی کا نام ہے، اور خیر خواہی کی ایک بہترین شکل یہ ہے کہ اپنے احباب
 و معارف کو گناہ سے بچانے کی کوشش کی جائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابوسلمہ
 کے ساتھ یہی طریقہ اختیار فرمایا۔ خیر خواہی یہ نہیں کہ ہر تنازعہ میں، اور ہر

^۱ صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب إثم من ظلم شيئا من الأرض، رقم الحديث ۲۴۵۳،
 ۱۰۳/۵۔ امام احمدؒ نے بھی اس سے ملتی جلتی روایت نقل کی ہے۔ (المسند ۶/۷۹، ۲۵۲)۔

^۲ صحیح مسلم کی روایت میں ہے: ((وَكُنَّا بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَوْمٍ خُصُومَةٌ فِي أَرْضٍ)) (صحیح مسلم،
 کتاب المظالم، باب إثم من ظلم شيئا من الأرض، رقم الحديث ۱۲۳۱/۳۲)۔

[ان کے اور ایک قوم کے درمیان زمین میں تنازعہ تھا]

^۳ یعنی بالشت برابر زمین بھی کسی دوسرے کی ظلم سے لی۔

^۴ زمین کے سات طبق ہیں، اس کو زمین کے ساتویں طبق تک دھنایا جائے گا اور زمین کا ہر طبق اس کی گردن
 میں ہار کی طرح ہوگا۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباری ۵/۱۰۴)۔

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری

حالت میں اپنے شناسا لوگوں کی تائید کی جائے۔ ایسا طرز عمل حقیقت میں اپنے تعلق والوں کے ساتھ ظلم کرنا ہے۔

۲ ﴿ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابو سلمہؓ کو زمین کے تنازعہ سے دور کرنے کی غرض سے ظلم کے انجام سے ڈرایا۔﴾

۳ ﴿حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بات کی تاکید و تائید کے لیے نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی پیش کیا۔﴾



(۲۲)

معاذہ کی رضاعی بیٹی کو اکل حرام سے اجتناب کی تاکید
حضرت معاذہ عدویہؓ نے اپنی رضاعی بیٹی کو اس بات کی تلقین کی کہ وہ اکل حرام سے دور رہے۔

دلیل:

حافظ ابن جوزیؒ نے ابو عبد الرحمن سلمیٰؒ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا:
(كَانَتْ مُعَاذَةُ الْعَدَوِيَّةِ ۖ أَرْضَعَتْ أُمُّ الْأَسْوَدِ ، وَقَالَتْ أُمُّ الْأَسْوَدِ : قَالَتْ لِي مُعَاذَةُ الْعَدَوِيَّةِ : " لَا تُفْسِدِي رِضَاعِي بِأَكْلِ الْحَرَامِ ، فَإِنِّي جَهْدْتُ جُهْدِي حِينَ أَرْضَعْتُكَ حَتَّى أَكَلْتُ الْحَلَالَ ، فَاجْتَهِدِي أَنْ لَا تَأْكُلِي إِلَّا حَلَالًا لَعَلَّكَ أَنْ تُؤَفَّقِي لِخِدْمَةِ سَيِّدِكَ ، وَالرِّضَا بِقَضَائِهِ. ") ۱

۱ (معاذہ العدویہ) : ان کے متعلق حافظ ذہبیؒ نے تحریر کیا ہے: معاذہ بنت عبد اللہ ، سیدہ ، عالمہ ، ام صہباء عدویہ بصریہ ، عابدہ ، سید صلہ بن اشیم کی زوجہ ۔ (ملاحظہ ہو: سیر أعلام النبلاء ۴/ ۵۰۸)۔
۲ صفة الصفوة ۴/ ۳۲۔

”معاذہ عدویہ“ نے ام اسود کو دودھ پلایا تھا۔ ام اسود نے بیان کیا کہ معاذہ عدویہ نے ان سے فرمایا: ”حرام کھا کر میرے دودھ کو خراب نہ کرنا، میں نے تمہاری مدت رضاعت کے دوران انتہائی جدوجہد کر کے حلال کھایا۔ خوب کوشش کرنا تا کہ صرف حلال ہی کھاؤ، شاید کہ اس طرح تمہیں اپنے مالک کی بندگی اور اس کے فیصلے پر راضی ہونے کی سعادت میسر آ جائے۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

❖ معاذہ عدویہ نے ام اسود کو نصیحت کرتے وقت اس سے اپنے سابقہ تعلق کا ذکر کر کے غالباً اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ ان کی اس بات کے پس منظر میں ام اسود کی خیر خواہی کے سوا اور کوئی مقصد نہیں۔

❖ معاذہ کی نصیحت کس قدر قیمتی اور اہم ہے! انہوں نے اکل حلال اور نیک اعمال کے باہمی گہرے تعلق اور شدید ربط کو واضح کیا۔ اللہ رب العالمین کے درج ذیل ارشاد گرامی میں بھی اسی حقیقت کی طرف راہ نمائی کی گئی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ﴾ ۱۷

[ترجمہ: ”اے رسولو! پاک چیزوں سے کھاؤ، اور نیک عمل کرو، اور یقیناً میں تمہارے اعمال کو جاننے والا ہوں۔“]

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نیک اعمال کرنے کے حکم سے پہلے پاک چیزیں کھانے کا حکم دیا۔ اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے علامہ فخر الدین رازیؒ نے تحریر کیا ہے:

((وَتَقْدِيمُ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ﴾ عَلَى قَوْلِهِ ﴿وَاعْمَلُوا صَالِحًا﴾ كَالدَّلَالَةِ عَلَى أَنَّ الْعَمَلَ الصَّالِحَ لَا بُدَّ وَأَنْ يَكُونَ مَسْبُوقًا بِأَكْلِ الْحَلَالِ.)) ۱۸

”[نیک اعمال کرنے کے حکم] سے پہلے [پاک چیزوں کے کھانے کا حکم]
ذکر کرنے میں گویا اس بات پر دلالت ہے کہ اکل حلال لازمی طور پر نیک
عمل سے پہلے ہو۔“

اللہ جی و قیوم ہماری دودھ پلانے والی خواتین کو بھی اس حقیقت کو اپنی اولادوں
کے ذہنوں میں راسخ کرنے کی سعی و کوشش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



(۲۳)

عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھانجے کو ساتھی سمیت کسی کے باغ سے

کھانے پر ڈانٹا

مدینہ طیبہ کے باغ میں پھلانگ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے اور حضرت
میمونہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے نے کچھ پھل کھایا۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس بات کی خبر
ہوئی، تو دونوں کو ڈانٹ ڈپٹ کی۔

دلیل:

امام حاکم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے یزید بن اسلم سے روایت نقل کی ہے
کہ انہوں نے کہا:

((تَلَقَّيْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَهِيَ مُقْبِلَةٌ مِنْ مَكَّةَ أَنَا ، وَابْنُ
لَطْلَحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ وَهُوَ ابْنُ أُخْتِهَا ، وَقَدْ كُنَّا وَقَعْنَا فِي
حَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ ، فَأَصَبْنَا مِنْهُ ، فَبَلَغَهَا ذَلِكَ .
فَأَقْبَلَتْ عَلَيَّ ابْنُ أُخْتِهَا تُلُومُهُ وَتَعَذُّلُهُ .

وَأَقْبَلْتُ عَلَيَّ فَوْعَظَتْنِي مَوْعِظَةً بَلِيغَةً ، ثُمَّ قَالَتْ : ”أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ اللَّهَ سَأَلَكَ حَتَّى جَعَلَكَ فِي أَهْلِ بَيْتِ نَبِيِّهِ . ذَهَبَتْ وَاللَّهِ ! مَيْمُونَةُ وَرُمِي بِرُسْنِكَ عَلَى غَارِبِكَ . أَمَا إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ أَتْقَانَا لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَأَوْصِلَنَا لِلرَّحِمِ .“ (۱) ۱

”عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکہ سے واپس آتے ہوئے میں اور ان کا بھانجا طلحہ بن عبید اللہ کا بیٹا راستے میں ان سے ملے، اور وہ ان کا بھانجا تھا، اور [اس سے پہلے] انہیں یہ اطلاع مل چکی تھی کہ ہم نے مدینہ کے ایک باغ میں داخل ہو کر وہاں سے کچھ کھایا ہے۔ انہوں نے اپنے بھانجے کی خوب ڈانٹ ڈپٹ کی۔

پھر میری طرف متوجہ ہوئیں، اور مجھے موثر نصیحت کی، پھر انہوں نے فرمایا: ”کیا تجھے علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے نبی ﷺ کے اہل بیت میں شامل فرما دیا ہے؟ واللہ! میمونہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد تجھے کوئی پوچھنے والا نہیں رہا۔ یقیناً وہ ہم میں سے سب سے زیادہ تقویٰ والی اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والی عورتوں میں سے تھیں۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

۱ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ڈانٹ ڈپٹ اور جھاڑ کی ابتدا اپنے بھانجے سے کی۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے کی باز پرس بعد میں کی۔ ان کا یہ طرز عمل نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ کے مطابق تھا کہ انہوں نے بھی دعوت توحید کی ابتدا اپنے اقارب سے کی۔ اور آنحضرت ﷺ کی دعوت میں یہ ترتیب حکم ربانی کے مطابق تھی۔ ۲

۱ المستدرک علی الصحیحین ، کتاب معرفة الصحابة ، ۳۲/۴۔ امام حاکمؒ نے اس حدیث کو صحیح مسلم کی شرط کے مطابق [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۳۲/۴) ؛ اور حافظ ذہبیؒ نے ان سے موافقت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: التلخیص ۳۲/۴) .

۲ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: راقم السطور کی کتاب: والدین کا احتساب۔

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری

۲ ﴿ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے دونوں کا احتساب کرتے ہوئے ڈانٹ ڈپٹ کی، کیونکہ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم کے بھانجوں سے ایسی حرکت کی تو قبیح نہ تھی۔

۳ ﴿ اس قصے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا عدل و انصاف اور شان و عظمت نمایاں ہے کہ انہوں نے اپنی سوکن حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی اتنے شاندار الفاظ میں تعریف کی کہ شاید ہی کوئی اپنی سوکن کو اتنی فراخ دلی سے خراج تحسین پیش کرتی ہو۔



(۲۴)

عائشہ رضی اللہ عنہا کا شراب کے ساتھ کنگھی کرنے پر احتساب

ایک شامی عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتلایا کہ وہ بیٹیوں کی کنگھی کے دوران شراب استعمال کرتی ہے۔ انہوں نے اس کو ایسا کرنے سے منع فرمایا۔

دلیل:

امام حاکمؒ نے سبیحہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ:

((دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا نِسْوَةٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ ، فَقَالَتْ

عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا : ”مِمَّنْ أَنْتُنَّ؟“

فَقُلْنَ : ”مِنْ أَهْلِ حِمْصٍ.“

فَقَالَتْ : ”صَوَاحِبُ الْحَمَّامَاتِ.“

فَقُلْنَ : ”نَعَمْ.“

فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا : ”سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ :

”الْحَمَّامُ حَرَامٌ عَلَى نِسَاءِ أُمَّتِي.“

فَقَالَتْ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ: "لِي بَنَاتٌ امْسِطُهُنَّ بِهَذَا الشَّرَابِ."

قَالَتْ: "بِأَيِّ شَرَابٍ؟"

فَقَالَتْ: "الْحَمْرُ."

فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: "أَفَكُنْتَ طَيِّبَةَ النَّفْسِ أَنْ تَمْتَشِطِيْ

بِدَمِ الْخَنْزِيرِ؟"

قَالَتْ: "لَا."

قَالَتْ: "فَإِنَّهُ مِثْلُهُ." ((۱۷

”عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں شامی عورتیں آئیں، تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا:

”تم کن میں سے ہو؟“

انہوں نے جواب دیا: ”اہل حمص میں سے۔“

انہوں نے فرمایا: ”حماموں والی؟“

انہوں نے عرض کی: ”جی ہاں۔“

عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ

: ”میری امت کی عورتوں پر حمام (میں جانا) حرام ہے۔“

ان میں سے ایک عورت نے کہا: ”میری بیٹیاں ہیں، میں اس مشروب کے

ساتھ ان کی کنگھی کرتی ہوں۔“

انہوں نے دریافت کیا: ”کس مشروب کے ساتھ؟“

اس نے جواب دیا: ”شراب کے ساتھ۔“

عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”کیا تم اس بات کو پسند کرتی ہو کہ خنزیر کے خون کے

۱۷ المستدرک علی الصحیحین ، کتاب الأدب ، ۴/ ۲۸۹- ۲۹۰۔ امام حاکمؒ نے اس کی سند کو

[صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۴/ ۲۹۰)؛ اور حافظ ذہبیؒ نے ان سے موافقت کی

ہے۔ (ملاحظہ ہو: التلخیص ۴/ ۲۹۰)۔

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری

۱۳۲

ساتھ کنگھی کرو؟“

اس نے عرض کی: ”نہیں۔“

انہوں نے فرمایا: ”وہ [شراب] اسی کی مانند ہے۔“

قصے سے استفادہ باتیں:

❖ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آنے والی عورتوں سے سب سے پہلے یہ سوال کیا کہ وہ کن لوگوں میں سے ہیں۔ مخاطبین کے متعلق آگاہی دعوت و احتساب کی کامیابی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ ۱۷

❖ مہمان نوازی کے شیطانی آداب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے احتساب کی راہ میں رکاوٹ نہ بنے۔ کتنے ہی مرد اور خواتین ایسی ہیں جو فریضہ احتساب ترک کرنے کے لیے مہمانوں کے جھوٹے ادب کا حیلہ تراش لیتے ہیں۔

❖ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں کو حماموں میں جانے سے روکنے کی غرض سے آنحضرت ﷺ کے ارشاد گرامی سے استدلال کیا۔

❖ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے شراب کے ساتھ کنگھی کرنے کی قباحت اور برائی کو واضح کرنے کی غرض سے خنزیر کے خون کے ساتھ کنگھی کرنے کے متعلق عورت سے سوال کیا، اور اس طرح مثال کے ذریعے بات کو سمجھانا، قرآن و سنت کا ایک ثابت شدہ بہترین اسلوب ہے۔

❖ اس قصے سے برائی سے بچانے کے لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا جذبہ صادق و صادقہ واضح ہوتا ہے۔ مثال سے وہ ہی سمجھانے کی کوشش کرتا ہے جس کے دل میں بات ذہن نشین کروانے کی سچی تڑپ ہو۔

۱۷ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: راقم السطور کی کتاب: من صفات الداعیۃ: مراعاة أحوال المخاطبین۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۲۵)

میمونہ رضی اللہ عنہا کا شراب کی بدبو والے قریبی کو دھمکی دینا

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا ایک رشتے دار ان کے ہاں آیا۔ اس کے منہ سے شراب کی بدبو آ رہی تھی۔ انہوں نے اس کو حکم دیا کہ وہ شرعی حد کے لیے اپنے آپ کو متعلقہ حکام کے روبرو پیش کرے، ورنہ وہ اس سے قطع تعلق کر دیں گی۔

دلیل:

امام ابن سعدؒ نے یزید بن اصبم سے روایت نقل کی ہے کہ:
((أَنَّ ذَا قَرَابَةَ لِمَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا دَخَلَ عَلَيْهَا ، فَوَجَدَتْ مِنْهُ رِيحَ شَرَابٍ ، فَقَالَتْ : "لَيْتَنِي لَمْ تَخْرُجْ إِلَيَّ الْمُسْلِمِينَ فَيَجْلِدُوكَ.....أَوْ قَالَتْ : يُطَهَّرُوكَ..... لَا تَدْخُلُ عَلَيَّ بَيْتِي أَبَدًا."))

”میمونہ رضی اللہ عنہا کا ایک قرابت دار ان کے پاس آیا۔ انہوں نے اس کے ہاں [یعنی اس کے منہ میں] بدبو کو پایا، تو فرمایا: ”اگر تو مسلمانوں کے پاس نہ گیا، تاکہ وہ تجھے کوڑیں ماریں یا انہوں نے فرمایا: وہ تجھے پاک نہ کریں۔ تو تو کبھی بھی میرے گھر میں داخل نہ ہونا۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

﴿ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنے قریبی شخص کا احتساب کرتے ہوئے [دھمکی] کا درجہ

لے (أَوْ قَالَتْ : يُطَهَّرُوكَ) : ”یا انہوں نے یہ فرمایا: وہ تجھے پاک کریں۔“

۱۔ الطبقات الکبریٰ ۱۳۹/۸۔ حافظ ذہبیؒ نے بھی اس واقعے کو ذکر کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: سیر أعلام النبلاء ۲/۲۴۴) ؛ اور شیخ شعیب ارناؤوط نے اس کی [سند کو حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش سیر أعلام النبلاء ۲/۲۴۴)۔

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری

۱۳۴

احساب استعمال کیا، اور یہ احساب کے متعدد درجات میں سے ایک ہے جس کو بوقت ضرورت استعمال کیا جاتا ہے۔^۱

❖ رشتے دار کی اصلاح کی غرض سے اس سے قطع تعلق کرنا شرعاً درست ہے، اسی لیے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے شراب کی بدبو والے قریبی رشتے دار کو قطع تعلق کی دھمکی دی۔ اصلاح کی خاطر قربت دار سے بایکاٹ قطع رحمی میں شامل نہیں۔ بلکہ بسا اوقات ایسا کرنا ہی صلہ رحمی ہوتا ہے۔

❖ اس قصے میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی دینی حمیت وغیرت واضح ہے۔ ان کی نظر میں دینی تقاضے کو توڑ کر اپنے طرز عمل پر اصرار کرنے والے قربت دار سے کسی قسم کا تعلق باقی رکھنا درست نہیں۔

مولائے کریم کا درج ذیل ارشاد ایسے ہی پاک باز اور مقدس لوگوں کے بارے میں ہے:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾^۲

[ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ ان لوگوں سے محبت کرتے ہوئے نہیں پائیں گے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں، چاہے وہ ان کے باپ ہوں، یا بیٹے ہوں، یا اراکین ہوں۔“]

۱۔ ملاحظہ ہو: إحياء العلوم الدين ۳۳۲/۲۔

۲۔ سورة المجادلة / الآية ۲۲۔

کے بھائی ہوں، یا خاندان والے ہوں، انہی لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو راسخ کر دیا ہے، اور اپنی نصرت خاص سے ان کی تائید کی ہے، اور وہ انہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے، اور وہ اس سے خوش ہیں، یہی اللہ تعالیٰ کی جماعت کے لوگ ہیں، آگاہ رہو کہ اللہ تعالیٰ کی جماعت والے ہی کامیاب لوگ ہیں۔“]

اے ہمارے جی و قیوم رب! ہم ناتوانوں اور ناکاروں کو بھی ایسے لوگوں میں شامل فرما دیجیے۔ اِنَّكَ سَمِيعٌ مُّجِيبٌ۔



(۲۶)

عورت کا برائی کا ارادہ کرنے والے کو قتل کرنا

امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک شخص نے ایک عورت کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا۔ عورت کے انکار پر اس نے زبردستی اپنے ارادے کی تکمیل کی کوشش کی۔ عورت پیچھے ہٹی، ایک پتھر اٹھایا، اور اسی سے مرد کا کام تمام کر دیا۔

دلیل:

امام عبدالرزاقؒ نے عبید بن عمیرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: ((اِسْتَصَافَ رَجُلٌ نَّاسًا مِنْ هٰذِلِ ، فَأَرْسَلُوْا جَارِيَةً لَّهُمْ تَحْتَطِبُ ، فَأَعْجَبَتْ الضَّيْفَ فَتَبِعَهَا ، فَأَرَادَهَا عَلَى نَفْسِهَا ، فَاَمْتَنَعَتْ ، فَعَارَكَهَا سَاعَةً ، فَاَنْفَلَتْ مِنْهُ اِنْفِلَاتَةً ، فَرَمَتْهُ بِحَجَرٍ ، فَفَضَّتْ كَبَدَهُ ، فَمَاتَ .

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری

ثُمَّ جَاءَتْ إِلَى أَهْلِهَا ، فَأَخْبَرَتْهُمْ ، فَذَهَبَ أَهْلُهَا إِلَى عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، فَأَخْبَرُوهُ ، فَأَرْسَلَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، فَوَجَدَ آثَارَهُمَا ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : ”قَتِيلُ اللَّهِ ، لَا يُؤَدَّى أَبَدًا.“^۱

”قبیلہ ہذیل کے لوگوں کے پاس ایک مہمان آیا۔ لکڑیاں اکٹھی کرنے کے لیے انہوں نے اپنی ایک لونڈی بھیجی۔ مہمان اس پر فریفتہ ہو گیا، اور اس کے پیچھے لگ گیا۔ اس کو برائی پر آمادہ کرنے کی کوشش کی، لیکن اس نے انکار کر دیا۔ پھر اس نے اس عورت کے ساتھ لڑائی شروع کر دی، کچھ دیر لڑائی جاری رہی، یکا یک وہ پیچھے ہٹی، اور اس کو پتھر [اٹھا کر] دے مارا، پھر نے اس کے جگر کے ٹکڑے کر دیئے اور وہ مر گیا۔

پھر وہ اپنے گھر والوں کے پاس آئی، اور انہیں [سارا ماجرا] سنا دیا۔ اس کے گھر والے عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، اور انہیں [ساری صورت حال سے] آگاہ کر دیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے [تفتیش و تحقیق کے لیے کسی کو] بھیجا، تو ان دونوں کے نشانات [مبینہ مقام پر] پائے گئے۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کا قتل کردہ ہے، اس کی کبھی بھی دیت ادا نہ کی جائے گی۔“^۲

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ:

۱۔ المصنف، کتاب العقول، باب الرجل یجد علی امرأته رجلاً، رقم الحدیث ۱۷۹۱۹، ۴۳۵/۹۔ اس سے قریب قریب روایت امام ابن ابی شیبہ، امام بیہقی اور امام بغوی نے بھی نقل کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: المصنف، کتاب الدیات، الرجل یرید المرأة علی نفسها، رقم الروایة ۷۸۴۲، ۳۷۱-۳۷۲؛ والسنن الکبری، کتاب الأشربة والحد فیها، باب الرجل یجد مع امرأته رجلاً فیقتله، ۳۳۷/۸)۔ اور شرح السنہ کے محققین نے لکھا ہے کہ اس کے روایت کرنے والے [ثقة] ہیں۔ (ملاحظہ ہو: هامش شرح السنة ۲۵۲/۱۰)۔

۲۔ ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں: ((هَذَا قَتِيلُ اللَّهِ، وَاللَّهِ ! لَا يُؤَدَّى أَبَدًا)) [یہ اللہ تعالیٰ کا قتل کردہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! اس کی کبھی دیت نہ دی جائے گی]۔ (السنن الکبری للبیہقی ۳۳۷/۸)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

((ذَاكَ قَتِيلُ اللَّهِ . وَاللَّهِ ! لَا يُؤْذِي أَبَدًا.))^۱
 ”وہ اللہ تعالیٰ کا مارا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ کی قسم! اس کی کبھی بھی دیت ادا نہ کی جائے گی۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

① اس مسلمان عورت کے دل میں اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کا کس قدر شدید جذبہ تھا۔ رحمہا اللہ تعالیٰ رحمة واسعة . اے ہمارے رب! ہماری عورتوں کو بھی یہی جذبہ عطا فرما، اور ان کی عزتوں کی ہمیشہ حفاظت فرمانا۔ آمین یا رب العالمین۔

① اگر کسی عورت کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا جائے، اور عورت کے لیے اپنے بچاؤ کی خاطر برا ارادہ کرنے والے کو قتل کرنے کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ ہو، اور وہ اس کو قتل کر دے، تو اس پر نہ تو کوئی گناہ ہوگا اور نہ ہی اس سے قصاص لیا جائے گا۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہی فیصلہ فرمایا۔ سرزمین شام میں حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ نے بھی یہی فیصلہ فرمایا۔ امام ابن ابی شیبہ نے سلیمان بن یسار سے روایت نقل کی ہے کہ:

((أَنَّ امْرَأَةً بِالسَّامِ أَتَتْ الضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَذَكَرَتْ لَهُ أَنَّ إِنْسَانًا اسْتَفْتَحَ عَلَيْهَا بَابَهَا، وَأَنَّهَا اسْتَعَاثَتْ، فَلَمْ يُغْنِهَا أَحَدٌ، وَكَانَ الشَّتَاءُ، فَفَتَحَتْ لَهُ الْبَابَ، وَأَخَذَتْ رَحَى، فَرَمَتْهُ بِهَا، فَفَقَلَّتْهُ، فَبَعَتْ مَعَهَا وَإِذَا لِصٌّ مِنَ اللَّصُوصِ، وَإِذَا مَعَهُ مَتَاعٌ، فَأَبْطَلْ دَمَهُ.))^۲

”یقیناً ایک عورت نے ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر بتلایا کہ ایک

۱۔ السنن الکبریٰ ۸/۳۳۷۔

۲۔ المصنف، کتاب الدیات، الرجل یرید المرأة علی نفسها، رقم الروایة ۷۸۴۴، ۹/۳۷۲۔

شخص نے اس کو دروازہ کھولنے کے لیے کہا۔ اس عورت نے مدد کے لیے فریاد کی، لیکن کوئی اس کی مدد کو نہ پہنچا، اور تب سردی کا موسم تھا، اس نے [مجبوراً] دروازہ کھول دیا، اور چکی کا پاٹ مار کر اس کا کام تمام کر دیا۔ انہوں [ضحاک رضی اللہ عنہ] نے [تحقیق کی خاطر] ایک شخص کو اس [عورت] کے ساتھ روانہ کیا، تو وہاں چوروں میں سے ایک چور [مراپڑا] تھا۔ اور اس کے ساتھ [چرایا ہوا] سامان تھا۔ انہوں نے اس کے خون کو باطل قرار دیا [یعنی عورت سے قصاص نہ لیا گیا]۔“

علاوہ ازیں متعدد علمائے امت نے بھی اس بات کو صراحت سے بیان کیا ہے۔ مثال کے طور پر امام احمدؒ نے ایسی عورت کے متعلق فرمایا:

((إِذَا عَلِمَتْ أَنَّهُ لَا يُرِيدُ إِلَّا نَفْسَهَا ، فَقَتَلَتْهُ لِتَدْفَعَ عَنْ نَفْسِهَا فَلَا شَيْءَ عَلَيْهَا.))^۱

”جب عورت کو معلوم ہو جائے کہ وہ اس سے برائی کا ارادہ رکھتا ہے، اور وہ اپنی عزت کو بچانے کی غرض سے اس [مرد] کو قتل کر دے، تو اس پر کچھ [گناہ یا قصاص] بھی نہیں۔“

امام بغویؒ نے فرمایا:

((لَوْ قَصَدَ رَجُلٌ الْفُجُورَ بِامْرَأَةٍ ، فَدَفَعَتْهُ عَنْ نَفْسِهَا ، فَقَتَلَتْهُ لَا شَيْءَ عَلَيْهَا.))^۲

”اگر کوئی مرد کسی عورت سے برائی کا قصد کرے، اور وہ [عورت] اس کو دھکا دے، اور قتل کر دے، تو اس پر کچھ [گناہ یا قصاص] نہیں۔“

صرف یہی بات نہیں، بلکہ عزت و ناموس کی حفاظت کی خاطر برائی کا ارادہ کرنے

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری

والے شخص کو قتل کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہ ہو، تو ایسی صورت میں ایسے شخص کا قتل کرنا عورت پر واجب ہے، اور اس بات پر فقہائے امت کا اتفاق ہے۔ شیخ عبدالقادر عودہ نے تحریر کیا ہے:

((وَقَدْ اتَّفَقَ الْفُقَهَاءُ عَلَى أَنَّ دَفْعَ الصَّائِلِ وَاجِبٌ عَلَى الْمُدَافِعِ فِي حَالَةِ الْعَرَضِ - فَإِذَا أَرَادَ رَجُلٌ امْرَأَةً عَلَى نَفْسِهَا ، وَلَمْ تَسْتَطِعْ دَفْعُهُ إِلَّا بِالْقَتْلِ ، كَانَ مِنَ الْوَاجِبِ عَلَيْهَا أَنْ تَقْتُلَهُ إِنْ أُمِكِنَهَا ذَلِكَ .))^۱

”فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عزت پر حملہ آور ہونے والے کا روکنا واجب ہے۔ اگر کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے، اور عورت کے لیے اپنے بچاؤ کی غرض سے اس مرد کو قتل کرنے کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ ہو، تو استطاعت کی صورت پر ایسے مرد کو قتل کرنا واجب ہوگا۔“

① زنا کس قدر سنگین جرم ہے کہ کسی عورت کو اس پر مجبور کرنے والا واجب القتل قرار پاتا ہے۔



(۲۷)

دوران طواف صلیب والے کپڑے پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا احتساب

دوران طواف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک عورت پر صلیب کی شکل والی چادر

۱۔ التشریع الجنائیة الإسلامیة ۱/ ۴۷۴۔

۲۔ زنا کے گناہ کی سنگینی کے بارے میں تفصیلی معلومات کے لیے ملاحظہ ہو: راقم السطور کی کتاب :

التدابیر الوقایة من الزنا فی الفقه الإسلامی ص ۱۷-۷۰۔

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری

۱۲۰

دیکھی تو انہوں نے اس کو اتار پھینکنے کا حکم دیا۔

دلیل:

امام احمدؒ نے دقرہ ام عبد الرحمن اذینہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: ((كُنَّا نَطُوفُ بِالْبَيْتِ مَعَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَرَأَتْ عَلَى امْرَأَةٍ بُرْدًا فِيهِ تَصْلِيْبٌ ، فَقَالَتْ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: ”إِطْرَحِيهِ إِطْرَحِيهِ ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا رَأَى نَحْوَ هَذَا قَضَبَهُ.))^۱

”ہم ام المؤمنین [عائشہ رضی اللہ عنہا] کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کر رہی تھیں، انہوں نے ایک عورت پر صلیب والی چادر دیکھی، تو اس سے فرمایا: ”اس کو پھینک دو، اس کو پھینک دو، کیونکہ رسول اللہ ﷺ ایسی چیز دیکھتے، تو اس کو چیر دیتے۔“



(۲۸)

دوران سعی صلیب والے کپڑے پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا احتساب
سعی کے دوران ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک عورت پر صلیب کی شکل
والی چادر دیکھی، تو اس کو اتارنے کا حکم دیا۔

دلیل:

امام احمدؒ نے دقرہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

^۱ المسند ۱/۶، ۱۴۰۔ شیخ احمد البنا نے اس کی [سند کو جید] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: بلوغ الأمانی ۱۷/۲۸۵)۔

((كُنْتُ أُمِّسِي مَعَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فِي نِسْوَةٍ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ، فَرَأَيْتُ امْرَأَةً عَلَيْهَا خَمِيصَةٌ فِيهَا صَلِيبٌ ، فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا : ”انْزِعِي هَذَا مِنْ ثَوْبِكَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا رَأَاهُ فِي ثَوْبٍ قَضَبَهُ.“))^۱

”میں عورتوں کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کی معیت میں صفا اور مروہ کے درمیان سعی کر رہی تھی۔ میں نے ایک عورت کے اوپر صلیب والی چادر دیکھی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو حکم دیا: ”اس کو اپنے کپڑے سے اتار دو، کیونکہ جب رسول اللہ ﷺ کسی کپڑے میں اس کو دیکھتے، تو اس کو کاٹ دیتے۔“

دونوں قصوں سے مستفاد باتیں:

﴿۱﴾ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دل میں برائی کے خاتمہ کے لیے کس قدر شدید تڑپ اور جذبہ تھا۔ بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی انہیں برائی کو مٹانے کی کوشش سے غافل نہ کر سکی۔ آج بھی اگر امت میں یہ جذبہ پیدا ہو جائے، تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے برائی کا غلبہ نہ رہے۔

ان دونوں واقعات میں ان سادہ لوح عبادت گزار دادیوں، نانیوں اور ماؤں کے لیے نصیحت اور تنبیہ ہے جو کہ گھر کے کونوں میں بیٹھے نوافل، تلاوت قرآن کریم اور مختلف اوراد میں مگن دکھائی دیتی ہیں، اور ان کے پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں، اور بیٹے بیٹیاں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے پروگراموں کے دیکھنے، سننے اور خود کرنے میں مشغول نظر آتے ہیں۔ ایسی بھولی بھالی غافل عورتیں اپنی غفلت سے بیدار ہو جائیں، اور اچھی طرح سمجھ لیں کہ ان کا اپنی اولادوں کو فرائض کی پابندی کا مسلسل حکم دیتے رہنا، اور اپنے گھروں سے برائیوں کے مٹانے کی خاطر تسلسل کے ساتھ پوری قوت و طاقت

۱۔ المسند ۶/۲۲۵۔ شیخ احمد البنا رحمہ اللہ نے اس کی [سند کو جید] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: بلوغ الأمانی

۲۸۵/۱۷)۔

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری

۱۳۲

کے ساتھ کوشش کرتے رہنا ایسی عبادت سے کہیں زیادہ ضروری اور اعلیٰ و افضل ہے۔

۲ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے صلیب والی چادر اتار پھینکنے کا حکم دو مرتبہ دیا۔ احتساب میں [امر] اور [نہی] کو بوقت ضرورت ایک سے زیادہ دفعہ دہرایا جاتا ہے۔

۳ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دونوں واقعات میں اپنے احتساب کے ثبوت کی خاطر رسول کریم ﷺ کی سنت کو بطور دلیل پیش کیا، اور بلا شک و شبہ دلیل تو سنت مصطفیٰ ﷺ ہی ہے، یا فرمان رب العالمین۔

۴ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نگاہ میں کپڑے میں صلیب کی صورت کا ہونا کس قدر سنگین گناہ ہے کہ انہوں نے دوران طواف اور سعی بھی اس پر احتساب کیا۔ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا وَأَرْضَاهَا.



(۲۹)

عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھتیجی کا باریک دوپٹہ چیر دینا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بھتیجی کا باریک دوپٹہ اوڑھنے ان کے ہاں آئی۔ انہوں نے اس کا دوپٹہ چیر پھینکا، اس کو ڈانٹا، اور ساتھ ہی ایک موٹی اوڑھنی اس کو پہنادی۔

دلیل:

امام ابن سعدؒ نے علقمہ بن ابی علقمہ سے روایت نقل کی ہے، اور انہوں نے اپنی والدہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ:

((رَأَيْتُ حَفْصَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، عَلَيْهَا خِمَارٌ رَقِيقٌ يَشْفُ عَنْ جَبِيهَا ، فَشَقَّتْهُ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ، وَقَالَتْ : ”أَمَا تَعْلَمِينَ مَا أُنْزَلَ اللَّهُ فِي سُورَةِ النُّورِ“ ؟

ثُمَّ دَعَتْ بِخَمَارٍ ، فَكَسَتْهَا .))^۱
 ”میں نے عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی بیٹی حفصہ کو باریک دوپٹے میں
 دیکھا، اس کا گریبان نیچے سے نظر آ رہا تھا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے دوپٹے
 کو چیر دیا، اور فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے سورہ نور^۲ میں جو [حکم] نازل فرمایا
 ہے کیا تجھے اس کا علم نہیں؟“
 پھر ایک اوڑھنی منگوائی، اور اس کو پہنا دی۔“

ایک دوسری روایت میں ہے:

((فَشَقَّتْهُ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَكَسَتْهَا خِمَارًا كَتِيفًا .))^۳
 ”عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو چیر دیا، اور اس کو ایک موٹی اوڑھنی پہنائی۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

① حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے [ڈانٹ ڈپٹ اور جھاڑنے کا] درجہ احتساب استعمال
 کیا۔ اور شاید اس سختی کا سبب یہ تھا کہ آل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے یہ توقع نہ
 تھی کہ وہ ایسی باریک اوڑھنی میں گھر سے نکلے۔

② حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے باریک اوڑھنی کو اتارنے کا حکم دینے کی بجائے اس کو چیر
 دیا۔ اور شاید اس میں بھتیجی کے لیے ہمیشہ یاد رہنے والا سبق، اور کبھی نہ بھولنے والی
 تنبیہ ہو۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے اس سلسلے میں متعدد واقعات ثابت ہیں۔ ان کی

۱۔ الطبقات الكبرى ۷۲/۸۔

۲۔ شاید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ آیت کریمہ تھی: ﴿وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ﴾
 [سورۃ النور / الآیہ ۳۱] [ترجمہ: اور آپ ایمان والی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں،
 اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، اور اپنی زیب و زینت کو ظاہر نہ کریں، سوائے اس کے جو ظاہر رہتا ہے،
 اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رکھیں۔]

۳۔ المطا، کتاب اللباس باب ما یکرہ للنساء لبسہ من الثیاب، رقم الروایۃ ۶، ۹۱۳/۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نیک کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری

۱۳۳

نگاہوں میں اولاد کی اصلاح و تربیت کپڑوں اور دیگر چیزوں سے زیادہ قیمتی اور اہم تھی۔ ۱۷

۲ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھتیجی کے لیے اس کی غلطی کو واضح کرنے کی غرض سے قرآن کریم کی آیت کریمہ کا حوالہ دیا، اور قرآن و سنت کا حوالہ ہی بہترین حوالہ ہے۔

۳ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے غلط چیز کے ازالے پر اکتفا نہ کیا، بلکہ اس کا شرعی نعم البدل اپنی طرف سے مہیا بھی کیا۔ احتساب میں اس بات کا اہتمام بہت مفید ہے۔ ۱۸



(۳۰)

عائشہ رضی اللہ عنہا کا بچگی کی لٹوں کو چھپانے کی ترغیب دینا

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک بچی کی بے پردہ لٹوں کو دیکھا، تو انہیں چھپانے کی ترغیب دی۔

دلیل:

امام ابن ابی شیبہؒ نے قابوسؒ سے روایت نقل کی ہے، اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت نقل کی ہے کہ:

((أَنَّهُ أَرْسَلَ امْرَأَةً إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ، فَرَأَتْ جَارِيَةً لَهَا جُمَّةٌ فَقَالَتْ : "لَوْ اسْتَرْتُ هَذِهِ كَانَ أُخْرَى بِهَا".

۱۔ اسی قسم کے بعض واقعات کے لیے ملاحظہ ہو: راقم السطور کی کتاب: بچوں کا احتساب ص ۱۲۹-۱۳۳۔
۲۔ اسی طرح حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بھی ایک بچے کی سونے کی انگوٹھی اتروانے کے بعد اس کے لیے چاندی کی انگوٹھی بنانے کا حکم دیا۔ (ملاحظہ ہو: بچوں کا احتساب ص ۱۳۸-۱۳۹)۔

فَقَالَتْ: "إِنَّهَا لَمْ تَحِضْ، وَلَا بَدَأَ بَعْدَ الْحَيْضِ." (۱)۔
 ”انہوں نے ایک عورت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجی، [اس نے بیان کیا کہ] انہوں نے ایک [بے پردہ] لٹوں والی بچی کو دیکھا، تو فرمایا: ”اگر یہ ان کو چھپالیتی، تو اس کے لیے زیادہ مناسب تھا۔“
 اس عورت نے عرض کی: ”اس کو ابھی حیض نہیں آتا، اور نہ اس سے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

- ۱۔ بچیوں کو پردے کی تلقین زمانہ بلوغت کو پہنچنے سے پہلے ہی کرنی چاہیے تاکہ بالغ ہونے تک پردے کی پابندی ان کی طبیعت کا حصہ بن چکی ہو۔ ۷
- ۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نگاہ میں عورت کے سر کے بالوں کو چھپانے کی اہمیت اس قدر زیادہ تھی کہ انہوں نے اس بات کی ترغیب نابالغہ بچی کو دی۔ اور مقام افسوس ہے کہ آج کی مسلمان بیٹیوں کی ایک بڑی تعداد زمانہ بلوغت کو پہنچنے کے بعد بھی بالوں کو بے پردہ کیے ہوئے بازاروں میں گھومتی ہوئی نظر آتی ہے۔ إنا لله وإنا إليه راجعون وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ .



(۳۱)

عائشہ رضی اللہ عنہا کا بچی کی آواز والی بازیوں پر احتساب

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک چھوٹی بچی لائی گئی جس نے بازی میں پہن رکھی

۱۔ المصنف، کتاب الصلوات، المرأة تصلی ولا تغطي شعرها، ۲۲۹/۲۔
 ۲۔ بچوں کو نیکو کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی اہمیت کے متعلق تفصیلی معلومات کے لیے ملاحظہ ہو: راقم السطور کی کتاب: بچوں کا احتساب۔

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری

تھیں، اور بچی کی حرکت کے سبب ان پازیبوں سے آواز نکل رہی تھی۔ انہوں نے ان پازیبوں کے اتار پھینکنے سے پہلے بچی کو اپنے ہاں داخل ہونے سے منع کر دیا۔
دلیل:

امام ابو داؤد نے عبدالرحمن بن حسان انصاری رضی اللہ عنہ کی آزاد کردہ لونڈی بنائے سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

((بَيْنَمَا هِيَ عِنْدَهَا إِذْ أُدْخِلَ عَلَيْهَا بِجَارِيَةٍ ، وَعَلَيْهَا جَلَاجِلٌ يُصَوِّتَنَ ، فَقَالَتْ : "لَا تُدْخِلْنَهَا عَلَيَّ إِلَّا أَنْ تَقْطَعُوا جَلَاجِلَهَا."))

وَقَالَتْ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : "لَا تُدْخِلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ جَرَسٌ." (۱)

”کہ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں موجود تھی کہ ان کے پاس ایک بچی کو لایا گیا، جس نے آواز پیدا کرنے والی پازیبیں پہن رکھی تھیں۔ انہوں نے فرمایا: ”ان پازیبوں کو کاٹ پھینکنے تک اس کو میرے ہاں داخل نہ کرنا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جس گھر میں گھنٹی ہو [یعنی گھنٹی بجے] اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

① رحمٰن ورحیم رب کی لاتعداد رحمتیں ہوں عائشہ رضی اللہ عنہا پر کہ انہوں نے مہمان نوازی کے شیطانی آداب کو اپنے احتساب کی راہ میں رکاوٹ بننے نہ دیا۔ اے اللہ مالک!

۱۔ سنن أبي داود (المطبوع مع عون المعبود) ، كتاب الخاتم ، باب في الجلاجل ، رقم الحديث : ۴۲۲۵ ، ۱۱/۱۹۶-۱۹۷ . حافظ منذرؒ نے اس حدیث کے متعلق سکوت اختیار کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: مختصر سنن أبي داود ، رقم الحديث ۴۰۶۷ ، ۱/۱۲۱) ؛ شیخ البانیؒ نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن أبي داود ۷۹۶/۲)۔

نبی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری

۱۴۷

ہمیں اور ہماری عورتوں کو بھی یہی توفیق نصیب فرما۔ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔
 ۲ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ممنوعہ زیور پہننے پر احتساب کیا۔ بچی کی چھوٹی عمران کے
 احتساب کی راہ میں حائل نہ ہو سکی۔

۳ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس بات کا کس قدر اہتمام کرنے والی تھیں کہ ان کا گھرایسی
 چیز سے پاک رہے جو رحمت والے فرشتوں کی دوری کا سبب ہو۔ اور انتہائی دکھ
 اور رنج کی بات ہے کہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد بہت زیادہ مال خرچ کر کے اس
 قسم کے ساز و سامان کو اپنے گھروں میں لا رہی ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔
 ۴ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے احتساب کی تائید میں نبی کریم ﷺ کا
 ارشاد گرامی پیش کیا۔



(۳۲)

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بچے کے سونے کی انگوٹھی پر احتساب
 سعید بن حسین نامی بچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آیا۔ اس نے سونے کی انگوٹھی
 پہن رکھی تھی۔ انہوں نے اپنی خادمہ کو بچے کی انگوٹھی اتارنے کا حکم دیا۔
 دلیل:

امام ابن ابی شیبہؒ نے سعید بن حسینؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:
 ((دَخَلْتُ عَلٰی اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہَا وَاَنَا غُلَامٌ ، وَعَلَيَّ خَاتَمٌ مِّنْ
 ذَهَبٍ ، فَقَالَتْ : ” يَا جَارِيَةُ ! نَاوِلْنِيْهِ .“
 فَنَاوَلْتَهَا اِيَّاهُ .

فَقَالَتْ : ” اِذْهَبِيْ بِهٖ اِلٰی اَهْلِهٖ ، وَاصْنَعِيْ خَاتَمًا مِّنْ وَّرَقٍ .“

فَقُلْتُ : ”لَا حَاجَةَ لِأَهْلِي فِيهِ.“

قَالَتْ : ”فَتَصَدَّقِي بِهِ ، وَاصْنَعِي خَاتَمًا مِنْ وَرَقٍ.“^۱
 ”میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آیا، اور تب میں بچہ تھا، اور میں نے سونے کی انگٹھی پہن رکھی تھی۔ انہوں نے فرمایا: ”اے خادمہ! یہ [انگٹھی] مجھے دو۔“
 اس نے [میرے ہاتھ سے انگٹھی] اتار کر انہیں تھمادی۔
 انہوں نے فرمایا: ”یہ اس کے گھر والوں کو دے آؤ، اور ایک چاندی کی انگٹھی تیار کرو۔“

میں نے عرض کی: ”میرے گھر والوں کو اس کی کوئی ضرورت نہیں۔“
 انہوں نے [خادمہ کو] حکم دیا: ”اس کو صدقہ کر دو، اور [اس کے لیے] چاندی کی ایک انگٹھی تیار کرو۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

۱ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے غلط چیز کو ہاتھ سے ختم کرنے کی کوشش کی۔ انہوں نے اپنی خادمہ کو حکم دیا کہ وہ بچے کے ہاتھ سے سونے کی انگٹھی اتار دے۔ اس طرح انہوں نے آنحضرت ﷺ کے ارشاد گرامی:
 ((مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ))^۲
 [جو تم میں سے برائی کو دیکھے اس کو ہاتھ سے بدل دے] پر عمل کیا۔

۲ بچے کی کم سنہی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے احتساب کی راہ میں رکاوٹ نہ بنی۔ ان کے اس طرز عمل سے علمائے حسبہ کی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ شرائط احتساب میں سے ایک یہ ہے کہ: ”برائی موجود ہو، اس کا ارتکاب کرنے والا خواہ مکلف ہو یا

۱۔ المصنف، کتاب العقیقۃ، من کرہ خاتم الذهب، رقم الروایۃ ۵۱۹۶، ۲۷۹/۸۔
 ۲۔ امام مسلمؒ کی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کردہ حدیث کا ایک حصہ ہے۔ حوالے کے لیے ملاحظہ ہو: کتاب ہذا کا ص ۳۹۔

غیر مکلف، بڑا ہو یا چھوٹا۔“ ۱۷

۳ انہوں نے خادمہ کو صرف سونے کی انگوٹھی اتارنے ہی کا حکم نہ دیا، بلکہ بچے کے لیے چاندی کی انگوٹھی تیار کرنے کا حکم بھی دیا۔ دوران احتساب ممنوعہ چیزوں اور ناجائز باتوں سے روکتے وقت جائز چیزوں کے مہیا کرنے کی مقدور بھرکوشش کرنی چاہیے۔



(۳۳)

عائشہ رضی اللہ عنہا کا مردوں سے مشابہت کرنے والی عورت پر احتساب

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے روبرو ایک ایسی عورت کا ذکر کیا گیا جو مردوں ایسے جوتے پہنتی تھی۔ یہ سن کر انہوں نے اس پر نقد فرمایا۔

دلیل:

امام ابوداؤد نے ابن ابی ملیکہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ:
 ((قِيلَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: "إِنَّ امْرَأَةً تَلْبَسَ النِّعْلَ."
 فَقَالَتْ: "لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الرَّجُلَةَ مِنَ النِّسَاءِ.")) ۱۸

۱۷ ملاحظہ ہو: احیاء علوم الدین ۲/۳۲۷؛ وتنبیہ الغافلین ص ۳۷۔

۱۸ سنن أبی داود (المطبوع مع عون المعبود)، کتاب اللباس، باب فی لبس النساء، رقم الحدیث ۴۰۹۳، ۱۱/۱۰۵-۱۰۶۔ شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن أبی داود ۲/۷۷۳)۔ اس سے ملتی جلتی روایت امام الحمیدیؒ اور امام ابویعلیٰؒ نے بھی نقل کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: مسند الحمیدی، رقم الحدیث ۲۷۲، ۱/۱۳۲؛ ومسند أبی یعلیٰ، رقم الحدیث ۵۲۴ (۴۸۸۰)، ۸/۲۸۹-۲۹۰)۔

”عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا گیا: ”ایک عورت مردوں والی جوتی پہنتی ہے۔“
انہوں نے فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ نے ایسی عورت پر لعنت فرمائی ہے جو
لباس اور وضع قطع میں مردوں سے مشابہت کرتی ہے۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

❖ اہل علم کے سامنے مصلحت کی غرض سے کسی کی خامی کا ذکر کرنا غیبت کے دائرے میں داخل نہیں۔

❖ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے احتساب میں نبی کریم ﷺ کے ارشاد گرامی سے استدلال کیا۔

❖ مردوں سے لباس اور وضع قطع میں عورت کا مشابہت اختیار کرنا کس قدر سنگین جرم ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے ایسی عورت پر لعنت کی ہے۔

بعض مسلمان عورتیں مردوں والی پتلونیں، جیکٹیں، شرٹیں اور جوتیاں پہننے، اور مردوں جیسی اپنے بالوں کی خراش تراش بنانے میں فخر محسوس کرتی ہیں۔ رحمۃ اللعالمین ﷺ کی لعنت کا مستحق بننا باعث فخر نہیں، بلکہ باعث شرم اور افسوس ہے۔

﴿فَمَا لَهُؤُلَاءِ الْقَوْمُ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا﴾ ۱۷

علاوہ ازیں بہت سے دین سے تعلق والے گھرانوں میں بچیوں کے لباس اور بالوں کی خراش تراش میں لڑکوں سے مشابہت عام ہے۔ کیا بیٹیوں سے محبت کے لیے یہی معیار باقی رہ گیا ہے کہ انہیں ایسے طرز زندگی کا عادی بنایا جائے کہ وہ بڑی ہو کر رسول اللہ ﷺ کی لعنت کی مستحق ٹھہریں؟ ان کی کم سنی کا عذر درست نہیں۔ ہم بحیثیت والدین اس بات کے پابند ہیں کہ اپنی گوشہ ہائے جگر کی تربیت شروع ہی سے اسلامی شریعت کے مطابق کریں، وگرنہ بعد میں نہ تو عام طور پر ان پر کوئی نصیحت کارگر ہوتی ہے، اور نہ افسوس و ندامت ہمارے کسی کام آسکیں گے۔

۱۷ ترجمہ: ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ بات سمجھنے کے قریب ہی نہیں۔

(۳۴)

زینب رضی اللہ عنہا کا [برہ] نام رکھنے سے روکنا

ابو عبد اللہ قرشیؓ نے اپنی بیٹی کا نام [برہ] رکھا، تو حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس سے منع کیا۔

دلیل:

امام مسلمؒ نے محمد بن عمرو بن عطاءؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ:

”سَمِيتُ ابْنَتِي بَرَّةً. فَقَالَتْ لِي زَيْنَبُ بِنْتُ أَبِي سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: ”إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ هَذَا الْأِسْمِ، وَسَمِيتُ بَرَّةً، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”لَا تُزَكُّوْا أَنْفُسَكُمْ، اللَّهُ أَعْلَمُ بِأَهْلِ الْبَرِّ مِنْكُمْ.“ فَقَالُوا: ”بِمَ نَسَمِّيْهَا؟“

قَالَ: ”سَمُوْهَا زَيْنَبَ.“

”میں نے اپنی بیٹی کا نام [برہ] رکھا، تو زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”یقیناً رسول اللہ ﷺ نے اس نام سے منع فرمایا ہے۔ میرا نام [برہ] رکھا گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم اپنے آپ کو پاک قرار نہ دو، اللہ تعالیٰ تم میں سے نیکی والوں کو زیادہ جانتا ہے۔“

انہوں [زینب رضی اللہ عنہا کے گھر والوں] نے عرض کی: ”ہم اس کا نام کیا رکھیں؟“

۱۔ صحیح مسلم، کتاب الأدب، باب استحباب تغییر الاسم القبیح إلى حسن، وتغییر اسم برة إلى زینب وجوبیة ونحوها، رقم الحدیث ۱۹ (۲۱۴۲)، ۱۶۸۷/۳-۱۶۸۸۔
۲۔ (برہ) کا معنی ہے نیکو کار عورت۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کا نام زینب رکھو۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

۱ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے احساب کی تائید میں فرمانِ مصطفیٰ ﷺ کو پیش کیا۔

۲ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے گھر والوں نے آنحضرت ﷺ کے ارشاد گرامی پر عمل کرنے کے لیے فوراً پوچھا کہ ہم بچی کا کیا نام رکھیں؟ اہل ایمان کا ایک امتیازی وصف یہی ہے کہ وہ فرمانِ مصطفیٰ ﷺ پر عمل کرنے میں تردد اور تذبذب کا شکار نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے انہی کے بارے میں فرمایا ہے:

﴿إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾^۱
[ترجمہ: مومنوں کو جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کی طرف بلایا جاتا ہے، تو ان کی بات تو صرف یہ ہوتی ہے: ”ہم نے سن لیا اور مان لیا۔“ اور یہی لوگ تو فلاح پانے والے ہیں۔]



(۳۵)

عائشہ رضی اللہ عنہا کا گرنے والے پر ہنسنے سے روکنا
قریشی نوجوانوں نے خیمے کی رسی سے ٹھوکر کھا کر گرنے والے شخص کو دیکھ کر ہنسنا شروع کر دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں ایسا کرنے سے منع فرمایا۔

دلیل:

امام مسلمؒ نے اسودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ:
 ((دَخَلَ شَبَابٌ مِنْ قُرَيْشٍ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَهِيَ بِمَنْىَ
 وَهُمْ يَضْحَكُونَ ، فَقَالَتْ : ”مَا يُضْحِكُكُمْ؟“
 قَالُوا : ”فُلَانٌ خَرَّ عَلَى طَنْبٍ فُسْطَاطٍ ، فَكَادَتْ عُنُقُهُ أَوْ
 عَيْنُهُ أَنْ تَذْهَبَ.“

فَقَالَتْ : ”لَا تَضْحَكُوا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ
 : ”مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُشَاكُ شَوْكَةً فَمَا فَوْقَهَا إِلَّا كُتِبَتْ لَهُ بِهَا
 دَرَجَةٌ ، وَمُحِيتُ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ.“))^۱

قریش کے [چند] نوجوان [مقام] منیٰ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آئے ، اور
 وہ ہنس رہے تھے۔ انہوں نے دریافت کیا: ”کیوں ہنس رہے ہو؟“
 انہوں نے جواب دیا: ”فلاں شخص خیمے کی رسی کے ساتھ [ٹھوکر کھا کر] گر
 گیا ہے۔ اور قریب تھا کہ اسکی گردن ٹوٹ جاتی یا آنکھ ضائع ہو جاتی۔“
 انہوں نے فرمایا: مت ہنسو! کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے
 ہوئے سنا: ”کسی بھی مسلمان کو کاٹنا یا اس سے بڑی چیز نہیں چھتی، مگر اس کے
 سبب اس کے لیے ایک درجہ تحریر کیا جاتا ہے، اور ایک گناہ مٹایا جاتا ہے۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

① کسی مسلمان کے لیے یہ مناسب نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی کی مصیبت پر خوش ہو۔
 امام نوویؒ نے اس حدیث کی شرح میں تحریر کیا ہے:

۱۔ صحیح مسلم ، کتاب البر والصلة والآداب ، باب ثواب المؤمن فیما یتصیبه من مرض أو
 حزن أو نحو ذلك ، حتی الشوكة یشاکھا ، رقم الحدیث ۴۶ (۲۵۷۲) ، ۴/ ۱۹۹۱ .

((فِيهِ النَّهْيُ عَنِ الصُّحُكِ عَنْ مَثَلِ هَذَا إِلَّا أَنْ يَحْصُلَ عَلَيْهِ لَا يُمَكِّنُ دَفْعَهُ ، وَأَمَّا تَعَمُّدُهُ فَمَذْمُومٌ لِأَنَّ فِيهِ إِشْمَاتًا بِالْمُسْلِمِ وَكُسْرًا لِقَلْبِهِ))^۱

”اس [حدیث] سے اس قسم کی ہنسی کی ممانعت ثابت ہوتی ہے، ہاں اگر کوئی شخص اس طرح مغلوب ہو جائے کہ ہنسی کا روکنا اس کے قابو میں نہ رہے [تو پھر معاملہ مختلف ہے]، لیکن قصداً ایسے کرنا قابل مذمت ہے، کیونکہ اس [طرز عمل] میں مسلمان کی مصیبت پر اظہار خوشی اور اس کی دل شکنی ہے۔“

◇ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے احتساب کی تائید میں فرمان نبی کریم ﷺ پیش کیا۔

◇ مسلمان کی مصیبت اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اجر و ثواب کا سبب بن جاتی ہے۔



(۳۶)

عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھانجے کو حسان رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنے سے روکنا حضرت عروہؓ نے اپنی خالہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان کے موقع پر حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی گفتگو کے پیش نظر انہیں برا بھلا کہا۔ حضرت عائشہ نے انہیں اس سے روک دیا۔

دلیل:

امام مسلمؒ نے عروہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ:

۱۔ شرح النووي ۱۶/۱۲۸۔

((اَنَّ حَسَانَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ مِمَّنْ كَثُرَ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ، فَسَبَّيْتُهُ ، فَقَالَتْ : ” يَا ابْنَ أُخْتِي ! دَعُهُ ، فَإِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ . “))^۱

”یقیناً حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلاف بہت باتیں کیں تھیں، [اس پر] میں [عروہ] نے انہیں برا بھلا کہا۔ انہوں [عائشہ رضی اللہ عنہا] نے فرمایا: ”اے میرے بھانجے! انہیں کچھ نہ کہو، کیونکہ وہ یقیناً رسول اللہ ﷺ کا دفاع کیا کرتے تھے۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

❖ مخلص اور سچا مسلمان بھی بسا اوقات کسی مسلمان کے بارے میں غلط فہمی کا شکار ہو کر نامناسب بات کہہ دیتا ہے جیسا کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں غلط فہمی کے سبب نادرست اور غلط بات کہی۔

❖ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نگاہ میں رسول کریم ﷺ کی شان و عظمت کس قدر بلند و بالا ہے کہ انہوں نے دفاع رسول ﷺ کے لیے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی خدمات کے پیش نظر، اپنے بارے میں ان کی نامناسب گفتگو سے درگزر کرنے کی اپنے بھانجے کو تلقین کی۔



(۳۷)

بریرہ رضی اللہ عنہا کا عبد الملک کو خون ریزی سے بچنے کی تلقین کرنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ لونڈی حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا، عبد الملک بن مروان

^۱ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل حسان بن ثابت رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، رقم الحديث ۱۵۴ (۲۴۸۷)، ۱۹۳۳/۴۔

کو اس بات کی تلقین کیا کرتی تھیں کہ وہ منصبِ خلافت پر فائز ہونے کے بعد خون ریزی سے اجتناب کرے۔

دلیل:

حافظ ابن عبدالبر نے زید بن واقدؓ سے روایت نقل کی ہے کہ:

((أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ حَدَّثَهُ قَالَ : ”كُنْتُ أَجَالِسُ بَرِيرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بِالْمَدِينَةِ قَبْلَ أَنْ أَلِيَّ هَذَا الْأَمْرَ ، فَكَانَتْ تَقُولُ لِي : ”يَا عَبْدَ الْمَلِكِ ! إِنِّي أَرَى فِيكَ خِصَالًا ، وَإِنَّكَ لَخَلِيقٌ أَنْ تَلِيَّ هَذَا الْأَمْرَ ، فَإِنْ وُلِّيتَ هَذَا الْأَمْرَ فَاحْذِرِ الدِّمَاءَ ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : ”إِنَّ الرَّجُلَ لِيُدْفَعُ عَنْ بَابِ الْجَنَّةِ بَعْدَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَيْهَا بِمَلٍّ مُحْجَمَةٍ مِنْ دَمٍ يُرِيقُهُ مِنْ مُسْلِمٍ بَغَيْرِ حَقٍّ.“))^۱

”یقیناً عبدالملک بن مروان نے اس کو بتلایا کہ وہ اس منصب کو سنبھالنے سے پیشتر [یعنی خلیفہ بننے سے پہلے] مدینہ میں بریرہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھا کرتا تھا، اور وہ مجھے فرمایا کرتے تھیں: ”اے عبدالملک! میں تم میں [کچھ] خصلتیں دیکھتی ہوں، اور بلا شک و شبہ تم اس منصب کو پانے کے اہل ہو۔ اگر تمہیں اس منصب پر فائز کیا گیا، تو خون ریزی سے بچنا، کیونکہ میں نے یقیناً رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”بلا شک و شبہ مسلمان کا سنگھی کی بھرائی کے برابر ناحق خون بہانے والے شخص کو جنت کے دروازے کو دیکھنے کے بعد [وہاں سے] دھتکار دیا جائے گا۔“

۱۔ الاستیعاب فی معرفة الأصحاب ۴/ ۱۷۹۵۔ حافظ ابن عبدالبرؒ نے تحریر کیا ہے کہ زید بن واقدؓ شامی ثقہ راویوں میں سے ہے، اور ان کی ملاقات واثلہ بن الأسقع رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۴/ ۱۷۹۶)۔

قصے سے مستفاد باتیں:

- ۱ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہ کی فطانت و فراست۔
- ۲ عقل و دانش کا عمدہ استعمال کہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا نے [نہی عن المنکر] کے لیے اس کو استعمال کیا۔
- ۳ برائی کا قلع قمع کے لیے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کی شدید ٹرپ اور جذبہ صادقہ، کہ انہوں نے اس کے وجود میں آنے سے پہلے ہی عبدالملک بن مروان کو اس سے بچنے کی تلقین شروع کر دی۔
- ۴ خون ریزی سے ڈرانے کے لیے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہ کا زور بیان، اور انہوں نے اپنی نصیحت میں یہ قوت رسول کریم ﷺ کے خون ریزی کے بیان کردہ خوف ناک انجام کے ذکر کرنے سے بفضل رب العزت حاصل کی۔



(۳۸)

عمرہ انصاریہؓ کا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ جانے سے روکنا متعدد صحابہ اور تابعین نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اہل کوفہ کی دعوت پر وہاں جانے سے منع کیا۔ انہی میں سے حضرت عمرہ بنت عبدالرحمن انصاریہؓ لے بھی تھیں۔

دلیل:

انہوں نے اس بارے میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک چٹھی ارسال کی۔

لے عمرہ انصاریہؓ: وہ عمرہ بنت عبدالرحمن بن سعد بن زرارہ بن عدس انصاریہ نجاریہ، مدنیہ، فقیہہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تربیت یافتہ اور شاگردہ تھیں۔ وہ علوم دینیہ میں سند کی حیثیت رکھتی تھیں۔ (ملاحظہ ہو: سیر اعلام النبلاء ۴/ ۵۰۷ - ۵۰۸)۔ امام ابن حبانؒ نے ان کے بارے میں تحریر کیا ہے: ”عائشہ رضی اللہ عنہا کی احادیث کا انہیں تمام لوگوں سے زیادہ علم تھا“۔ (تہذیب التہذیب ۱۲/ ۴۳۹)۔

حافظ ذہبیؒ نے اس سلسلے میں لکھا ہے:

((وَقَدْ كَتَبْتُ إِلَيْهِ عَمْرَةَ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ تُعَظِّمُ عَلَيْهِ مَا يُرِيدُ أَنْ يَصْنَعَ ، وَتَأْمُرُهُ بِالزُّوْمِ الْجَمَاعَةِ ، وَتُخْبِرُهُ أَنَّهُ إِنَّمَا يُسَاقُ إِلَى مَضْرَعِهِ ، وَتَقُولُ : أَشْهَدُ لِحَدَّثَنِي عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : ”يَقْتُلُ حُسَيْنٌ بَارِضٌ بَابِلَ“))

”ان [حضرت حسین رضی اللہ عنہ] کے اس اقدام یعنی کوفہ جانے کی سنگینی سے آگاہی، اور جماعت کے ساتھ چپے رہنے کی ضرورت کے متعلق انہوں [عمرہ] نے انہیں لکھا۔ نیز انہوں نے اس بات سے بھی انہیں متنبہ کیا کہ وہ اپنے مقلد کی طرف کھینچے جا رہے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا: ”میں گواہی دیتی ہوں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے بتلایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”سرزمین بابل میں حسین (رضی اللہ عنہ) کو قتل کیا جائے گا۔“

قصے سے استفادہ باتیں:

۱ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا عالی مقام، عمرہ انصاریہ کے لیے اپنی دانست کے مطابق ان کی خدمت عالیہ میں درست بات واضح انداز میں عرض کرنے سے رکاوٹ نہ بن سکا۔

۲ حضرت عمرہؒ نے اپنی بات کی تائید میں آنحضرت ﷺ کا فرمان پیش کیا۔



۱۔ تاریخ الإسلام (حوادث ووفیات ۶۱-۸۰ھ) ص ۹؛ نیز ملاحظہ ہو: سیر أعلام النبلاء ۲۹۶/۳-۲۹۷.

۲۔ قتل گاہ۔

(۳۹)

اسماء رضی اللہ عنہا کا بیٹے کو موت کے ڈر سے غلط شرائط ماننے سے روکنا جب عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں تھے تو حجاج بن یوسف ثقفی نے مکہ مکرمہ کا محاصرہ کیا۔ وہ اپنی والدہ محترمہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو انہوں نے اپنے بیٹے کو موت کے ڈر سے نامناسب شرائط تسلیم کرنے سے منع کر دیا۔

دلیل:

حافظ ذہبیؒ نے عروہؒ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا:
((دَخَلْتُ أَنَا وَأَخِي (عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ) ، قَبْلَ أَنْ يُقْتَلَ ، عَلَى أَمْنًا بِعَشْرِ لَيَالٍ ، وَهِيَ وَجَعَةٌ ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ :
”كَيْفَ تَجِدُنِيكَ؟“

قَالَتْ : ”وَجَعَةٌ.“

قَالَ : ”إِنَّ فِي الْمَوْتِ لَعَافِيَةً.“

قَالَتْ : ”لَعَلَّكَ تَشْتَهِي مَوْتِي ؛ فَلَا تَفْعَلْ.“

وَضَحِكْتُ وَقَالَتْ : ”وَاللَّهِ ! مَا أَشْتَهِي أَنْ أَمُوتَ ، حَتَّى تَأْتِيَ عَلَيَّ أَحَدِ طَرَفَيْكَ : إِمَّا أَنْ تُقْتَلَ فَأُحْتَسِبُكَ ؛ وَإِمَّا أَنْ تَظْفَرَ فَتَقِرَّ عَيْنِي ، إِيَّاكَ أَنْ تُعَرِّضَ عَلَيَّ خِطْبَةً فَلَا تُوَافِقَ ، فَتَقْبَلَهَا كَرَاهِيَةِ الْمَوْتِ.“) (۱)

”میں اور میرا بھائی (عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ) قتل ہونے سے دس دن پہلے اپنی والدہ کے پاس حاضر ہوئے، اور وہ اس وقت تکلیف میں تھیں۔

عبداللہؐ نے پوچھا: ”آپ کیسی ہیں؟“

انہوں نے فرمایا: ”تکلیف میں ہوں۔“

انہوں نے عرض کی: ”یقیناً موت میں عافیت ہے۔“

انہوں نے فرمایا: ”شاید تجھے میرا مرنا پسند ہے۔ ایسے نہ کرو۔“ اور [ساتھ

ہی] وہ ہنسنے لگیں۔ پھر فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی قسم! میں تمہارے دو میں سے

ایک بات تک پہنچنے تک موت کی خواہش نہیں رکھتی۔ یا تو تم قتل کر دیئے جاؤ

، اور میں اس پر صبر کر کے ثواب حاصل کروں، یا تم کامیاب ہو جاؤ، اور

میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں۔ خبردار! موت کے ڈر سے کسی نامناسب

تجویز کو قبول نہ کرنا۔“

قصے پر تعلیق:

مذکورہ بالا نصیحت کا واضح معنی یہ ہے کہ نامناسب شرائط اور موت میں سے ایک کو

چننے کا فیصلہ کرنا ہو، تو بلا تردد موت کو چن لیا جائے۔ کسی عزیز اور پیارے کو اس بات کی

نصیحت کرنا کس قدر کٹھن اور دشوار معاملہ ہے، اور خاص طور پر جب کہ نصیحت گوشہء جگر

اور نور نظر کو کی جائے۔ لیکن یہاں تعجب نہیں، کیونکہ نصیحت کرنے والی صدیق اکبر رضی اللہ

کی صاحبزادی ذات الطاقین اسماء رضی اللہ عنہا ہیں۔ امام طبریؒ نے اس واقعہ کی مزید تفصیل

بیان کی ہے۔ انہوں نے مخرمہ بن سلیمان والبیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے

بیان کیا:

((دَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى أُمِّهِ حِينَ رَأَى مِنَ النَّاسِ مَا

رَأَى مِنْ خِذْلَانِهِمْ ، فَقَالَ : ”يَا أُمُّهُ ! خَذَلَنِي النَّاسُ حَتَّى

وَلَدَيْ وَأَهْلِي ، فَلَمْ يَبْقَ مَعِيَ إِلَّا الْيَسِيرُ مِمَّنْ لَيْسَ عِنْدَهُ مِنْ

الدَّفْعِ أَكْثَرُ مِنْ صَبْرِ سَاعَةٍ ، وَالْقَوْمُ يُعْطُونَنِي مَا أَرَدْتُ مِنْ

الدُّنْيَا ، فَمَا رَأَيْكَ ؟“

فَقَالَتْ : ”أَنْتَ وَاللَّهِ ! يَا بُنَيَّ أَنْتَ أَعْلَمُ بِنَفْسِكَ ، إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّكَ عَلَى حَقٍّ ، وَإِلَيْهِ تَدْعُو فَاْمُضْ لَهُ ، فَقَدْ قُتِلَ عَلَيْهِ أَصْحَابُكَ ، وَلَا تُمْكِنُ مِنْ رَقَبَتِكَ يَتَلَعَّبُ بِهَا غُلَمَانُ أُمِّيَّةَ ، وَإِنْ كُنْتَ إِنَّمَا أَرَدْتَ الدُّنْيَا فَبُئْسَ الْعَبْدُ أَنْتَ ! أَهْلَكَتَ نَفْسَكَ وَأَهْلَكَتَ مَنْ قُتِلَ مَعَكَ.“

وَإِنْ قُلْتَ : ”كُنْتُ عَلَى حَقٍّ فَلَمَّا وَهَنَ أَصْحَابِي ضَعُفْتُ ، فَهَذَا لَيْسَ فِعْلُ الْأَحْرَارِ وَلَا أَهْلُ الدِّينِ ، وَكَمْ خُلُودُكَ فِي الدُّنْيَا ! الْقَتْلُ أَحْسَنُ.“

فَدَنَا ابْنُ الزُّبَيْرِ فَقَبَّلَ رَأْسَهَا ، وَقَالَ : ”هَذَا ، وَاللَّهِ ! رَأْيِي ، وَالَّذِي قُمْتُ بِهِ دَاعِيًا إِلَى يَوْمِي هَذَا ، مَا رَكَنْتُ إِلَى الدُّنْيَا ، وَلَا أَحَبَبْتُ الْحَيَاةَ فِيهَا ، وَمَا دَعَانِي إِلَى الْخُرُوجِ إِلَّا الْغَضَبُ لِلَّهِ أَنْ تُسْتَحَلَّ حُرْمَةُ ، وَلَكِنِّي أَحَبَبْتُ أَنْ أَعْلَمَ رَأْيِكَ ، فَرَدَّتْنِي بِصِيرَةٍ مَعَ بَصِيرَتِي.“

فَانْظُرِي يَا أُمُّهُ ! فَإِنِّي مَقْتُولٌ مِنْ يَوْمِي هَذَا ، فَلَا يَشْتَدُّ حُزْنُكَ ، وَسَلَّمِي الْأَمْرَ لِلَّهِ ، فَإِنَّ ابْنَكَ لَمْ يَتَعَمَّدْ إِتْيَانَ مُنْكَرٍ ، وَلَا عَمَلًا بِفَاحِشَةٍ ، وَلَمْ يُجْرِ فِي حُكْمِ اللَّهِ ، وَلَمْ يَغْدُرْ فِي أَمَانٍ ، وَلَمْ يَتَعَمَّدْ ظُلْمَ مُسْلِمٍ وَلَا مُعَاهِدٍ ، وَلَمْ يَبْلُغْنِي ظُلْمٌ عَنْ عُمَّالِي فَرَضِيَتْ ، بَلْ أَنْكَرْتُهُ ، وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ آثَرَ عِنْدِي مِنْ رِضَا رَبِّي - اَللّٰهُمَّ إِنِّي لَا أَقُولُ هَذَا تَزَكِيَّةً مِنِّي لِنَفْسِي ، أَنْتَ أَعْلَمُ بِي ، وَلَكِنْ أَقُولُهُ تَعْزِيَةً لِأُمِّي لِتَسْلُوَ عَنِّْي.“

فَقَالَتْ أُمُّهُ : ”إِنِّي لَأَرْجُو مِنَ اللَّهِ أَنْ يَكُونَ عَزَائِي فِيكَ حَسَنًا إِنْ تَقَدَّمْتَنِي ، وَإِنْ تَقَدَّمْتُ فَفِي نَفْسِي ، أَخْرُجْ حَتَّى أَنْظُرَ إِلَى مَا يَصِيرُ أَمْرُكَ.“
 قَالَ : ”جَزَاكَ اللَّهُ يَا أُمُّهُ خَيْرًا ، فَلَا تَدْعِي الدُّعَاءَ لِي قَبْلُ وَبَعْدُ.“

فَقَالَتْ : ”لَا أَدْعُهُ أَبَدًا ، فَمَنْ قُتِلَ عَلَى بَاطِلٍ ، فَقَدْ قُتِلَتْ عَلَى حَقِّ.“

ثُمَّ قَالَتْ : ”اللَّهُمَّ ارْحَمْ طُولَ ذَلِكَ الْقِيَامِ فِي اللَّيْلِ الطَّوِيلِ ، وَذَلِكَ النَّحِيبِ وَالظَّمَا فِي هَوَاجِرِ الْمَدِينَةِ وَمَكَّةَ ، وَبَرَّهَ بِأَبِيهِ وَبِي . اللَّهُمَّ قَدْ سَلَّمْتُهُ لِأَمْرِكَ فِيهِ ، وَرَضِيتُ بِمَا قَضَيْتَ ، فَأَتْبِنِي فِي عَبْدِ اللَّهِ ثَوَابَ الصَّابِرِينَ الشَّاكِرِينَ۔“^۱

”جب ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی بے وفائی دیکھی، تو اپنی والدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کی: ”اے میری ماں! لوگ حتی کہ میری اولاد اور گھر والے بھی مجھے چھوڑ گئے ہیں۔ اب میرے ساتھ بہت قلیل تعداد میں لوگ باقی رہ گئے ہیں، جن میں تھوڑی دیر سے زیادہ دفاع کی استطاعت نہیں، اور مخالفین منہ مانگی دنیا دینے کے لیے تیار ہیں، آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟“

انہوں نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی قسم! اے بیٹے! تو اپنے آپ [یعنی اپنے معاملات] کو زیادہ جاننے والا ہے۔ اگر تو سمجھتا ہے کہ تو حق پر ہے، اور حق کی طرف دعوت دے رہا ہے، تو اپنی راہ پر چلتا رہ۔ اس مشن کی خاطر تیرے ساتھی قتل کیے گئے، [اب] تو اپنی گردن بنو امیہ کے لونڈوں کے سپرد

۱۔ تاریخ الطبری ۶/ ۱۸۸-۱۸۹؛ نیز ملاحظہ ہو: الكامل لابن الأثیر ۴/ ۱۲۳-۱۲۴۔

نہ کر، کہ وہ اس سے کھلیں۔ اور اگر تیرا مقصود دنیا تھا، تو تو بدترین بندہ ہے!
[اس کی خاطر] تو نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا، اور اپنے ساتھیوں کو
ہلاک کیا۔“

اور اگر تم یہ دلیل پیش کرتے ہو کہ: ”میں تو حق پر تھا، لیکن جب میرے
ساتھیوں نے بزدلی دکھائی، تو میں بھی کمزور ہو گیا ہوں۔“ [تو میں جواب
میں یہ کہوں گی کہ] یہ آزاد اور دین والوں کا طریقہ نہیں۔ تو نے دنیا میں
کتنے دن رہنا ہے؟ [حق کی خاطر] قتل ہونا بہتر ہے۔“

ابن زبیر رضی اللہ عنہ ان کے قریب ہوئے، اور ان کے سر کو چوما۔ پھر عرض کیا:
”اللہ تعالیٰ کی قسم! یہی میری رائے ہے، اور اسی کی طرف آج تک میں
دعوت دیتا رہا ہوں۔ میں نہ تو دنیا کی طرف مائل ہوا ہوں، اور نہ ہی میں
نے اس میں جینے کو پسند کیا ہے، میرے خروج کا سبب اللہ تعالیٰ کی حرمتوں
کی پامالی کے خلاف اللہ تعالیٰ کے لیے غضبناک ہونا ہی تھا، لیکن میں نے
چاہا کہ آپ کی رائے سے آگاہ ہو جاؤں۔ آپ نے میری بصیرت میں
اضافہ فرمایا ہے۔“

”اے میری ماں! دیکھئے، یقیناً مجھے آج قتل کر دیا جائے گا۔ [اس پر] آپ
کا غم شدید نہ ہو جائے۔ معاملے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیجیے، کیونکہ آپ کے
بیٹے نے جان بوجھ کر نہ غلط کام کیا ہے، اور نہ ہی بے حیائی کا ارتکاب کیا
ہے، اس نے حکم الہی میں جو نہیں کیا، اور نہ ہی اس نے [کسی کو] امان دے
کر بے وفائی کی ہے، اس نے کسی مسلمان یا ذمی پر ظلم کا قصد نہیں کیا۔ کسی
بھی اپنے عامل کے ظلم کی رپورٹ ملنے پر میں راضی نہیں ہوا، بلکہ میں نے
اس کو اس پر ٹوکا ہے۔ میں نے اپنے رب کی رضا پر کسی بات کو ترجیح نہیں دی
۔ اے میرے اللہ! آپ میرے بارے میں زیادہ جانتے ہیں کہ میں یہ

باتیں اپنے نفس کی پاکی بیان کرنے کے لیے نہیں، بلکہ اپنی والدہ کی تسلی کے لیے کر رہا ہوں، تاکہ وہ مطمئن ہو جائیں۔“

ان کی والدہ نے فرمایا: ”اگر تو مجھ سے پہلے [دنیا سے] روانہ ہو گیا تو مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ مجھے تمہارے بارے میں تسلی اور اطمینان ہوگا، اور اگر میں تم سے پہلے [اس دنیا سے] کوچ کر گئی تو میرے دل میں یہ تمننا رہے گی کہ میں [دنیا سے روانہ ہونے سے پہلے] تمہارے انجام کو دیکھ لیتی۔“

انہوں نے کہا: ”اے میری ماں! اللہ تعالیٰ آپ کو اچھی جزا عطا فرمائے! آپ میرے لیے کبھی بھی دعا کو نہ چھوڑنا۔“

انہوں نے فرمایا: ”میں کبھی بھی اس [تیرے لیے دعا] کو نہ چھوڑوں گی۔ جو باطل پر قتل کیا گیا [میرا اس سے تو کوئی تعلق نہیں، لیکن] یقیناً تو، تو حق پر قتل کیا جا رہا ہے۔“

پھر انہوں نے کہا: ”اے میرے اللہ! طویل رات میں لمبے قیام پر، طویل گریہ زاری پر، مدینہ اور مکہ کی دو پہر کی شدید گرمی کی [روزوں کی وجہ سے] پیاس پر، اپنے باپ اور میرے ساتھ اس کے حسن سلوک پر رحم فرما! اے میرے اللہ! میں نے اس کو، آپ کے اس کے بارے میں فیصلے کے سپرد کر دیا ہے، اور آپ کے فیصلے پر راضی ہوں، پس آپ مجھے عبد اللہ کے بارے میں صبر اور شکر کرنے والوں کا ثواب عطا فرمانا۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

- ۱ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی نگاہ میں حق پر ثابت قدم رہنے کی اہمیت کس قدر زیادہ تھی۔ ان کے نزدیک غلط بات کو تسلیم کرنے کی بجائے لخت جگر کا راہ حق میں قربان ہونا، اور ان کا اس عظیم قربانی پر صبر کرنا قابل قبول اور زیادہ پسندیدہ تھا۔
- ۲ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے بے مثال جرات و شجاعت، اور غیر معمولی صراحت و

وضاحت سے بیٹے کو حق پر ڈٹے رہنے کی تلقین اور تاکید فرمائی۔

۲ مصلحت اور ضرورت کے پیش نظر آدمی اپنے اوصاف کا ذکر کر سکتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کی تسلی اور اطمینان کی خاطر دنیوی مقاصد سے اپنی جدوجہد کے مبرا ہونے کا ذکر کیا۔

۴ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کتنے اعلیٰ اوصاف والے تھے۔ ان کی والدہ محترمہ کی سچی شہادت کے مطابق تہجد میں طویل قیام کرنے والے، بہت زیادہ اللہ تعالیٰ کے روبرو گریہ زاری کرنے والے، دیار مقدسہ کی شدت کی گرمیوں میں روزے رکھنے والے، اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے تھے۔

۵ حضرت اسماء بنتی حبشہ کا صبر عظیم اور اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی ہونا۔

(۴۰)

ام سعد رضی اللہ عنہا کا بیٹے کو جلد لشکر اسلامی کے ساتھ ملنے کا حکم دینا غزوہ خندق کے موقع پر حضرت کبشہ بنت رافع انصاریہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو لشکر اسلامی سے دور ایک قلعہ کے پاس سے گزرتے دیکھا، تو انہیں فوراً لشکر اسلامی میں جا کر شامل ہونے کا حکم دیا۔

دلیل:

امام ابن اسحاقؒ نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ:
 ((اَنَّهَا كَانَتْ فِي حِصْنِ بَنِي حَارِثَةَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ ، وَكَانَ مِنْ أُحْزَرِ حُصُونِ الْمَدِينَةِ ، وَكَانَتْ أُمُّ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فِي الْحِصْنِ .
 فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يُضْرَبَ عَلَيْنَا الْحِجَابُ

فَمَرَّ سَعْدٌ ، وَعَلَيْهِ دِرْعٌ لَهُ ، مُقْلَصَةٌ ، وَقَدْ خَرَجَتْ مِنْهَا
ذِرَاعُهُ كُلُّهَا ، وَفِي يَدِهِ حِرْبَةٌ يَرْفُلُ بِهَا ، وَيَقُولُ :
لَبْتُ قَلِيلًا يَشْهَدُ الْهَيْجَاءَ جَمَلٌ
لَا بَأْسَ بِالْمَوْتِ إِذَا حَانَ الْأَجَلُ
فَقَالَتْ أُمُّهُ : ” الْحَقُّ أَيُّ بُنَيَّ ! فَقَدْ وَاللَّهِ ! أُخِّرْتُ . “ (۱)
” یقیناً وہ غزوہ خندق کے موقع پر بنو حارثہ کے قلعے میں تھیں جو کہ مدینہ کا
سب سے محفوظ قلعہ تھا۔ ام سعد رضی اللہ عنہا بھی اسی قلعے میں تھیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ تب ہم پر پردہ فرض نہیں کیا گیا تھا۔ سعد
رضی اللہ عنہ [وہاں سے] گزرے، اور انہوں نے گھنی گرہوں والی زرہ پہن رکھی
تھی، اور اس میں سے ان کی ساری کہنی باہر نکلی ہوئی تھی، اور وہ ہاتھ میں خنجر
تھامے متکبرانہ چلتے ہوئے یہ شعر پڑھتے جا رہے تھے [جس کا ترجمہ یہ ہے]
تھوڑی دیر ٹھہرو، لڑائی میں جمل [نامی شخص] پہنچ رہا ہے۔ وقت موت آنے
کے بعد مرنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔

ان کی ماں نے کہا: ”اے میرے پیارے بیٹے! [لشکر اسلامی کے ساتھ
جلدی] شامل ہو جاؤ تم نے واللہ! تاخیر کر دی ہے۔“

قصے پر تعلیق:

اللہ اکبر! معرکہ عکا زرار کی طرف مجاہد کے جانے پر ماں کو نہ حسرت و افسوس ہے، نہ
رنج و غم۔ وہاں نہ چیخ و پکار تھی، اور نہ شور و غل، نہ رونا پیٹنا تھا اور نہ ہی نوحہ و ماتم، بلکہ ماں
نے بیٹے کو جلد اسلامی لشکر میں جا کر شامل ہونے کا حکم دیا۔ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَعَنِ

۱۔ السيرة النبوية لابن هشام ۱۳۶/۳۔ حافظ ذہبی نے ابن اسحاق کے حوالے سے اس روایت کو اپنی
کتاب سیر أعلام النبلاء ۲۸۱/۱-۲۸۲ میں بھی نقل کیا ہے، اور شیخ شعيب ارنؤوط نے اس کے
راویوں کو [ثقہ] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش سیر أعلام النبلاء ۲۸۲/۱)۔

اِنْهَآ ، وَاَرْضَاَهَا . امت اسلامیہ کو آج ام سعد رضی اللہ عنہا ایسی ماؤں کی کس قدر شدید ضرورت ہے جو اپنے بیٹوں کو ان ایسی تلقین کریں۔ ﴿وَمَا ذَلِكْ عَلَى اللَّهِ بَعِزٌ﴾ ۱



مطلب صوم

خواتین کا عام لوگوں، اقربا اور معارف میں سے
جماعتوں کا احتساب

تمہید:

قرون اولیٰ کی مسلمان عورتوں نے نہ صرف عام لوگوں، قرابت داروں اور شناسا لوگوں میں سے افراد کا احتساب کیا، بلکہ انہوں نے تب بھی فریضہ احتساب ادا کیا جب کہ غلطی کرنے والوں کی تعداد زیادہ ہوتی تھی۔ یہاں توفیق الہی سے اس بارے میں بیس شواہد مختلف عنوانوں کے ضمن میں پیش کیے جا رہے ہیں۔



(۱)

آدھی رات کو طہر دیکھنے کے لیے طلب چراغ پر
بنت زید رضی اللہ عنہا کا نقد

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ۱؎ کو خبر ملی کہ کچھ عورتیں اپنے طہر کی جان پڑتال کے لیے رات کو چراغ طلب کرتی ہیں، اس پر انہوں نے نقد فرمایا۔

۱؎ ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کے لیے ایسا کرنا کچھ دشوار نہیں۔

۲؎ علامہ عینی نے تحریر کیا ہے کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کی یہ صاحبزادی شاید ام سعد ہوں جن کا ذکر ابن عبد البرؒ نے صحابیات میں کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: عمدة القاري ۳/۲۹۸؛ نیز ملاحظہ ہو: الاستيعاب في معرفة الأصحاب، رقم الترجمة ۴۱۵۶، ۴/۱۹۳۸)۔

دلیل:

امام مالکؒ نے عبداللہ بن ابی بکرؓ سے، اور انہوں نے اپنی پھوپھیؓ سے، اور انہوں نے زید بن ثابتؓ کی صاحبزادی سے روایت نقل کی کہ:

((أَنَّه بَلَغَهَا أَنَّ نِسَاءً كُنَّ يَدْعُونَ بِالْمَصَابِيحِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ يَنْظُرْنَ إِلَى الطُّهْرِ ، فَكَانَتْ تَعِيبُ ذَلِكَ عَلَيْهِنَّ ، وَتَقُولُ : "مَا كَانَ النَّسَاءُ يَصْنَعْنَ هَذَا."))^۱

”انہیں خبر پہنچی کہ کچھ عورتیں آدھی رات کو چراغوں کو طلب کرتی ہیں، تاکہ وہ دیکھیں کہ آیا وہ حیض سے پاک ہو چکی ہیں، اس پر وہ ان پر تنقید کرتیں، اور فرماتیں: ”عورتیں! ایسے تو نہ کیا کرتی تھیں۔“

قصے سے استفادہ باتیں:

① اسلام آسان دین ہے۔ اس میں بے جا مشقت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾^۲

[ترجمہ: ”اور تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔“]

نیز ارشاد فرمایا:

﴿يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾^۳

[ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے، اور وہ تمہارے لیے تنگی

^۱ ان کی پھوپھی کا نام عمرہ بنت حزم تھا۔ (ملاحظہ ہو: عمدة القاري ۳/۲۹۸)۔

^۲ الموطا، کتاب الطہارۃ، باب طہر الحائض، رقم الحدیث ۹۸، ۵۹/۱۔ امام بخاریؒ نے اس واقعہ کو تعلقاً ذکر کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح البخاری، کتاب الحيض، باب إقبال الحيض وإدباره، ۱/۴۲۰)۔

^۳ عورتوں سے مراد صحابیات ہیں۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباری ۱/۴۲۰)۔

^۴ سورة الحج / جزء من الآية ۷۸۔ سورة البقرة / جزء من الآية ۱۸۵۔

کو پسند نہیں کرتا۔“ [

اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو اس بات کا پابند نہیں کیا کہ وہ آدھی رات کو اٹھیں، اور دیکھیں کہ آیا وہ حیض سے پاک ہو چکی ہیں یا نہیں۔

علامہ عینیؒ نے ان کے نقد کا سبب بیان کرتے ہوئے تحریر کیا ہے:

((وَإِنَّمَا عَابَتْ عَلَيْهِنَّ لِأَنَّ ذَلِكَ يَفْتَضِي الْحَرَجَ ، وَهُوَ مَذْمُومٌ

، وَكَيْفَ لَا ، وَجَوْفُ اللَّيْلِ لَيْسَ إِلَّا وَقْتُ الْإِسْتِرَاحَةِ.))^۱

”انہوں نے عورتوں پر اس لیے نقد فرمایا کیونکہ ان کے طرز عمل میں مشقت

تھی اور (دین میں بے جا) مشقت قابل مذمت ہے، اور ایسے کیوں نہ ہو،

جب کہ آدھی رات کا وقت آرام کے لیے ہے (طہر کی جانچ پڑتال کے

لیے نہیں)۔“

❖ دینی امور کی سرانجام دہی میں بے جا مشقت قابل تعریف نہیں، بلکہ قابل نقد

و احتساب ہے۔ قابل تعریف طرز عمل تو حدود شریعت میں رہتے ہوئے دینی

کاموں کو سرانجام دینا ہے۔

❖ حضرت زید رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی نے اپنے احتساب کی تائید میں نبی کریم ﷺ

کے زمانہ مبارک کی عورتوں کے طرز عمل کو پیش کیا، کہ اگر نصف رات کو اٹھ کر طہر کی

جان پڑتال کرنا ضروری ہوتا، تو آنحضرت ﷺ کے بابرکت زمانے کی عورتیں

ایسے ضرور کرتیں۔



(۲)

طواف کی رکعتوں کو مکروہ وقت تک موخر کرنے پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا احتساب

نماز فجر کے بعد کچھ لوگوں نے طواف کیا۔ پھر وہ مجلس وعظ میں بیٹھ گئے۔ جب طلوع آفتاب کا وقت ہوا، تو طواف کی دو رکعتوں کو پڑھنا شروع کر دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے اس طرز عمل پر نقد فرمایا۔

دلیل:

امام بخاریؒ نے عروہ سے روایت نقل کی، اور انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ:
 ((اَنَّ نَاسًا طَافُوا بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ ، ثُمَّ قَعَدُوا إِلَى الْمَذْكَرِ حَتَّى إِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ قَامُوا يُصَلُّونَ ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا : ”قَعَدُوا حَتَّى إِذَا كَانَتْ السَّاعَةُ الَّتِي تُكْرَهُ فِيهَا الصَّلَاةُ ، قَامُوا يُصَلُّونَ.“))^۱

”یقیناً کچھ لوگوں نے نماز صبح کے بعد طواف کیا، پھر وعظ کرنے والے کے پاس بیٹھ گئے۔ جب طلوع آفتاب کا وقت ہوا، تو انہوں نے اٹھ کر نماز شروع کر دی۔ اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”[طواف کے بعد] بیٹھ رہے، اور جب وہ وقت آپہنچا، جس میں نماز ادا کرنا مکروہ ہے، تو اٹھ کر نماز شروع کر دی۔“

شاید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے احتساب کے پس منظر میں یہ بات تھی کہ نماز فجر کے بعد ان لوگوں کے لیے طواف کی دو رکعتیں ادا کرنے کی اجازت تھی، لیکن انہوں نے اس وقت تو ادا نہ کی، اور عین طلوع آفتاب کے مکروہ وقت میں ادا کرنا شروع

۱۔ صحیح البخاری، کتاب الحج، باب الطواف بعد الصبح والعصر، رقم الحدیث ۱۶۲۸

کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

تنبیہ:

آنحضرت ﷺ کے ارشاد گرامی کے مطابق رات اور دن کے کسی بھی وقت بیت اللہ کا طواف کرنا، اور اس کے بعد طواف کی دو رکعتیں ادا کرنا درست ہے۔ حضرات ائمہ احمد، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم رحمہ اللہ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یقیناً نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ ! لَا تَمْنَعُوا أَحَدًا طَافَ بِهَذَا الْبَيْتِ وَصَلَّى أَيْتَةَ سَاعَةٍ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ))۔^۱

۱۔ المسند ۸۰/۴ ؛ وسنن أبي داود (المطبوع مع عون المعبود) ، كتاب المناسك ، باب الطواف بعد العصر ، رقم الحديث ۱۸۹۱ ، ۲۴۲/۵ ؛ وجامع الترمذي (المطبوع مع تحفة الأحوذی) ، أبواب الحج ، باب ما جاء في الصلاة بعد العصر وبعد المغرب في الطواف لمن يطوف ، رقم الحديث ۸۷۹ ، ۵۱۴/۳ ؛ وسنن النسائي (المطبوع مع شرح السيوطي) ، كتاب مناسك الحج ، إباحة الطواف في كل الأوقات ، ۲۲۳/۵ ؛ وسنن ابن ماجه ، أبواب إقامة الصلاة ، باب ما جاء في الساعات التي تكره فيها الصلاة ، رقم الحديث ۱۲۴ ، ۲۲۷/۱ ؛ والإحسان في تقريب صحيح ابن حبان ، كتاب الطهارة ، فصل في الأوقات المنهي عنها ، ذكر الخبر الدال على أنَّ هذا الزجر أطلق بلفظة عام مرادها خاص ، رقم الحديث ۱۵۵۳ ، ۴۲۱/۴ ؛ والمستدرک علی الصحیحین ، كتاب المناسك ، ۴۴۸/۱ ؛ الفاظ حدیث جامع الترمذی کے ہیں۔ امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو [حسن صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: جامع الترمذی ۵۱۵/۳) ؛ حافظ المنذریؒ نے امام ترمذیؒ کی رائے سے اتفاق کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: مختصر سنن أبي داود ۳۸۲/۲) ؛ امام حاکمؒ نے اس حدیث کو [صحیح مسلم کی شرط پر صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المستدرک علی الصحیحین ۴۴۸/۱) ؛ اور حافظ ذہبیؒ نے ان سے موافقت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: التلخیص ۴۴۸/۱) ؛ شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن أبي داود ۳۵۴/۱) ؛ وصحیح سنن الترمذی ۲۵۹/۱ ؛ وصحیح سنن النسائي ۶۱۴/۲ ؛ وصحیح سنن ابن ماجه ۲۱۰/۱)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

”اے بنو عبد مناف! رات اور دن کی کسی بھی گھڑی میں کسی کو اس گھر کے طواف کرنے اور نماز پڑھنے سے نہ روکو۔“



(۳)

مسجد میں جنازہ لانے کو ناپسند کرنے پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا احتساب
حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فوت ہوئے، تو امہات المؤمنین رضی اللہ عنہم کی خواہش پر ان کا جنازہ مسجد میں لایا گیا، اور انہوں نے ان کی نماز جنازہ پڑھی۔ کچھ لوگوں نے اس پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کا احتساب کیا۔
دلیل:

امام مسلمؒ نے عباد بن عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی کہ:

((أَنَّهَا لَمَّا تُوَفِّي سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أُرْسِلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَمْرُؤًا بِجَنَازَتِهِ فِي الْمَسْجِدِ ، فَيُصَلِّينَ عَلَيْهِ . فَفَعَلُوا ، فَوَقَفَ بِهِ عَلَى حُجْرِهِنَّ ، يُصَلِّينَ عَلَيْهِ - أُخْرِجَ بِهِ مِنْ بَابِ الْجَنَائِزِ الَّذِي كَانَ إِلَى الْمَقَاعِدِ . فَبَلَغَهُنَّ أَنَّ النَّاسَ عَابُوا ذَلِكَ ، وَقَالُوا : ”مَا كَانَتْ الْجَنَائِزُ يُدْخَلُ بِهَا الْمَسْجِدُ“ .

فَبَلَغَ ذَلِكَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ، فَقَالَتْ : ”مَا أَسْرَعَ النَّاسَ إِلَى أَنْ يَعْيَبُوا مَا لَا عِلْمَ لَهُمْ بِهِ ! عَابُوا عَلَيْنَا أَنْ يَمْرََّ بِجَنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ ! وَمَا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى سُهَيْلِ بْنِ

يُضَاءُ إِلَّا فِي جَوْفِ الْمَسْجِدِ.))^۱

”یقیناً جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فوت ہوئے، تو نبی ﷺ کی بیویوں نے پیغام بھیجا کہ ان کا جنازہ مسجد میں سے گزارا جائے، تاکہ وہ ان کی نماز جنازہ پڑھ لیں۔

لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ اس [جنازے] کو ان کے حجروں کے سامنے رکھا گیا، اور انہوں نے ان کی نماز جنازہ پڑھ لی۔ [پھر] اس [جنازے] کو باب الجنائز کے راستے جو کہ مقاعد^۲ کے قریب تھا، باہر لے جایا گیا۔

انہیں [نبی کریم ﷺ کی بیویوں کو] اطلاع ملی کہ لوگوں نے اس پر تنقید کی ہے، اور کہا ہے کہ: ”جنازے تو مسجد میں داخل نہیں کیے جاتے تھے۔“ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس بارے میں علم ہوا، تو انہوں نے فرمایا: ”جس بات کا لوگوں کو علم نہیں، اس پر تنقید کرنے میں انہوں نے کتنی جلد بازی کی ہے! جنازے کے مسجد میں سے گزارنے پر انہوں نے ہم پر اعتراض کیا ہے، [حالانکہ] رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مسجد ہی کے اندر ادا کی تھی۔“

قصے سے استفاد باتیں:

① مسجد میں جنازے کا لانا، اور مسجد میں نماز جنازہ ادا کرنا نبی کریم ﷺ کی سنت سے ثابت ہے۔

② بعض لوگ لاعلمی کے باوجود سنت مطہرہ سے ثابت شدہ باتوں پر اعتراض کرتے

^۱ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب الصلاة على الجنازة في المسجد، رقم الحديث ۱۰۰ (۹۷۳)، ۶۶۸/۲۔

^۲ (المقاعد): مسجد نبوی کے پڑوس میں ایک مخصوص جگہ کا نام ہے، جہاں وضو وغیرہ کے لیے لوگ بیٹھتے تھے۔ (ملاحظہ ہو: هامش صحیح مسلم للشيخ محمد فؤاد عبد الباقي ۶۶۸/۲)۔

نیکي کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری

۱۷۴

ہیں۔ اہل علم کے ہاں ان کے اعتراضات کی قطعی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔

﴿ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے موقف میں مضبوط اور احتساب میں زور دار تھیں، اور ایسے کیوں نہ ہو، جب کہ ان کی تائید سنتِ مصطفیٰ ﷺ سے ہوتی تھی، اور اس کے بعد تو کسی کی تنقید ان کی نگاہ میں پرکاہ کی حیثیت بھی نہ رکھتی تھی۔



(۴)

جوان عورتوں کو عید گاہ جانے سے روکنے پر

ایک خاتون کا احتساب

بصرہ میں جوان عورتوں کو عید گاہ جانے سے روکا جاتا تھا۔ ایک صحابیہ وہاں تشریف لائیں، تو انہوں نے اس سلسلے میں نبی کریم ﷺ کے ارشاد کو بیان کر کے ایسا کرنے سے منع کیا۔

دلیل:

امام بخاریؒ نے حصہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ:

((كُنَّا نَمْنَعُ عَوَاتِقَنَا أَنْ يَخْرُجْنَ فِي الْعِيدَيْنِ ، فَقَدِمْتُ امْرَأَةً فَنَزَلَتْ قَصْرَ بَنِي خَلْفٍ ، فَحَدَّثَتْ عَنْ أُخْتِهَا . فَسَأَلْتُ أُخْتِي النَّبِيَّ ﷺ : ”أَعْلَى إِحْدَانَا بَأْسٌ إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ أَنْ لَا تَخْرُجَ ؟“

قَالَ : ”لِتَلْبِسُهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا وَلِتَشْهَدْ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ .“

فَلَمَّا قَدِمْتُ أُمُّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا سَأَلْتُهَا : ”أَسَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ ؟“

قَالَ : يَا بَيْ نَعَمْ وَكَانَتْ لَا تَذْكُرُهُ إِلَّا قَالَتْ : يَا بَيْ
سَمِعْتُهُ يَقُولُ : ”يَخْرُجُ الْعَوَاتِقُ وَذَوَاتُ الْخُدُورِ وَالْحَيْضُ ،
وَلَيْسَ هَذَيْنِ الْخَيْرَ وَدَعْوَةُ الْمُؤْمِنِينَ ، وَيَعْتَزِلُ الْحَيْضُ
الْمُصَلِّيَ .“

قَالَتْ حَفْصَةُ : فَقُلْتُ : ”الْحَيْضُ ؟“

فَقَالَتْ : ”أَلَيْسَ تَشْهَدُ عَرَفَةَ وَكَذَا وَكَذَا ؟“ (۱)

”عیدین کے موقع پر جوان عورتوں کے جانے سے ہم منع کیا کرتے تھے۔
ایک خاتون تشریف لائیں، اور قصر بنی خلف میں مہمان ٹھہریں۔ انہوں نے
اپنی بہن سے روایت نقل کی کہ ان کی بہن نے نبی ﷺ سے سوال کیا:
”اوڑھنی نہ ہونے کی وجہ سے اگر ہم سے کوئی [عید گاہ] نہ جائے، تو کیا اس
پر کوئی حرج ہے؟“

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”اس کی سہیلی اس کو اپنی جلاباب اوڑھادے۔“
جب ام عطیہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں، تو میں نے ان سے دریافت کیا: ”کیا
آپ نے [اس بارے میں] نبی ﷺ سے [کچھ] سنا؟“

انہوں نے جواب دیا: ”میرے باپ [ان پر] قربان ہو جائیں۔ اور وہ
جب بھی آپ ﷺ کا ذکر کرتیں، تو کہتیں: ”میرے باپ [ان پر]
قربان ہو جائیں۔“ میں نے انہیں فرماتے ہوئے سنا: ”جوان، پردہ نشین
اور حیض والی عورتوں کو [عید گاہ] لے جایا جائے، وہ خیر اور اہل ایمان کی دعا
میں شامل ہوں، اور حیض والی عورتیں نماز کی جگہ سے دور رہیں۔“

حفصہ نے بیان کیا کہ میں نے [ازراہ تعجب] کہا: ”حیض والی بھی [عورتیں]

۱۔ صحیح البخاری، کتاب الحيض، باب شهود الحائض العیدین ودعوة المسلمين ويعتزل
المصلى، رقم الحديث ۳۲۴، ۱/۴۲۳ باختصار.

عید گاہ جائیں؟“

اس پر انہوں [ام عطیہ رضی اللہ عنہا] نے کہا: ”کیا وہ عرفات اور فلاں فلاں جگہ نہیں جاتیں؟“

قصے سے مستفاد باتیں:

❖ عورتوں کے عید گاہ جانے، اور آتے جاتے ان کا پردے کا اہتمام کرنا، ان دونوں باتوں کی اہمیت اس قصے میں واضح ہے۔

❖ کسی بستی یا شہر میں رائج دستور و عادت کی سنت مصطفیٰ ﷺ سے ٹکراؤ کی صورت میں قطعاً کوئی حیثیت نہیں، اسی لیے مسلمان عورت نے بصرہ میں [جوان عورتوں کو عید گاہ جانے سے منع کرنے کی روش پر] نقد کیا۔

❖ مسلمان عورت نے اپنے احتساب کی تائید میں حدیث مصطفیٰ ﷺ کو پیش کیا۔ احتساب کی اصل قوت و طاقت تو قرآن و سنت یا ان دونوں میں سے ایک کی تائید ہی سے ہے۔

❖ حفصہ رضی اللہ عنہا نے مسلمان عورت کی بیان کردہ حدیث کی توثیق کے لیے حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے اس کے متعلق سوال کیا۔

❖ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کا کس قدر احترام کرتی تھیں۔ جب بھی آپ ﷺ کا ذکر کرتیں، تو ساتھ ہی کہتیں [میرے باپ (آپ ﷺ پر) قربان ہو جائیں] اے ہمارے اللہ! ہمیں بھی نبی کریم ﷺ کی صحیح معنوں میں عزت و تکریم کرنے کی توفیق نصیب فرما۔ إِنَّكَ سَمِيعٌ مُّجِيبٌ .



(۵)

عشاء کے بعد بے کار گفتگو پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا احتساب

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کچھ گھر والے عشاء کے بعد بے کار گفتگو میں بیٹھتے۔ وہ انہیں اس سے منع فرماتیں۔

دلیل:

امام مالکؒ نے روایت نقل کی ہے کہ:

((أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَتْ تُرْسِلُ إِلَى بَعْضِ أَهْلِهَا بَعْدَ الْعَمَةِ فَنَقُولُ: "أَلَا تُرِيحُونَ الْكِتَابَ؟"))^۱
 ”انہیں یہ بات پہنچی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر کے کچھ لوگوں کو پیغام بھیجا کرتی تھیں کہ: ”کیا تم [نامہ اعمال] لکھنے والے [فرشتوں] کو آرام نہیں کرنے دو گے؟“

قصے سے مستفاد باتیں:

◇ حضرت عائشہؓ کا یہ احتساب ان کی نبی کریم ﷺ کی کمال اتباع پر دلالت کناں ہے۔ انہوں نے اس بات کو ناپسند کیا جس کو آنحضرت ﷺ ناپسند فرمایا کرتے تھے۔

امام بخاریؒ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ:

((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَالْحَدِيثِ بَعْدَهَا.))^۲

۱۔ المؤطا، کتاب الکلام، باب ما یکره من الکلام بغیر ذکر اللہ، رقم الروایة ۹، ۲/۹۸۷۔
 ۲۔ صحیح البخاری، کتاب مواقیب الصلاة، باب ما یکره من النوم قبل العشاء، رقم الحديث ۴۹/۲، ۵۶۸۔

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری

[ترجمہ: ”یقیناً رسول اللہ ﷺ عشاء سے پہلے سونے، اور اس کے بعد گفتگو کو ناپسند فرماتے تھے۔“]

۲ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے احتساب میں ڈانٹ ڈپٹ کا اسلوب اختیار فرمایا۔ ان کا سوالیہ انداز انکار و توبیخ کے لیے ہے۔

۳ ان کے احتساب میں بے کار گفتگو کرنے والوں کے لیے تنبیہ ہے کہ ہوش کرو۔ جو بول رہے ہو، کراما کاتین اس کو تحریر کر رہے ہیں۔

مقام افسوس ہے کہ ہمارے درمیان یہ وبا بہت عام ہو چکی ہے رات کو دیر تک بے کار باتوں میں بیدار رہنا، اور دن کو کام اور طلب علم کے دوران جمائیاں لینا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اے اللہ المشتکی وھو المستعان۔



(۶)

حواء انصاریہ رضی اللہ عنہا کا سائل کو ضرور کچھ دینے کا حکم

حضرت عمرو بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک سائل آیا۔ ان کی دادی حضرت حواء رضی اللہ عنہا نے اہل خانہ کو حکم دیا کہ اس کو ضرور کچھ دیا جائے۔

دلیل:

امام احمدؒ نے حضرت عمرو بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں

اے (حواء): حافظ ابن عبد البرؒ نے ان کے متعلق تحریر کیا ہے: حواء بنت یزید بن السکن الانصاریہ، قبیلہ بنو عبد اللہ شہل سے ہیں، وہ مدینہ طیبہ کی رہنے والی اور عمرو بن معاذ الانصاری کی دادی ہیں رضی اللہ عنہا۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”سائل کو [کچھ دے کر] واپس کرو، خواہ وہ جلا ہوا کھر ہو“۔ اور ان سے یہ حدیث ان کے پوتے عمرو بن معاذ رضی اللہ عنہ نے روایت کی۔ (ملاحظہ ہو: الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب ۴/ ۱۸۱۳-۱۸۱۴)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نے بیان کیا:

((إِنَّ سَائِلًا وَقَفَ عَلَى بَابِهِمْ ، فَقَالَتْ لَهُ جَدَّتُهُ حَوَاءُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا :
”أَطْعِمُوهُ تَمْرًا.“

قَالُوا : ”لَيْسَ عِنْدَنَا.“

قَالَتْ : ”فَاسْقُوهُ سَوِيْقًا.“

قَالُوا : ”الْعَجَبُ لَكَ نَسْتَطِيعُ أَنْ نُطْعِمَهُ مَا لَيْسَ عِنْدَنَا.“

قَالَتْ : ”إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : ”لَا تَرُدُّوا
السَّائِلَ وَلَوْ بِظُلْفٍ مُحْرَقٍ.“))^۱

”ایک سائل ان کے دروازے پر آ کھڑا ہوا۔ ان کی دادی حواء (رضی اللہ عنہا) نے
اس کو کہا: ”اس کو ایک کھجور کھلاؤ۔“

انہوں [اہل خانہ] نے کہا: ”ہمارے پاس موجود نہیں ہے۔“

انہوں [ان کی دادی] نے کہا: ”تو اس کو ستوپلا دو۔“

انہوں نے کہا: ”آپ عجیب [بات کہہ رہی] ہیں۔ کیا ہم اس کو ایسی چیز کھلا
سکتے ہیں جو ہمارے پاس موجود ہی نہیں؟“

انہوں نے کہا کہ یقیناً میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

”سائل کو [خالی ہاتھ] واپس نہ کرو۔ اور کچھ میسر نہ ہو تو [گائے یا بکری

کے] پائے کا جلا ہوا نچلا حصہ ہی دے دو۔“

۱۔ المسند ۶/۴۳۵۔ اس حدیث کو امام نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور شیخ البانیؒ نے اس کو [صحیح] قرار

دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن النسائي، كتاب الزكاة، باب ردّ السائل، رقم الحديث

۲۴۰۵، ۵۴۱/۲-۵۴۲)۔ حضرات ائمہ ابوداؤد، الترمذی اور نسائی نے ام بجید رضی اللہ عنہا کے حوالے سے

بھی اسی معنی کی حدیث کو روایت کیا ہے، اور شیخ البانیؒ نے اس کو [صحیح] کہا ہے: (ملاحظہ ہو: صحیح سنن

أبي داود ۳۱۳/۱؛ وصحيح سنن الترمذي ۲۰۳/۱-۲۰۴؛ وصحيح سنن النسائي ۵۴۳/۲-۵۴۴)۔

قصے سے مستفاد باتیں:

- ۱ حضرت حواء رضی اللہ عنہا کا سائل کو کچھ نہ کچھ دینے کا جذبہ کس قدر شدید تھا۔
- ۲ حضرت حواء رضی اللہ عنہا نے اپنی بات کی تائید میں فرمان رسول کریم ﷺ کو پیش کیا۔



(۷)

مٹی کے مٹکوں میں نبیز بنانے کے متعلق کثرت سوال پر صفیہ رضی اللہ عنہا کا احتساب

کوفہ کی کچھ عورتیں ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں۔ اور مٹی کے مٹکوں میں نبیز تیار کرنے کے بارے میں کثرت سے سوالات کیے۔ اس پر انہوں نے ان پر نقد فرمایا۔

دلیل:

امام احمدؒ نے یعلی بن حکیمؒ سے روایت نقل کی ہے، اور انہوں نے صہیرہ بنت جیفؒ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ انہوں نے کہا:

((حَجَجْنَا ، ثُمَّ انْصَرَفْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ ، فَدَخَلْنَا عَلَى صَفِيَّةَ بِنْتِ حُجَيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ، فَوَافَقْنَا عِنْدَهَا نِسْوَةً مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ ، فَقُلْنَ لَهَا: "إِنْ شِئْتِ سَأَلْتِنَّ وَسَمِعْنَا ، وَإِنْ شِئْتِ سَأَلْنَا وَسَمِعْتِ". فَقُلْنَا: "سَلْنِ".

فَسَأَلْنَ عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ أَمْرِ الْمَرْأَةِ وَزَوْجِهَا ، وَمِنْ أَمْرِ

لہ المسند میں (لہا) ہے، لیکن مجمع الزوائد (۵/۵۹)، اور الفتح الربانی (۱۷/۱۱۷) میں (لنا) ہے۔ اور یہی واللہ تعالیٰ اعلم۔ صحیح معلوم ہوتا ہے۔

الْمَحِيضُ ، ثُمَّ سَأَلَنَ عَنْ نَبِيذِ الْحَجْرِ .
فَقَالَتْ : ” أَكْثَرْتُمْ يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ فِي نَبِيذِ الْحَجْرِ ، وَمَا عَلَى
إِحْدَاكُمْ أَنْ تَطْبُخَ تَمْرُهَا ، ثُمَّ تُدْلِكُهُ ، ثُمَّ تُصَفِّيهِ فَتَجْعَلُهُ فِي
سِقَائِهَا تُؤْكِيْ عَلَيْهِ ، فَإِذَا طَابَ شَرِبَتْ وَسَقَتْ زَوْجَهَا . “^۱
” ہم نے حج کیا، پھر ہم مدینہ چلی گئیں، [وہاں ہم] صفیہ بنت حبیبہؓ کی
خدمت میں حاضر ہوئیں، تو ان کے پاس کوفہ کی بھی کچھ عورتیں تھیں۔
انہوں نے ہم سے کہا: ”اگر پسند کرو، تو تم سوال کرو، اور ہم سنتی ہیں۔ اور
اگر چاہو، تو ہم سوال کرتی ہیں، اور آپ لوگ سنو۔“

ہم نے کہا: ”آپ لوگ سوال کیجیے۔“
انہوں نے عورت، اس کے شوہر، حیض اور دیگر کئی باتوں کے متعلق پوچھا۔
پھر انہوں نے مٹی کے مشکوں کی نبیذ کے بارے میں دریافت کیا۔
انہوں [صفیہؓ] نے فرمایا: ”اے اہل عراق! تم نے مٹی کے مشکوں کی نبیذ
کے بارے میں بہت سوالات کیے ہیں۔ اگر تم میں سے کوئی اپنی کھجوروں کو
پکائے، پھر انہیں اچھی طرح مل لے، پھر صاف کر کے چڑے کے مشکیزے
میں ڈال کر اس کے منہ کو اوپر سے باندھ دے، اور جب [نبیذ] تیار ہو جائے،
تو خود پیے، اور اپنے شوہر کو پلائے، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔“

ایک دوسری روایت میں ہے: ”انہوں نے کہا: ”رسول اللہ ﷺ نے مٹی
کے مشکوں کی نبیذ کو حرام قرار دیا ہے۔“

۱۔ المرجع السابق ۳۳۷/۶۔ حافظ ہاشمیؒ نے اس حدیث کے بارے میں تحریر کیا ہے کہ حضرات ائمہ احمد،
الطبرانی اور ابویعلیٰ نے اس کو روایت کیا ہے، اور میرے علم کے مطابق صحیحہ سے یحییٰ بن حکیم کے سوا کسی
اور نے روایت نقل نہیں کی ہے، اور اس کے باقی روایت کرنے والے [اصح] کے روایت کرنے والے
ہیں۔ (ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد ۵/۵۹)۔

قصے سے مستفاد باتیں:

- ① ممنوعہ کاموں اور چیزوں کا سبب بننے والی باتوں اور چیزوں کو بھی شریعت اسلامیہ میں حرام قرار دیا جاتا ہے، تاکہ لوگ حرام کردہ باتوں اور چیزوں سے آسانی سے بچ سکیں۔ مٹی کے مشکوں میں نبیذ تیار کرنے کی صورت میں نشہ پیدا ہونے کے زیادہ امکانات کے پیش نظر ان میں نبیذ کا تیار کرنا حرام کر دیا گیا ہے۔
- ② ممنوعہ چیزوں کے بارے میں کثرت سوال ناپسندیدہ ہے، اسی لیے ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے مٹی کے مشکوں میں نبیذ کے متعلق کثرت سوال پر نقد فرمایا۔
- ③ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے مٹی کے مشکوں میں نبیذ تیار کرنے کی حرمت بیان کرنے پر اکتفا نہ کیا، بلکہ اس کے ساتھ جائز متبادل طریقہ کار کی طرف رہنمائی فرمائی۔ دعوت و احتساب میں اس بات کی اہمیت و ضرورت بہت زیادہ ہے۔
- ④ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے مٹی کے مشکوں میں نبیذ تیار کرنے کی حرمت کے متعلق اپنے احتساب کی تائید میں سنت مصطفیٰ ﷺ پیش کی، اور بلا شک و شبہ حلت و حرمت کے سلسلے میں حرف آخر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم ﷺ کا فرمان و بیان ہی ہے۔



(۸)

عائشہ رضی اللہ عنہا کا ازواج مطہرات کے طلب میراث کے ارادے پر احتساب

نبی کریم ﷺ کی رحلت کے بعد آپ کی بعض بیویوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کی میراث میں سے اپنے حصے طلب کرنے کے لیے حضرت صدیق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجنے کا ارادہ کیا۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کا احتساب کیا۔

دلیل:

امام مسلمؒ نے عروہؒ سے روایت نقل کی ہے، اور انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

((إِنَّ أَرْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ تُؤْفَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَرَدْنَ أَنْ يَبْعَثَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، فَيَسْأَلَنَّهُ مِيرَاثَهُنَّ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ .

قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا لَهُنَّ : أَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ”لَا نُورِثُ ، مَا تَرَكَنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ.“))^۱

”جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو نبی کریم ﷺ کی بیویوں نے عثمان بن عفان کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجنے کا ارادہ کیا، تاکہ وہ نبی کریم ﷺ کے ترکہ میں سے اپنی میراث طلب کریں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا: ”کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں تھا: ”ہم وارث نہیں بناتے، جو ہم نے چھوڑا وہ صدقہ ہے۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

۱ ﴿ اِمْهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ مَعْصُومٍ عَنِ الْخَطَايَا ، اِنْ سَ غَلَطِيْ هُوَ سَكْتِيْ هِيَ ۔

۲ ﴿ اِمْهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ قَابِلِ عِزَّتٍ وَاحْتِرَامٍ هِيَ ، لِيَكُنْ غَلَطِيْ فِيْ صَوْرَتِيْ فِيْ اِنْ كَامِقَامٍ وَمَرْتَبَةٍ اِنْ كَامِحْسَابِ رَاہِ فِيْ رَكَوْثِ نَحِيْ ۔

۳ ﴿ حَضْرَتِ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فِيْ اِنْ كَامِحْسَابِ كِيْ اِسَاسِ فَرَامَانِ نَبِيْ كَرِيْمٍ ﷺ پَر رَكْهِی ،

۱ صحیح مسلم ، کتاب الجہاد والسير ، باب قول النبی ﷺ : ”لَا نُورِثُ ، مَا تَرَكَنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ“۔ رقم الحدیث ۵۱ (۱۷۵۸) ، ۳ / ۱۳۷۹۔ اسی حدیث کو امام احمدؒ نے بھی روایت کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المسند ۶ / ۲۶۲ - ط : المکتب الاسلامی)۔

نگلی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری
اور یہ اساس انتہائی قوی، مضبوط اور ٹھوس ہے۔



(۹)

صحابہ کو گالی دینے پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا احتساب

کچھ لوگوں نے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالی دی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کا احتساب کرتے ہوئے، اس حرکت کی سنگینی اور قباحت کو بیان فرمایا۔

دلیل:

امام مسلمؒ نے عروہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے کہا:

((يَا ابْنَ أُخْتِي ! أُمِرُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِأَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ ، فَسَبُّهُمْ.))^۱

”اے میرے بھانجے! انہیں نبی ﷺ کے ساتھیوں کے لیے دعائے مغفرت کا حکم دیا گیا، [لیکن] انہوں نے انہیں گالی دی۔“

قاضی عیاضؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس فرمان کے پس منظر کے بارے میں تحریر کیا ہے:

((الظَّاهِرُ أَنَّهَا قَالَتْ هَذَا عِنْدَ مَا سَمِعَتْ أَهْلَ مِصْرَ يَقُولُونَ فِي عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا قَالُوا ، وَأَهْلَ الشَّامِ فِي عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا قَالُوا ، وَالْحُرُورِيَّةُ فِي الْجَمِيعِ مَا قَالُوهُ.))^۲

”معلوم ہوتا ہے کہ اہل مصر کی عثمان رضی اللہ عنہ، اہل شام کی علی رضی اللہ عنہ اور خوارج

^۱ صحیح مسلم، کتاب التفسیر، رقم الحدیث ۱۵ (۳۰۲۲)، ۴/۲۳۱۷۔

^۲ منقول از شرح النووي ۱۸/۱۵۸۔

کی سب صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں گفتگو سن کر انہوں نے یہ بات فرمائی۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

﴿۱﴾ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اہل ایمان کو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے دعائے مغفرت کا حکم دیا گیا ہے۔ شاید ان کا اشارہ درج ذیل آیت کریمہ کی طرف تھا۔

﴿وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا
الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ﴾ ۱۷

[ترجمہ: ”اور جو ان [مہاجرین و انصار] کے بعد آئے، وہ کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں معاف فرما اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں۔“]

﴿۲﴾ حضرات صحابہ کو برا بھلا کہنے سے نبی کریم ﷺ نے متعدد احادیث میں منع فرمایا ہے۔ انہی میں سے ایک حدیث وہ ہے جس کو امام مسلمؒ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي ، لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي ، فَوَالَّذِي نَفْسِي
بِيَدِهِ ! لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا أَدْرَكَ مُدًّا
أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ)) ۱۸

”تم میرے صحابہ کو گالی نہ دو، تم میرے صحابہ کو گالی نہ دو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے، تو تب بھی وہ ان کے [راہ اللہ میں خرچ کیے ہوئے] مد

۱۷ سورة الحشر / جزء من الآية ۱۰.

۱۸ اس بارے میں مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: راقم السطور کی کتاب: ”من تصلي عليهم الملائكة ومن

تلعنهم“ ص ۶۱-۶۴.

بلکہ آدھے مد [کے اجر و ثواب] کو نہ پاسکے گا۔“

﴿۳﴾ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھانجے کو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق لوگوں کے طرز عمل کی غلطی پر متنبہ کرنے اور اس بارے میں صحیح موقف سے آگاہ کرنے کا اہتمام کیا۔ اے ہمارے رب! ہمارے زمانے کی خالائوں کو بھی اپنے بھانجے بھانجیوں کو ایسی باتوں سے آگاہ کرنے کا فکر عطا فرما۔ إِنَّكَ سَمِيعٌ مُجِيبٌ .



(۱۰)

عائشہ رضی اللہ عنہا کا عثمان رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنے والوں کا احتساب ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خبر ملی کہ کچھ لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق نامناسب گفتگو کی ہے۔ اس پر انہوں نے ان پر شدید تنقید کی، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شان و عظمت کو بیان فرمایا۔

دلیل:

امام احمدؒ نے عمر بن ابراہیم یشکریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے اپنی والدہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ ان کی ماں حج کے لیے گئیں، اور تب بیت اللہ کے دو دروازے تھے۔ انہوں نے بتلایا:

((فَلَمَّا قَضَيْتُ طَوَافِي دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ:

قُلْتُ: ”يَا أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ! إِنَّ بَعْضَ بَنِيكَ بَعَثَكَ يَقْرَأُكَ السَّلَامَ

، وَأَنَّ النَّاسَ قَدْ أَكْثَرُوا فِي عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَمَا تَقُولِينَ فِيهِ؟“

قَالَتْ: ”لَعَنَ اللَّهُ مَنْ لَعَنَهُ.“

اے یعنی عمر بن ابراہیم یشکریؒ کی نانی نے۔

لَا أَحْسِبُهَا إِلَّا قَالَتْ ثَلَاثَ مِرَارٍ.

”لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ مُسْنِدٌ فَحَذَّهِ إِلَى عُثْمَانَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَإِنِّي لَأَمْسَحُ الْعَرَقَ عَنْ جَبِينِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَأَنَّ
الْوَحْيَ يَنْزِلُ عَلَيْهِ، وَلَقَدْ زَوَّجَ ابْنَتِيهِ إِحْدَاهُم عَلَى إِثْرِ الْأُخْرَى
، وَأَنَّهُ يَقُولُ: ”أُكْتُبُ عُثْمَانُ.“

[وَفِي لَفْظٍ: أُكْتُبُ يَا عُثَيْمُ].

قَالَتْ: ”مَا كَانَ اللَّهُ لِيُنْزِلَ عَبْدًا مِنْ نَبِيِّهِ بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ إِلَّا
عَبْدًا عَلَيْهِ كَرِيمًا.“

”جب میں طواف کر چکی تو عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئی، اور عرض کی:
”اے مومنوں کی ماں! یقیناً آپ کے بعض بیٹوں نے آپ کو سلام عرض کیا
ہے، اور یہ پیغام دیا ہے کہ لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق [بہت
نامناسب] گفتگو کی ہے [نیز دریافت کیا ہے کہ] آپ کی اس بارے میں
کیا رائے ہے؟“

انہوں نے فرمایا: ”جو ان پر لعنت کرے، اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے۔“

”میرے خیال کے مطابق انہوں نے [یہی بات] تین مرتبہ دہرائی۔“

”یقیناً میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی ران عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ لگائے
دیکھا، میں آپ کی پیشانی سے پسینہ پونچھ رہی تھی، اور آپ پر وحی

۱۔ الفتح الربانی فی ترتیب مسند الإمام أحمد بن حنبل، کتاب الإمارة والخلافة، الباب
الثانی فی مناقبہ ﷺ، الفصل الأول فیما ورد فی فضله، ۲۳/۹۵ - ۹۶. حافظ ثنمیؒ نے
اس روایت کے متعلق تحریر کیا ہے کہ: ”احمد اور طبرانیؒ نے اس کو ام کلثوم سے روایت کیا ہے۔“ اور ام کلثومؓ
کے متعلق تحریر کیا ہے کہ میں ان کو نہیں جانتا، اور طبرانی کے بقیہ روایت کرنے والے ثقہ ہیں۔ (ملاحظہ ہو:
مجمع الزوائد منبع الفوائد ۸۶/۹-۸۷)۔

نازل ہو رہی تھی۔ بلا شک و شبہ آپ ﷺ نے اپنی دو صاحبزادیوں کی یکے بعد دیگرے ان کے ساتھ شادی کی، اور یقیناً آپ نے فرمایا: ”اے عثمان! لکھو۔“

[ایک روایت میں ہے: ”اے عثیم! تحریر کرو] انہوں نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کے ہاں یہ مقام کسی ایسے شخص کو ہی عطا فرماتے ہیں، جو اس کے ہاں باعزت ہو۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

◇ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شان و عظمت، اور ان کے بارے میں نامناسب گفتگو کرنے والوں کی غلطی کے متعلق نبی کریم ﷺ نے امت کو پہلے ہی سے آگاہ فرمادیا۔ امام ترمذیؒ نے ابوالاشعث صنعانیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ شام میں خطباء کھڑے ہوئے [انہوں نے تقریریں کیں]، ان میں نبی ﷺ کے صحابہ بھی تھے۔ سب سے آخر میں ایک شخص کھڑے ہوئے، جنہیں مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ کہا جاتا تھا۔ انہوں نے بیان کیا:

((لَوْلَا حَدِيثُ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا قُمْتُ. وَذَكَرَ الْفِتْنَةَ فَقَرَّبَهَا.))

فَمَرَّ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ فِي ثَوْبٍ ، فَقَالَ : ”هَذَا يَوْمٌ مِثْلُ عَلَى الْهُدَى .“
فَقُمْتُ إِلَيْهِ ، فَإِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ (رضي الله عنه) فَأَقْبَلْتُ عَلَيْهِ لَوَجْهِهِ ، فَقُلْتُ : ”هَذَا؟“
قَالَ : ”نَعَمْ.“))

۱۔ عثیم : آنحضرت ﷺ نے پیارے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو [عثیم] کہہ کر پکارا۔

۲۔ صحیح سنن الترمذی، مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، باب، رقم الحدیث ۲۹۲۲-۳۹۷۰، ۲۱۰/۳۔ شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔

”اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث سنی نہ ہوتی تو [تقریر کے لیے] کھڑا نہ ہوتا۔ آپ ﷺ نے فتنوں کا ذکر فرمایا، اور انہیں بہت قریب کیا۔ [یعنی بتلایا کہ وہ جلد نمودار ہونے والے ہیں]۔

[اسی وقت] ایک شخص کپڑے میں [اپنے منہ کو] چھپائے ہوئے گزرا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ اس دن ہدایت پر ہوگا۔“ میں اس شخص کی طرف اٹھا، تو وہ عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) تھے میں نے ان کا چہرہ آنحضرت ﷺ کی طرف کر کے پوچھا: ”یہ؟“

آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں۔“

۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شان و عظمت پر استدلال آنحضرت ﷺ کے ان کے ساتھ طرز عمل سے کیا۔ اور حقیقی قدرت و منزلت تو انہی کی ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم ﷺ کے ہاں مقام و مرتبے والے ہوں۔

۳: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر لعنت کرنے والوں پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے لعنت کی۔ بلا شک و شبہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہنے والے لعنت ہی کے مستحق ہیں۔ خود رحمت دو عالم ﷺ نے ایسے لوگوں پر لعنت کی ہے۔ امام طبرانیؒ نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ سَبَّ أَصْحَابِيْ فَقَلْبُهُ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةُ وَالنَّاسُ أَجْمَعِينَ .)) ۱۷

۱۷ المعجم الكبير، رقم الحديث ۱۲۷۰۹، ۱۲/۱۱۰-۱۱۱. شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح الجامع الصغیر و زیادہ، رقم الحديث ۶۱۶۱، ۵/۲۹۹؛ و سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ، رقم الحديث ۲۳۴۰، ۵/۴۴۷)۔

”جس نے میرے صحابہ [رضی اللہ عنہم] کو گالی دی اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔“

اے ہمارے رب! ہمیں ایسے بدنصیب لوگوں میں شامل نہ فرمانا۔ آمین یا رب العالمین۔



(۱۱)

علی رضی اللہ عنہ کو گالی دینے سے نہ روکنے پر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا احتساب کچھ لوگوں کے روبرو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالی دی گئی، اور انہوں نے اس سے منع نہ کیا۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اس بات کی اطلاع ہوئی، تو انہوں نے خاموشی اختیار کرنے والوں پر شدید تنقید کی۔

دلیل:

امام احمدؒ نے ابی عبد اللہ جدلیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ:

((دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَتْ لِي: "أَيُسَبُّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِيكُمْ؟" فَقُلْتُ: "مَعَاذَ اللَّهِ" أَوْ "سُبْحَانَ اللَّهِ" أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا. قَالَتْ: "سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِي."))

۱۔ المسند ۳۲۳/۶۔ حافظ بیہقیؒ نے اس کے متعلق لکھا ہے کہ ابو عبد اللہ الجدلیؒ کے سوا اس کے روایت کرنے والے [صحیح] کے راویوں میں سے ہیں، اور وہ بھی ثقہ ہیں۔ (ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد ۱۳۰/۹)۔

امام حاکم نے اس روایت کی سند کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفة الصحابة ۱۲۱/۳؛ اور حافظ ذہبیؒ نے ان کے ساتھ موافقت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: التلخیص ۲۱۲۱/۳)۔

”میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حاضر ہوا، تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: ”کیا

تمہارے روبرو رسول اللہ ﷺ کو گالی دی جاتی ہے؟“

میں نے کہا: ”معاذ اللہ“ یا ”سبحان اللہ“ یا اس طرح کا کوئی اور جملہ کہا۔

انہوں نے کہا: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جس

نے علی (رضی اللہ عنہ) کو گالی دی، یقیناً اس نے مجھے گالی دی۔“

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ابو عبد اللہ جدلی نے بیان کیا کہ میں نے عرض کی:

((اَنْیَیْسَبُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ؟))

”رسول اللہ ﷺ کو کیسے گالی دی جاتی ہے؟“

انہوں نے فرمایا:

((اَلِیْسَ یُسَبُّ عَلَیْ رَسُوْلِهِ ﷺ وَمَنْ یُحِبُّهُ ، وَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

ﷺ یُحِبُّهُ))۔^۱

”کیا علی (رضی اللہ عنہ) اور ان سے محبت کرنے والے کو گالی نہیں دی گئی؟ اور

بلا شک و شبہ رسول اللہ ﷺ ان سے محبت کرتے تھے۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

﴿۱﴾ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی قدر و منزلت اور مقام و مرتبہ کس قدر بلند و بالا

تھا۔

۱۔ ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، باب منہ

جامع فیمن یحبہ ومن یبغضہ، ۹/۱۳۰، حافظ بیہمیؒ نے اس روایت کے متعلق تحریر کیا ہے کہ طبرانی

نے تینوں [معاجم] میں، اور ابویعلیٰ نے اس کو روایت کیا ہے۔ اور ابو عبد اللہ الحجدلی کے سوا طبرانی کے راوی

[صحیح] کے راویوں میں سے ہیں، اور ابو عبد اللہ الحجدلی بھی ثقہ ہے۔ طبرانی نے اسی معنی کی ایک اور روایت

ایک دوسری سند کے ساتھ بھی اس کے بعد روایت کی ہے، اور اس کے سارے روایت کرنے والے اشخاص

ثقات ہیں۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۹/۱۳۰)۔

﴿۲﴾ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی رائے میں کسی مسلمان کے لیے یہ روا نہیں کہ اس کے رو برو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالی دی جائے، اور وہ خاموش تماشا شائی بنا بیٹھا رہے، بلکہ اس کو چاہیے کہ ایسا کرنے سے منع کرے۔

﴿۳﴾ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالی دیئے جانے پر سکوت اختیار کرنے کی غلطی کی سنگینی کے پیش نظر، احتساب میں سختی اور درشتی کا اسلوب اختیار کیا۔

﴿۴﴾ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے احتساب کی تائید آنحضرت ﷺ کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمائے ہوئے ارشاد گرامی سے کی۔



(۱۲)

علی رضی اللہ عنہ کو وصی رسول ﷺ کہنے پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا احتساب

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رو برو ذکر کیا گیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ کے وصی علیہ تھے۔ انہوں نے اس باطل عقیدے کی دلیل و برہان کے ساتھ تردید کی۔

دلیل:

امام مسلمؒ نے اسود بن یزیدؒ سے روایت نقل کی کہ انہوں نے بیان کیا:
 ((ذَكَرُوا عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ وَصِيًّا ،
 فَقَالَتْ : ”مَتَى أَوْصَى إِلَيْهِ؟“

فَقَدْ كُنْتُ مُسْنِدَتَهُ إِلَى صَدْرِي [أَوْ قَالَتْ : حَجَرِي] ،

۱۔ (وصی): اَلْمَوْصِي وَالْمَوْصَى . (ملاحظہ ہو: القاموس المحيط ، مادة ”وصی“ ۴/ ۴۰۳) .
 اس جگہ اس سے مراد ہے ”وصیت کیا جانے والا“۔ اور شیعہ حضرات نے اس کو اپنے باطل عقائد میں سے ایک عقیدہ بنالیا ہے۔ (اس کی مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو کتاب: ”الشعبة والسنة“ للشیخ إحسان الہی ظہیر رحمہ اللہ من ص ۵۷ - إلى ص ۶۰) .

فَدَعَا بِطُسْتٍ. فَلَقَدْ اِنْخَنَتْ فِي حَجْرِي ، وَمَا شَعَرْتُ اَنَّهُ مَاتَ. فَمَتَى اَوْصَى اِلَيْهِ؟) ۱۷

” (بعض لوگوں نے) عائشہ رضی اللہ عنہا کے روبرو ذکر کیا کہ علی رضی اللہ عنہ [وصی] تھے۔ اس پر انہوں نے فرمایا: ”آپ ﷺ نے کب انہیں وصیت کی [یعنی وصی بنایا]؟“

یقیناً میں نے آنحضرت ﷺ کو اپنے سینے کے ساتھ [یا انہوں نے کہا: گود کے ساتھ] لگا رکھا تھا، تو آپ نے تھالی طلب فرمائی۔ آپ ﷺ میری گود میں گرے، اور مجھے بھی پتہ نہ چل سکا کہ آپ انتقال فرما گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے کب انہیں وصیت کی؟“

قصے سے مستفاد باتیں:

① حضرت علی رضی اللہ عنہ کے رسول کریم ﷺ کے [وصی] ہونے کا عقیدہ بے اصل اور بلا دلیل ہے۔

۲: دین کے متعلق کوئی بات کہنے والے سے اس کی دلیل طلب کی جائے گی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وصی ہونے کے عقیدے کی دلیل طلب کی۔

۳: ام المومنین حضرت عائشہ کے احتساب میں کس قدر زور اور قوت تھی۔ اور ایسے کیوں نہ ہو، وہ تو آنحضرت ﷺ کے احوال و اقوال و اعمال سے خوب آگاہ تھیں۔ رضی اللہ عنہا وارضاهما.



۱۔ صحیح مسلم ، کتاب الوصیة ، باب ترك الوصیة لمن ليس له شيء یوصی فیہ ، رقم الحدیث ۱۹ (۱۶۳۶)، ۱۲۵۷/۳.

(۱۳)

اہل عراق کی حسین رضی اللہ عنہ سے بے وفائی پر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی تنقید
اہل کوفہ نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو مکاتیب ارسال کیے، جن میں ان کے
لیے اپنی محبت، اخلاص اور وفاداری کا اظہار کرتے ہوئے انہیں کوفہ آنے کی دعوت دی۔
حضرت حسین رضی اللہ عنہما ان کی باتوں کا یقین کرتے ہوئے ان کی طرف روانہ ہوئے،
لیکن ان کی وہاں تشریف آوری سے پیشتر یزید کی طرف سے والی عراق کی حیثیت سے
عبید اللہ بن زیاد پہنچ چکا تھا۔ اہل کوفہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی بجائے عبید اللہ بن زیاد کے
ساتھی بن گئے۔ عبید اللہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے درمیان معرکہء کارزار ہوا، جس
میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش کیا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اس صورت حال کی خبر ملی، تو انہوں نے اہل کوفہ کی بے
وفائی کی بنا پر ان پر لعنت کی۔

دلیل:

امام طبرانیؒ نے شہر بن حوشبؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ:
((سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حِينَ جَاءَ نَعْيُ الْحُسَيْنِ بْنِ
عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَعْنَتْ أَهْلَ الْعِرَاقِ، وَقَالَتْ: "قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللَّهُ"
عَزَّ وَجَلَّ، عَرَّوْهُ وَذَلُّوهُ، لَعْنَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى.))^۱
”جب حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آئی، تو میں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو
اہل عراق پر لعنت کرتے ہوئے سنا، انہوں نے فرمایا: ”انہوں نے ان کو قتل

۱۔ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب المناقب، باب مناقب الحسين بن علي رضي الله عنهما،
۱۹۴/۹۔ حافظ بیہقی نے اس کے روایت کرنے والوں کو [ثقہ] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع
السابق ۱۹۴/۹)۔

کر دیا، اللہ عزوجل انہیں قتل کرے، انہوں نے انہیں دھوکا دیا اور پھسلایا،
اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

- ۱) اہل کوفہ کس قدر بے وفا اور غدار تھے۔
- ۲) مسلمانوں کے ساتھ غداری کر کے ان کو قتل کروانے کے لیے بددعا کرنا، اور اس پر لعنت کرنا صحیح اور درست ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اہل کوفہ کے اسی قسم کے طرز عمل کی بنا پر ان کے لیے بددعا کی، اور ان پر لعنت بھی کی۔



(۱۴)

معرکہ یرموک میں بھاگنے والوں کو مسلمان عورتوں کا ڈانٹنا
معرکہ یرموک میں رومیوں کے حملے کی شدت کے وقت بعض مسلمانوں نے
پسپائی اختیار کی۔ اس پر مسلمان خواتین نے انہیں ڈانٹا، اور معرکہ کارزار میں واپس پلٹنے
کی تلقین کی۔

دلیل:

حافظ ابن کثیرؒ نے اس بارے میں تحریر کیا ہے:

((وَكُنَّ الْمُسْلِمَاتِ يَضْرِبْنَ مِنْ اَنْهَزَمَ مِنَ
الْمُسْلِمِينَ ، وَيَقُلْنَ : ”اَيْنَ تَذْهَبُونَ وَتَدْعُونَا لِلْعُلُوجِ ؟“ فَاِذَا
رَجَرْنَهُمْ لَا يَمْلِكُ أَحَدٌ نَفْسَهُ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى الْقِتَالِ)) ۱۷

”اور وہ (یعنی مسلمان خواتین) پسپائی اختیار کرنے والے مسلمانوں کو

ماریں، اور کہتیں: ”ہمیں عجمی کافروں کے ہاتھوں میں چھوڑ کر تم کہاں جا رہے ہو؟“

ان کے ڈانٹنے کے بعد کسی کے لیے میدان کارزاری کی طرف پلٹے بغیر چارہ کار نہ رہتا۔“

علاوہ ابو محمد کوئی نے اس واقعے کو قدرے تفصیل سے لکھا ہے۔ اس بارے میں انہوں نے یہ بھی تحریر کیا ہے:

((قَالَتْ سَعْدَاءُ بِنْتُ عَاصِمٍ الْخَوْلَانِيَّةُ : ”كُنْتُ مَعَ النِّسَاءِ يَوْمَئِذٍ عَلَى التَّلِّ. فَلَمَّا انْكَسَرَتِ الْمَيْمَنَةُ صَاحَتْ بِنَا لِبْنِي بِنْتُ جَرِيرٍ الْحِمَيْرِيَّةُ : ”يَا بَنَاتُ الْعَرَبِيَّاتِ ذُونُكُنَّ وَالرِّجَالُ. فَاحْمِلْنَ أَوْلَادَكُمْ عَلَى أُيْدِيكُمْ.“

فَاقْبَلَتِ النِّسَاءُ يَرْمِينَ الدَّوَابَّ بِالْحِجَارَةِ. وَجَعَلَتْ ابْنَةُ الْعَاصِ بْنِ مُنَبِّهٍ تُنَادِي : ”فَبَّحَ اللَّهُ وَجْهَ رَجُلٍ يَفِرُّ عَنْ خَلِيلَتِهِ.“

وَجَعَلَتِ النِّسَاءُ يَقْلَنَ لِبَعُولَتِهِنَّ : ”لَسْتُمْ بِنَا يَبْعُولُ إِنْ لَمْ تَمْنَعُوا عَنَّا الْأَعْلَاجَ.“

وَاسْتَقْبَلْتُ [هَذِهِ بِنْتُ عُتْبَةَ] خَيْلَ مَيْمَنَةِ الْمُسْلِمِينَ ، فَرَأَتْهُمْ مُنْهَزِمِينَ ، فَصَاحَتْ بِهِمْ : ”إِلَى أَيْنَ تَفِرُّونَ مِنَ اللَّهِ وَجَنَّتِهِ ، وَهُوَ مُطَّلِعٌ عَلَيْكُمْ؟“

وَنَظَرْتُ إِلَى أَبِي سُفْيَانَ ، وَهُوَ مُنْهَزِمٌ ، فَضَرَبْتُ وَجْهَ حِصَانِهِ بِعُمُودِهَا ، وَقَالَتْ : ”أَيْنَ يَا ابْنَ صَخْرٍ ! ارْجِعْ إِلَى الْقِتَالِ ، وَابْذُلْ مَهْجَتَكَ حَتَّى يَمَحُصَ اللَّهُ عَنْكَ مَا سَلَفَ

مَنْ تَحَرَّيْضُكَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ))۔
سعداء بنت عاصم خولانیؓ نے بیان کیا کہ: ”اس روز میں عورتوں کے ساتھ
ٹیلے پر تھی۔ جب [لشکر اسلامی کا] دائیں حصہ پسپا ہوا، تو لبنی بنت جریر
حمیرہ نے ہمیں چیخ کر کہا: ”اے عرب عورتو! آدمیوں کے سامنے اٹھ
کھڑی ہو جاؤ، اور اپنے بچوں کو اپنے ہاتھوں میں اٹھا لو۔“
عورتوں نے [بھاگنے والے مسلمانوں کو لے جانے والے] جانوروں کو پتھر
مارے۔

عاص بن منبہ کی بیٹی نے باواز بلند کہنا شروع کیا: ”اللہ تعالیٰ اس آدمی کو
ذلیل و خوار کر دے جو اپنی بیوی کو چھوڑ کر راہ فرار اختیار کرے۔“
دوسری عورتوں نے بھی اپنی شوہروں سے کہنا شروع کیا: ”اگر تم عجمی
کافروں سے ہماری حفاظت نہ کرو، تو تم ہمارے خاوند ہی نہیں۔“
ہند بنت عتبہ (رضی اللہ عنہا) نے [اسلامی لشکر کے] دائیں حصے کے گھوڑ سواروں کو
دیکھا کہ وہ پسپا ہو رہے ہیں، تو انہیں چیخ کر کہا: ”اللہ تعالیٰ اور اس کی جنت
سے بھاگ کر کہاں جا رہے ہو، اور وہ تمہارے [حالات] سے آگاہ ہے؟
اور انہوں نے ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا کہ وہ [بھی] پسپا ہو رہے ہیں، تو
انہوں نے ان کے گھوڑے کو اپنی چھڑی ماری، اور کہا: ”اے ابن صحر!
کہاں جا رہے ہو؟“ لڑائی کی طرف پلٹو، اور اپنے خون کو نثار کرو، تاکہ اللہ
تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کے خلاف کی ہوئی تمہاری شرارتوں سے تجھے پاک
کر دے۔“

قصے پر تعلیق:

اللہ اکبر! مسلمان خواتین کتنے صبر و استقلال اور جذبہ ایمان والی تھیں! رومیوں کی

شدت یلغار کے وقت نہ چیخ و پکار، اور نہ ہی رونا پیٹنا، نہ گھبراہٹ اور پریشانی، اور نہ ہی راہ فرار اختیار کرنے کی خواہش، بلکہ بھاگنے والے مسلمان مردوں کی ساریوں کو پتھر مار مار کر میدان کارزار کی طرف واپس پلٹانے کی سعی و کوشش، اور مسلمان مردوں کو راہ حق میں جانیں نثار کرنے کی پرزور اور شدید تلقین۔ محمد ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کے رب کی قسم! جس امت کی عورتیں ایسے جذبہ ایمانی والی ہوں وہ مولائے قادر و مقتدر کے فضل و کرم سے دنیا میں ذلیل و رسوا نہیں ہو سکتی۔ اے ہمارے رب قدر! ہماری عورتوں کو ان پاک باز عورتوں کے نقش قدم پر چلا۔ اِنَّكَ سَمِيعٌ مُّجِيبٌ۔



(۱۵)

نرد والے کنبے کو عائشہ رضی اللہ عنہا کی اپنے گھر سے نکالنے کی دھمکی ایک کنبے کے لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں مقیم تھے، انہیں اطلاع ملی کہ ان کے پاس نرد ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں وارنگ دی کہ اگر انہوں نے نرد کو گھر سے باہر نہ نکال پھینکا، تو وہ انہیں اپنے گھر سے نکال دیں گی۔

دلیل:

امام مالکؒ نے ام علقمہؒ سے روایت نقل کی ہے، اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ:

((اِنَّهُ بَلَغَهَا : اَنَّ اَهْلَ بَيْتٍ فِيْ دَارِهَا ، كَانُوْا سُكَّانًا فِيْهَا ، وَعِنْدَهُمْ نَرْدٌ ، فَاَرْسَلْتُ اِلَيْهِمْ : "لَيْسَ لَمْ تُخْرِجُوْهَا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لَا خَيْرَ جَنَّتْكُمْ مِنْ دَارِيْ-“ وَأَنْكَرْتُ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ))^۱
 ”یقیناً انہیں خبر ملی کہ ایک گھرانے والے، جوان کے گھر میں ٹھہرے ہوئے
 تھے، ان کے پاس نزد ہے۔ انہوں نے انہیں پیغام بھیجا: ”اگر تم نے اس کو
 باہر نکال نہ پھینکا، تو میں تمہیں اپنے گھر سے ضرور نکال دوں گی۔“ اور اس بنا
 پر ان لوگوں پر تنقید کی۔

قصے سے مستفاد باتیں:

- ۱ دوران احتساب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تہدید اور دھمکی استعمال کی، اور یہ
 احتساب کے درجات میں سے ایک درجہ ہے۔^۲
- ۲ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اپنے گھر کو نافرمانی کے سامان سے پاک رکھنے کی خواہش
 اور رغبت کس قدر شدید تھی! اس کے برعکس آج کے بہت سے مسلم گھرانوں نے کیا
 شکل و صورت اختیار کر رکھی ہے؟ ڈرائنگ روموں، لابیوں اور بیڈ روموں کو اللہ
 تعالیٰ کی نافرمانی کے ساز و سامان سے بھرنے اور بزعم خود سجانے پر کس قدر مال
 و دولت اور سعی و کوشش مرد و خواتین صرف کرتے ہیں۔ إنا لله وإنا إليه راجعون .
 اے ہمارے رب! ہمارے، ہمارے بہن بھائیوں اور ہماری آئندہ نسلوں اور
 سارے مسلمانوں کے گھروں کو اپنی نافرمانی کے ساز و سامان سے ہمیشہ ہمیشہ پاک
 و صاف رکھنا، اور ایسا مال و دولت کبھی بھی نہ دینا، جس سے ایسی چیزیں خریدی جاسکیں۔
 آمین یا حي یا قيوم .



۱۔ الموطأ، کتاب الرؤيا، باب ما جاء في النرد، ۹۸۵/۲۔ علاوہ ازیں امام بخاری نے بھی اس کو
 اپنی کتاب ”الأدب المفرد“ میں روایت کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: الأدب المفرد، باب الأدب،
 وإخراج الذين يلعبون بالنرد وأهل الباطل، رقم الرواية ۱۲۷۹، ص ۴۲۱ .
 ۲۔ ملاحظہ ہو: إحياء علوم الدين ۳۳۲/۲ .

(۱۶)

خواتین حمص کے حماموں میں جانے پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا احتساب
حمص کی کچھ عورتیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں، اور وہ عورتیں حماموں
میں جایا کرتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس بنا پر ان کا احتساب کیا۔
دلیل:

امام احمد نے عطاء بن ابی رباحؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ:
((أَتَيْنَ نِسْوَةَ مَنْ أَهْلٍ حَمَصٍ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَتْ لَهُنَّ
عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: "لَعَلَّكُمْ مِنَ النِّسَاءِ اللَّوَاتِي يَدْخُلْنَ الْحَمَّامَاتِ؟"
فَقُلْنَ لَهَا: "إِنَّا نَفْعَلُ."))

فَقَالَتْ لَهُنَّ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: "أَمَا إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ: "أَيُّمَا امْرَأَةٍ وَضَعَتْ ثِيَابَهَا فِي غَيْرِ بَيْتِ زَوْجِهَا
هَتَكْتُ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللَّهِ."))

”حمص کی عورتیں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں، تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے
کہا: ”شاید تم ان عورتوں میں سے ہو، جو حماموں میں داخل ہوتی ہیں؟“
انہوں نے جواب دیا: ”ہم ایسے [ہی] کرتی ہیں۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا: ”خبردار! یقیناً میں نے رسول
اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جس عورت نے اپنے خاوند کے گھر کے
علاوہ کسی اور جگہ کپڑے اتارے، اس نے اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان
[پردے] کو اٹھا دیا۔“

۱۔ المسند ۶/۲۶۷۔ اسی کے قریب قریب روایت امام حاکمؒ نے نقل کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: المستدرک
علی الصحیحین، کتاب الأدب، ۴/۲۸۹)۔

قصے سے مستفاد باتیں:

- ۱ ﴿ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حمص کی خواتین کے متعلق سنی ہوئی بات پر احتساب سے پہلے انہی سے اس بات کی تصدیق کی۔ بہت سے احتساب کرنے والے اس بارے میں کوتاہی کا شکار ہیں، سنی سنائی بات پر بلا تحقیق اعتماد کر کے احتساب شروع کر دیتے ہیں۔
- ۲ ﴿ مہمانی کے شیطانی اور جھوٹے آداب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے مہمان عورتوں کی غلطی پر احتساب کی راہ میں رکاوٹ نہ بنے۔
- ۳ ﴿ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے اپنے احتساب کی تائید میں فرمان مصطفیٰ ﷺ پیش کی۔



(۱۷)

خواتین حمص کے حماموں میں جانے پر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا احتساب
حماموں میں جانے والی حمص کی کچھ خواتین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں،
تو انہوں نے بھی ان کے وہاں جانے پر احتساب کیا۔

دلیل:

امام حاکمؒ نے سائبؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ:
((إِنَّ نِسَاءً دَخَلْنَ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا رَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ
فَسَأَلَتْهُنَّ: "مَنْ أَنْتُنَّ؟"
قُلْنَ: "مِنْ أَهْلِ حِمصٍ."
قَالَتْ: "مِنْ أَصْحَابِ الْحَمَامَاتِ؟"
قُلْنَ: "وَبِهَذَا بَأْسٌ؟"

قَالَتْ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : "أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَزَعَتْ ثِيَابَهَا فِي غَيْرِ بَيْتِهَا خَرَقَ اللَّهُ عَنْهَا سِتْرَهُ." (۱)
 ”نبی ﷺ کی زوجہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس کچھ عورتیں آئیں، تو انہوں نے ان سے دریافت کیا: ”تم کون ہو؟“

انہوں نے جواب دیا: ”اہل حمص میں سے ہیں۔“

انہوں نے فرمایا: ”تم حماموں میں جانے والی عورتوں میں سے ہو؟“

انہوں نے پوچھا: ”[کیا] وہاں [جانے میں] کچھ حرج ہے؟“

انہوں نے جواب دیا کہ: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جس عورت نے اپنے گھر کے علاوہ کسی اور جگہ اپنے کپڑے اتارے، اللہ تعالیٰ اس سے اپنے پردے کو چیر دیتے ہیں۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

سابقہ قصے کے مانند اس قصے سے بھی سنی سنائی بات پر احتساب سے پہلے اس کی تصدیق کرنا، مہمانوں کی غلطی پر ان کا احتساب کرنا، احتساب کی تائید فرمان نبی کریم ﷺ سے کرنا، تینوں باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

دونوں قصوں میں ایک قابل ذکر بات یہ ہے کہ حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما دونوں ہی نے حمص کی خواتین کے حماموں میں جانے کا نوٹس لیا، اور انہیں وہاں جانے سے منع کیا۔ اب بھی اگر اہل دین میں سے ہر ایک مرد وزن اپنی بساط کے مطابق احتساب کرنا شروع کر دے، تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے شر میں کمی اور خیر میں اضافہ ہو جانے کی قوی امید کی جاسکتی ہے۔

۱۔ المستدرک علی الصحیحین کتاب الأدب ، ۴/ ۲۸۹۔ حافظ ذہبیؒ نے اس حدیث پر سکوت اختیار کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: التلخیص ۴/ ۲۸۹)۔

(۱۸)

عائشہ رضی اللہ عنہا کا عورتوں کو چہرے چھیلنے سے منع کرنا

کچھ عورتیں اپنے چہروں پر زعفران وغیرہ کا لپ کر تیں، تاکہ اوپر والی چڑی اتر جائے، اور نیچے سے نئی چڑی نکل آئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایسے کرنے سے منع فرمایا۔

دلیل:

امام احمدؒ نے کریمہ بنت ہمام سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے ہوئے سنا:

((يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ! إِيَّاكُنَّ وَقَشَرَ الْوَجْهِ.))
فَسَأَلْتُهَا امْرَأَةً عَنِ الْخِضَابِ لَهُ، فَقَالَتْ: "لَا بَأْسَ بِالْخِضَابِ
، وَلَكِنِّي أَكْرَهُهُ لِأَنَّ حَبِيبِي ﷺ كَانَ يَكْرَهُهُ رِيحَهُ" ((^۱)
”اے عورتو! چہرے کو چھیلنا نہیں۔“

ایک عورت نے مہندی لگانے کے بارے میں ان سے دریافت کیا، تو

۱۔ سنن أبي داود کے الفاظ ہیں: "أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا خِضَابَ الْخِضَاءِ" [ایک عورت نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے مہندی سے رنگنے کے متعلق سوال کیا]۔ (سنن أبي داود، کتاب الترجل، باب في الخضاب للنساء، جزء من رقم الحديث ۴۱۵۸، ۱۱/۱۴۸)۔

۲۔ الفتح الرباني لترتيب مسند الإمام أحمد، کتاب اللباس والزينة، باب استحباب الخضاب والحناء للنساء، رقم الحديث ۲۳۸، ۱۷/۳۰۴۔ شیخ احمد البنا نے اس حدیث کے بارے میں تحریر کیا ہے کہ اس کو ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے، اور ابوداؤد اور المنذری نے اس پر سکوت اختیار کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: بلوغ الأمانی ۱۷/۳۰۴)۔

۳۔ امام ابوداؤد نے فرمایا: ((تَغْنِي خِضَابَ شَعْرِ الرَّأْسِ)) [یعنی عورت نے سر کے بالوں کو مہندی کے ساتھ رنگنے کے متعلق سوال کیا]۔ (ملاحظہ ہو: سنن أبي داود ۱۱/۱۴۸)۔

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری

انہوں نے فرمایا: ”مہندی لگانے میں کچھ حرج نہیں، لیکن میں اس کو ناپسند کرتی ہوں، کیونکہ میرے حبیب ﷺ اس کی بو کو ناپسند کرتے تھے۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

❖ عورتوں کو سمجھانے کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اہتمام۔

❖ رسول کریم ﷺ کی ناپسندیدہ چیز کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ناپسند کرنا۔



(۱۹)

عائشہ رضی اللہ عنہا کا نشہ کے سبب بننے والے برتنوں سے روکنا
ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عورتوں نے مختلف قسم کے برتنوں میں نبذ بنانے کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے ہر اس برتن سے منع فرمایا جو مشروب میں نشہ پیدا کرنے کا سبب بنے۔

دلیل:

امام حاکمؒ نے مریم بنت طارقؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ:
((كُنْتُ فِي نِسْوَةٍ مِنَ النِّسَاءِ الْمُهَاجِرَاتِ حَجَجْنَا ، فَدَخَلْنَا عَلَى عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ، قَالَتْ : ”فَجَعَلَ النِّسَاءُ يَسْأَلْنَهَا عَنِ الظُّرُوفِ“ ، فَقَالَتْ : ”يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ ! إِيَّاكُمْ لَتَذْكُرْنَ ظُرُوفًا مَا كَانَ كَثِيرٌ مِنْهَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، فَاتَّقِينَ اللَّهَ ، وَاجْتَنِبْنَ مَا يُسْكِرُكُمْ ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : ”كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ“))^۱

۱۔ المستدرک علی الصحیحین ، کتاب الأشربة ، کل مسکر حرام ، ۱۴۸/۴ . امام حاکمؒ نے اس حدیث کو [صحیح الإسناد] فرارویا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۱۴۸/۴) ؛ اور حافظ ذہبیؒ نے ان کی تائید کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: التلخیص ۱۴۸/۴) .

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

”میں مہاجر عورتوں کے ساتھ تھی، ہم نے حج کیا، پھر ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔“

انہوں [مریمؑ] نے بیان کیا کہ: ”عورتوں نے برتنوں [میں نبیذ بنانے] کے متعلق پوچھنا شروع کیا، تو انہوں [عائشہ رضی اللہ عنہا] نے فرمایا: ”اے عورتو! تم ایسے برتنوں کا ذکر کر رہی ہو جن میں سے بہت سے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں موجود نہ تھے۔ پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اور ہر اس [برتن کے استعمال] سے گریز کرو جو تمہارے لیے [مشروب کو] نشہ آور بنا دے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر نشہ آور [چیز] حرام ہے۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

① ام المومنین رضی اللہ عنہا نے سوال کرنے والی عورتوں کو ایک عام ضابطہ اور اصول بتلادیا کہ وہ ہر ایسے برتن کے استعمال سے اجتناب کریں کہ جس سے مشروب میں نشہ پیدا ہو۔

② حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیان کردہ ضابطے کے پس منظر میں شریعت مطہرہ کا مشہور اور مسلم قاعدہ ہے کہ جو عمل یا چیز، ممنوعہ کاموں تک لے جائے، اس سے ابتدا ہی سے اجتناب کیا جائے، اور اسی کا نام شرعی اصطلاح میں [سد الذرائع] ہے۔ لہ

③ بیان کردہ قاعدہ اور اصول پر عمل کرنے کا حکم دینے سے پہلے انہیں اس بات کی تاکید فرمائی کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتی رہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ تمام معاملات کی اساس، اصل اور جڑ ہے، اور دل میں تقویٰ کے جاگزین ہونے کے بعد ہر ممنوعہ چیز اور عمل سے بچنا انتہائی آسان اور سہل ہو جاتا ہے۔

④ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی نصیحت کی تائید میں فرمان رسول کریم ﷺ پیش کیا۔

۱۰ اس بارے میں تفصیلی معلومات کے لیے ملاحظہ ہو: راقم السطور کی دو کتابیں: التدابير الوقائية من الزنا في الفقه الإسلامي اور التدابير الوقائية من الربا في الإسلام.

(۲۰)

حفصہؓ کا جوانوں کو زمانہ شباب سے فائدہ اٹھانے کا حکم

دلیل:

امام ابن جوزیؒ نے ہشام بن حسانؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ حفصہ رضی اللہ عنہا ہمیں کہا کرتی تھیں:

((يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ ! خُذُوا مِنْ أَنْفُسِكُمْ وَأَنْتُمْ شَبَابٌ ،

فَإِنِّي مَا رَأَيْتُ الْعَمَلَ إِلَّا فِي الشَّبَابِ))ؓ

”اے جوانو! زمانہ جوانی میں اپنی جانوں سے فائدہ حاصل کرو۔ میں نے

جوانی کے عمل ایسا [بہترین] عمل کسی اور زمانے میں نہیں دیکھا۔“

قصے سے تعلق:

اطاعت و عبادت تو زندگی کے ہر مرحلے میں بھلی، اور اچھی ہے۔ لیکن زمانہ شباب کی نیکی، فرمانبرداری، اور بندگی کے کیا کہنے! یقیناً یہ تو آنکھوں کو ٹھنڈا، اور دلوں کو باغ باغ کر دیتی ہے۔ اس کی شان و عظمت پر وہ حدیث بھی دلالت کناں ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے سات اشخاص کا ذکر فرمایا، جنہیں روز محشر، جب کہ کوئی سایہ نہ ہوگا اللہ تعالیٰ اپنے سایے میں جگہ عطا فرمائے گا۔ انہی سات میں سے ایک شخص کے متعلق آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

۱۔ (حفصہ بنت سیرین): حافظ ذہبیؒ نے ان کے متعلق تحریر کیا ہے: ام ہذیل، فقیہہ اور انصاریہ ہیں، انہوں۔

ام عطیہ اور ام المراح رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: سیر أعلام النبلاء ۴/۵۰۷)۔

۲۔ صفة الصفوة ۴/۵۰۷۔

((شَابٌ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللَّهِ))^۱

”اللہ تعالیٰ کی عبادت میں پروان چڑھنے والا جوان۔“

اے ہمارے رب! ہمارے جوانوں کو ایسے ہی بنا دے۔ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ .



۱۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔ ملاحظہ ہو: صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب من جلس في المسجد ينتظر الصلاة وفضل المساجد، رقم الحديث ۶۰، ۱۴۳/۲؛ وصحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب فضل إخفاء الصدقة، رقم الحديث ۹۱ (۱۰۳۱)، ۷۱۵/۲۔ متن میں نقل کردہ الفاظ صحیح بخاری کے ہیں۔

مبحث دواہم

خواتین کا علماء اور طلبہ کا احتساب

تمہید:

قرون اولیٰ کی مسلمان خواتین نے نہ صرف عامۃ الناس کا احتساب کیا، بلکہ انہوں نے اہل علم اور طلبہ کا بھی احتساب کیا۔ غلطی سرزد ہونے کی صورت میں کسی کا علم و فضل ان کے احتساب کی راہ میں رکاوٹ نہ بن سکا۔ حدیث، تراجم اور تاریخ کی کتابوں میں اس بارے میں متعدد شواہد موجود ہیں۔ توفیق الہی سے اس مقام پر بیس شواہد پیش کیے جا رہے ہیں۔



(۱)

رؤیت باری تعالیٰ کے متعلق سوال پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا احتساب مسروقؓ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آنحضرت ﷺ کے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کے بارے میں سوال کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سوال پر اظہار استغراب کیا، اور مسروقؓ کا احتساب کیا۔

دلیل:

امام احمدؒ نے عامرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:
 ((اَتَى مَسْرُوقٌ فَقَالَ : ”يَا أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ ! هَلْ رَأَى مُحَمَّدٌ ﷺ رَبَّهُ؟“
 قَالَتْ : ”سُبْحَانَ اللَّهِ ! لَقَدْ قَفَّ شَعْرِي لِمَا قُلْتَ - أَيْنَ أَنْتَ

مِنْ ثَلَاثٍ؟ مَنْ حَدَّثَكُنَّ فَقَدْ كَذَبَ .

مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ كَذَبَ ، ثُمَّ قَرَأَتْ :

﴿ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ ﴾ ۱؎ وَمَا كَانَ

لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَآئِ حِجَابٍ ۲؎

وَمَنْ أَخْبَرَكَ بِمَا فِي غَدٍ فَقَدْ كَذَبَ ، ثُمَّ قَرَأَتْ : ﴿ إِنَّ اللَّهَ

عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ﴾ ۳؎

هَذِهِ الْآيَةُ .

وَمَنْ أَخْبَرَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ كَتَمَ فَقَدْ كَذَبَ ، ثُمَّ قَرَأَتْ :

﴿ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ﴾ ۴؎

وَلَكِنَّهُ رَأَى جِبْرِيلَ فِي صُورَتِهِ ۵؎

”مسروق“ آئے، اور کہا: ”اے ام المومنین! کیا محمد ﷺ نے اپنے رب

کو دیکھا؟“

انہوں نے جواب میں کہا: ”سبحان اللہ! تمہاری بات کی وجہ سے میرے

رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں۔ تم ان تین باتوں کے متعلق کہاں ہو؟ کہ جو بھی

تجھے ان کے متعلق بتلائے اس نے جھوٹ بولا:

جو تجھے یہ بتلائے کہ محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا، اس نے جھوٹ بولا،

پھر انہوں نے [یہ آیتیں] پڑھیں، [ان کے معانی کا ترجمہ یہ ہے: مخلوق

کی] نگاہیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں، اور وہ ان نگاہوں کا پورا ادراک

۱؎ سورة الأنعام / جزء من الآية ۱۰۳ .

۲؎ سورة الشورى / جزء من الآية ۵۱ .

۳؎ سورة المائدة / جزء من الآية ۶۴ .

۴؎ سورة لقمان / جزء من الآية ۳۴ .

۵؎ المسند ۶/ ۴۹-۵۰؛ اسی روایت کے قریب قریب روایت امام مسلمؒ نے کتاب الصحیح میں نقل کی ہے۔ ملاحظہ ہو

: صحیح مسلم ، کتاب الإیمان ، باب معنی قول اللہ عزوجل : ﴿ وَلَقَدْ رَأَوْا نَزْلَةَ أُخْرَىٰ ﴾ ، وهل

رأى النبي ﷺ ربه ليلة الإسراء؟ ، رقم الحديث ۲۸۷ ، ورقم الحديث ۲۸۹ ، ۱/ ۱۵۹-۱۶۰ .

کرتا ہے] اور کسی انسان کے لیے ممکن نہیں کہ اس سے اللہ تعالیٰ بات

کرے، سوائے اس کے کہ اس پر وحی نازل کرے، یا پس پردہ سے]

اور جو تجھے آئندہ کل کے بارے میں بتلائے، اس نے جھوٹ بولا، پھر انہوں نے [آیت کریمہ] پڑھی: [جس کے معانی کا ترجمہ یہ ہے: بے شک اللہ تعالیٰ ہی کو قیامت کا علم ہے، اور وہی بارش برساتا ہے، اور وہی جانتا ہے جو ماں کے رحم میں ہوتا ہے، اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا، اور نہ ہی کوئی یہ جانتا ہے کہ زمین کے کس خطے میں اس کی موت ہوگی،

یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا جاننے والا، بڑا باخبر ہے]

اور جو تجھے یہ خبر دے کہ محمد ﷺ نے [کچھ] چھپایا اس نے جھوٹ بولا۔ پھر انہوں نے [یہ آیت کریمہ] پڑھی: [جس کے معانی کا ترجمہ یہ ہے: اے رسول! آپ پر آپ کے رب تعالیٰ کی جانب سے جو نازل کیا گیا ہے،

اسے پہنچا دیجیے]

لیکن انہوں نے جبریل علیہ السلام کو اپنی [حقیقی] شکل میں دیکھا۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

① حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مسروقؒ کے سوال پر تعجب اور غصے کا اظہار اس لیے کیا، کہ انہیں ان سے ایسے سوال کی توقع نہ تھی۔ اہل علم کا ایسی بات یا حرکت کا کرنا، جو ان کی شان کے شایان نہ ہو، انہیں ڈانٹ ڈپٹ کا مستحق بنا دیتا ہے۔ اے امام نوویؒ نے شرح حدیث میں تحریر کیا:

((أَمَّا قَوْلُهَا (سُبْحَانَ اللَّهِ) فَمَعْنَاهُ: أَلْتَعَجَّبُ مِنْ جَهْلٍ مِثْلِ هَذَا. وَكَأَنَّهَا تَقُولُ: "كَيْفَ يَخْفَى عَلَيْكَ مِثْلُ هَذَا؟") ۲

۱۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: راقم السطور کی کتاب: من صفات الداعية: اللین والرفق۔

۲۔ شرح النووي ۱۰/۳ باختصار۔

ان کے (سبحان اللہ) کہنے کا مقصد اس [مسروق] کی ایسی بات سے لاعلمی پر اظہار تعجب کے لیے تھا، گویا کہ انہوں نے کہا: ”اس قسم کی بات تجھ سے کیسے مخفی رہی؟“

ان کا یہ فرمانا: (قَفَّ شَعْرِي) سے مراد یہ ہے کہ میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں، کیونکہ میں نے ایسی بات سنی ہے، جس کا کہنا مناسب نہ تھا۔“

◇ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بات کی تائید میں قرآن کریم کی آیات پیش کیں، اور قرآن کریم کی تائید سب سے بڑی تائید ہے۔



(۲)

رونے پر عذاب میت کے متعلق قول ابن عمرؓ پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا احتساب

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی رائے تھی کہ گھر والوں کے رونے کی بنا پر میت کو عذاب دیا جاتا ہے۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس بات کی اطلاع ہوئی، تو انہوں نے ان کا احتساب کیا۔

دلیل:

امام مسلمؒ نے عروہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

((ذَكَرَ عِنْدَ عَائِشَةَ قَوْلُ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: ”الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ.“

فَقَالَتْ: ”رَحِمَ اللَّهُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ! سَمِعَ شَيْئًا فَلَمْ يَحْفَظْهُ.

إِنَّمَا مَرَّتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ جَنَازَةُ يَهُودِيٍّ، وَهُمْ يَبْكُونَ

عَلَيْهِ ، فَقَالَ : ”أَنْتُمْ تَبْكُونَ ، وَإِنَّهُ لَيُعَذَّبُ.“^۱
 ”عائشہ کے روبرو ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ذکر کیا گیا کہ: ”میت کو اس کے گھر والوں کے اس پر رونے کے سبب عذاب دیا جاتا ہے۔“

انہوں نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ابو عبد الرحمن پر رحم فرمائے! انہوں نے ایک چیز کو سنا، لیکن اس کو یاد نہیں رکھا۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک یہودی کا جنازہ گزرا، اور وہ [یعنی اس کے احباب و اقارب] اس پر رو رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم [تو] اس پر رو رہے ہو، اور اس کو یقیناً عذاب دیا جا رہا ہے۔“

ایک دوسری روایت میں ہے:

((فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا : ”يُغْفَرُ لِلَّهِ لِأَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ ! أَمَا إِنَّهُ لَمْ يَكْذِبْ ، وَلَكِنَّهُ نَسِيَ أَوْ أَخْطَأَ - إِنَّمَا مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى يَهُودِيَّةٍ يُبْكِي عَلَيْهَا ، فَقَالَ : ”إِنَّهُمْ يَبْكُونَ عَلَيْهَا وَإِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِي قَبْرِهَا.“))^۲

”عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ابو عبد الرحمن کو معاف فرمادے! انہوں نے جھوٹ تو نہیں بولا، لیکن وہ بھول گئے ہیں، یا ان سے چوک ہوئی ہے۔ [اصل صورت حال یہ تھی کہ] یقیناً رسول اللہ ﷺ ایک یہودی عورت کے [جنازے کے] پاس سے گزرے، جس پر رویا جا رہا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ تو اس پر رو رہے ہیں، اور اس کو یقیناً قبر میں

^۱ صحیح مسلم ، کتاب الجنائز ، باب الميت يُعَذَّبُ ببكاء أهله عليه ، رقم الحديث ۲۵ (۹۳۱)، ۶۴۲/۲.

^۲ صحیح مسلم ، کتاب الجنائز ، باب الميت يُعَذَّبُ ببكاء أهله عليه ، رقم الحديث ۲۷ (۹۳۲)، ۶۴۳/۲.

عذاب دیا جائے گا۔“ ۱

قصے سے مستفاد باتیں:

۱ دوران احتساب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نرمی اور ادب و احترام کا رویہ اختیار کیا۔ یہ بات درج ذیل امور سے واضح ہوتی ہے:

ا انہوں نے احتساب کی ابتدا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے لیے دعا کے ساتھ کی کہ ”اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے“، ”اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمادے۔“

ب انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ذکر، ان کی کنیت [ابو عبد الرحمن] کے ساتھ کیا۔ اہل عرب کے ہاں نام کی بجائے کنیت ذکر کرنے میں عزت و تکریم سمجھی جاتی ہے۔

ج انہوں نے اس بات کی وضاحت کی کہ ان کی رائے میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی غلطی کا سبب جھوٹ نہیں، بلکہ بھول یا چوک ہے۔

۲ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے احتساب میں قوت اور زور تھا۔ اس کا اظہار انہوں نے آنحضرت ﷺ کے فرمان کے پس منظر سے آگاہ ہونے اور اس کو یاد رکھنے کے ذکر سے کیا، جب کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما یا تو اس سے آگاہ ہی نہ تھے، یا اس کو بھول چکے تھے۔



۱۔ میت کے گھر والوں کے رونے کی بنا پر میت کو عذاب کے متعلق علمائے امت میں اختلاف ہے۔ جمہور علمائے امت کی رائے میں گھر والوں کے میت کی وصیت پر رونے پینے کے سبب تو میت کو عذاب ہوگا، مگر نہ نہیں۔ بعض علماء کی رائے میں اہل خانہ کو رونے پینے سے منع نہ کرنے پر بھی ان کے رونے پینے کی وجہ سے میت کو عذاب ہوگا۔ اس بارے میں علمائے امت کے کچھ اقوال بھی ہیں۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: صحیح البخاری ۱۵۰/۳-۱۵۱؛ و شرح النووي ۲۲۸/۶-۲۳۰؛ وفتح الباری ۱۵۲/۳-۱۶۰)۔

(۳)

دوران غسل مینڈھیوں کو کھولنے کے فتویٰ پر

عائشہ رضی اللہ عنہا کا احتساب

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما عورتوں کو دوران غسل مینڈھیوں کو کھولنے کا حکم دیتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس بات کی اطلاع ہوئی، تو انہوں نے اس بنا پر ان کا احتساب کیا۔

دلیل:

امام مسلمؒ نے عبید بن عمیرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ:

((بَلَغَ عَائِشَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَأْمُرُ النِّسَاءَ إِذَا

اُغْتَسَلْنَ أَنْ يَنْقُضْنَ رُؤُوسَهُنَّ . فَقَالَتْ : ”يَا عَجَبًا لِابْنِ

عَمْرٍو هَذَا ! يَأْمُرُ النِّسَاءَ إِذَا اُغْتَسَلْنَ أَنْ يَنْقُضْنَ رُؤُوسَهُنَّ -

أَفَلَا يَأْمُرُهُنَّ أَنْ يَحْلِقْنَ رُؤُوسَهُنَّ ؟

لَقَدْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ ، وَلَا

أَزِيدُ عَلَى أَنْ أَفْرِغَ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثَ إِفْرَاعَاتٍ .))^۱

”عائشہ کو خبر ملی کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما عورتوں کو غسل کے وقت سروں کے

بالوں کے کھولنے کا حکم دیتے ہیں۔ اس پر انہوں نے فرمایا: ”اس ابن عمرو

پر تعجب ہے! وہ عورتوں کو وقت غسل سروں کے کھولنے کا حکم دیتے ہیں۔

^۱ صحیح مسلم، کتاب الحيض، باب حكم ضفائر المغتسلة، رقم الحديث ۵۹ (۲۳۱)، ۲۶۰/۱۔ اسی کے قریب روایت امام احمد نے بھی نقل کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: المسند ۴۳/۶)۔

وہ انہیں سروں کے منڈھوانے [ہی] کا حکم کیوں نہیں دے دیتے؟
یقیناً میں اور رسول اللہ ﷺ ایک [ہی] برتن سے غسل کیا کرتے تھے،
میں اپنے سر پر تین دفعہ پانی ڈالنے کے علاوہ اور کچھ نہ کرتی۔“
قصے سے مستفاد باتیں:

۱۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے دوران احتساب اظہار تعجب کیا، اور سخت رویہ اختیار کیا۔
- شاید اس کا سبب یہ تھا کہ انہیں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے یہ توقع نہ تھی کہ وہ
اس قسم کا فتویٰ دیں گے۔

۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے احتساب کی تائید میں آنحضرت ﷺ کی
موجودگی میں مینڈھیوں کے کھولے بغیر اپنے غسل کا ذکر کیا۔ اگر مینڈھیوں کا کھولنا
ضروری ہوتا، تو آپ ﷺ ضرور ایسا کرنے کا حکم دیتے۔

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اپنے علم و ورع کے باوجود اپنے فتویٰ میں معصوم نہ تھے۔

تنبیہ:

امام نوویؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے اس فتوے کے سبب کے متعلق متعدد
احتمالات پیش کیے ہیں۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ شاید انہیں حضرت عائشہ اور ام
سلمہ رضی اللہ عنہما کی اس بارے میں روایت کردہ حدیث کا علم نہ تھا، یا ان کا بالوں کو کھولنے کا حکم
وجوب کے لیے نہیں، بلکہ ازراہ استحباب تھا۔ ۱۷

ان کے فتوے کا سبب کچھ بھی ہو، لیکن بنیادی قاعدہ اور حتمی اصول یہ ہے کہ نبی
کریم ﷺ کی حدیث شریف سے متعارض کسی بھی امتی کے فتویٰ کی کوئی حیثیت نہیں۔
ترجمان القرآن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کیا خوب بات فرمائی ہے:

((مَا مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَهُوَ مَأْخُوذٌ مِنْ كَلَامِهِ ، وَمَرْدُودٌ عَلَيْهِ إِلَّا
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ)) ۱۸

۱۷ ملاحظہ ہو: شرح النووي ۴/۱۲-۱۳۔ ۱۸ منقول از: حجة الله البالغة ۱/۱۵۰۔

[رسول اللہ ﷺ کے سوا کسی کی بات لی بھی جاسکتی ہے، اور اس کو رد بھی کیا جاسکتا ہے] (لیکن آنحضرت ﷺ کی کسی بات کو رد نہ کیا جائے گا، بلکہ ان کے ہر ہر فرمان پر عمل کیا جائے گا۔“



(۴)

پکی ہوئی چیز کھانے پر وضو کے فتویٰ پر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا احتساب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے روبرو ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پکی ہوئی چیز کھانے پر وضو کرنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سنت رسول کریم ﷺ کی روشنی میں اس حکم کی تردید کی۔

دلیل:

امام احمدؒ اور امام ابو یعلیٰ الموصلیؒ نے عبد اللہ بن شدادؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

((سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ مَرَّانَ ، قَالَ : ”تَوَضَّؤُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ.“ قَالَ : فَأُرْسِلَ مَرَّانُ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَسَأَلَهَا ، فَقَالَتْ : ”نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عِنْدِي كَتَفًا ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ ، وَلَمْ يَمَسَّ مَاءً.“))

”میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مروان کو یہ بات بتلاتے ہوئے سنا: ”آگ کی

۱۔ المسند ۳۰۶/۶؛ ومسند أبي يعلى، مسند أم سلمة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زوج النبي ﷺ، رقم الحديث ۱۲۷، (۷۰۰۵)، ۴۳۷/۱۲. متن میں منقولہ الفاظ حدیث مسند الامام احمد کے ہیں۔ مسند ابی یعلیٰ کے تحقق نے اس کی [اسناد کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش مسند أبي يعلى ۴۳۷/۱۲)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

پکی ہوئی چیز سے وضو کرو۔“

انہوں [عبداللہ بن شداد] نے بیان کیا: ”مروان نے اس بارے میں استفسار کی غرض سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس قاصد بھیجا۔“

انہوں [ام سلمہ رضی اللہ عنہا] نے فرمایا: ”میرے ہاں نبی ﷺ نے شانے کے گوشت کو دانتوں کے کناروں کے ساتھ کھایا، پھر نماز کے لیے تشریف لے گئے، اور پانی کو چھوا [بھی] نہیں۔“ ۱

قصے سے مستفاد باتیں:

۱ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث کے عظیم خزانے کے حافظ اور عالم ہونے کے باوجود اپنے فتاویٰ میں معصوم نہ تھے۔

۲ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے احتساب کی قوت اور زور کس قدر شدید تھا! اور اس میں کچھ تعجب اور اچنبھے کی بات نہیں، کہ ان کے احتساب کے پس منظر میں امام الانبیاء حضرت محمد ﷺ کی سنت مبارکہ تھی کہ جس کے مقابلے میں کسی بھی امتی، بلکہ کسی بھی انسان بشمول انبیاء اور رسل ﷺ کے فتوے اور بات کی کوئی حیثیت نہیں۔



(۵)

طلوع فجر کے بعد وتر نہ ہونے کے فتویٰ پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا احتساب

حضرت ابوالدرداء کا فتویٰ کہ [طلوع فجر کے بعد وتر نہیں]، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے بیان کیا گیا۔ انہوں نے رسول کریم ﷺ کی سنت کی روشنی میں اس پر تنقید کی۔

۱ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو نہ کرنے کے متعلق تفصیلی معلومات کے لیے دیکھئے: صحیح البخاری ۳۱۰/۱ - ۳۱۱؛ وشرح المہذب ۵۷/۲ - ۶۰؛ وفتح الباری ۳۱۰/۱ - ۳۱۲؛ و تحفۃ الأحوذی ۸۱/۱ - ۸۳۔

دلیل:

امام احمدؒ نے ابونہیکؒ سے روایت نقل کی ہے کہ:
 ((أَنَّ أَبَا الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يَخْطُبُ النَّاسَ : "أَنْ لَا وَتَرَ
 لِمَنْ أَدْرَكَ الصُّبْحَ."
 فَأَنْطَلَقَ رِجَالٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَأَخْبَرُوهَا ،
 فَقَالَتْ : "كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصْبِحُ ، فَيُؤْتِرُ."))
 ”یقیناً ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے دوران خطبہ فرمایا: ”صبح پانے والے کے لیے وتر
 نہیں۔“ کچھ اشخاص عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے، اور انہیں اس بات کی خبر دی،
 اس پر انہوں نے فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ صبح کے وقت وتر پڑھتے تھے۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

- ۱ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ اپنی صداقت و استقامت کے باوجود اپنے فتاویٰ میں معصوم نہیں تھے۔
- ۲ سنت رسول اللہ ﷺ سے تعارض کی صورت میں کسی کی شان و عظمت اس پر احتساب کی راہ میں رکاوٹ نہیں۔
- ۳ احتساب کی تائید سنت مصطفیٰ ﷺ سے کی جائے گی، یا فرمان رب العالمین سے، یا دونوں سے۔ اس کے بغیر احتساب میں زور و قوت کا پیدا ہونا مشکل ہے۔



۱۔ المسند ۶/۲۴۲-۲۴۳۔ حافظ یثربیؒ نے حدیث کے متعلق تحریر کیا ہے کہ اس کو احمدؒ اور الطبرانیؒ نے [المعجم الأوسط] میں روایت کیا ہے، اور اس کی [اسناد حسن] ہے۔ (ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد ومنیب الفوائد ۲/۲۴۶)۔

(۶)

عائشہ رضی اللہ عنہا کا تہجد چھوڑنے سے منع کرنا

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبد اللہ بن ابی قیسؓ کو نماز تہجد چھوڑنے سے منع

فرمایا:

دلیل:

امام حاکمؒ نے عبد اللہ بن ابی قیسؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا ہے کہ: ((قَالَتُ لِيْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: "لَا تَدْعُ قِيَامَ اللَّيْلِ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ لَا يَذْرُؤُهُ ، وَكَانَ إِذَا مَرَضَ أَوْ كَسَلَ صَلَّى قَاعِدًا.))

”عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے فرمایا: ”رات کے قیام کو نہ چھوڑو، رسول اللہ ﷺ اس کو نہ چھوڑتے تھے۔ آپ جب بیمار یا سست ہوتے، تو بیٹھ کر نماز [تہجد] پڑھتے۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

- ۱۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی نصیحت کی تائید میں رسول کریم ﷺ کا اسوہ حسنہ پیش کیا، جو کہ یقیناً ساری انسانیت کے لیے بہترین نمونہ ہے۔
- ۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیماری اور سستی کی حالت میں آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ کے حوالے سے متبادل آسان اور سہل طریقہ نماز بیان فرمادیا کہ ایسی صورت میں بیٹھ کر نماز تہجد ادا کر لی جائے۔ دعوت و احتساب میں شریعت مطہرہ کی

۱۔ المستدرک علی الصحیحین، کتاب صلاة التطوع، تحریض قیام اللیل، ۳۰۸/۱۔
امام حاکمؒ نے اس حدیث کو [صحیح مسلم کی شرط پر صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۳۰۸/۱)؛ اور حافظ ذہبیؒ نے ان کی تائید کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: التلخیص ۳۰۸/۱)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بیان کردہ متبادل آسان صورتوں کو بیان کرنا بہت مفید اور ضروری ہے۔



(۷)

حائضہ کی قضاے نماز کے فتویٰ پر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا احتساب

ام المؤمنین ام سلمہ کو خبر ملی کہ حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہا خواتین کو حیض کے دنوں میں چھوڑی ہوئی نمازوں کی قضا کا حکم دیتے ہیں۔ اس پر انہوں نے ان کا احتساب کیا۔

دلیل:

امام ابوداؤدؒ نے مسند ازدیہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حج کیا، اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گئی، اور عرض کی:

((يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ ! إِنَّ سَمْرَةَ بْنَ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا يَأْمُرُ النِّسَاءَ بِقِضَائِنَ صَلَاةِ الْمَحِيضِ .

فَقَالَتْ: " لَا يَقْضِينَ ، كَانَتْ الْمَرْأَةُ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ تَقْعُدُ فِي النَّفَاسِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ، لَا يَأْمُرُهَا النَّبِيُّ ﷺ بِقِضَاءِ صَلَاةِ النَّفَاسِ . "))^۱

”اے مومنوں کی ماں! یقیناً سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ خواتین کو ایام حیض کی نمازوں کی قضا کا حکم دیتے ہیں۔“

۱۔ سنن أبي داود (المطبوع مع بذل المجهود) ، كتاب الطهارة ، باب ما جاء في وقت النفاس ، ۳۸۹/۲ - ۳۹۰ . شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن أبي داود ۱/۶۳) . امام حاکمؒ نے اسی معنی کی روایت نقل کی ہے، اور اس کو [صحیح الإسناد] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المستدرک علی الصحیحین ، كتاب الطهارة ، ۱/۱۷۵) ؛ حافظ ذہبیؒ نے ان سے موافقت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: التلخیص ۱/۱۷۵) .

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

انہوں نے فرمایا: ”وہ ادا نہیں کریں گی۔ نبی ﷺ کی عورتوں میں سے ایک عورت سہ چالیس دنوں تک نفاس کی وجہ سے بیٹھتی تھی۔ [لیکن] نبی ﷺ اس کو ایام نفاس کی [چھوڑی ہوئی] نمازوں کو قضا کا حکم نہ دیتے۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

- ۱۔ اصلاح و احتساب کی غرض سے اہل علم کے روبرو کسی کے غلط فتویٰ کا ذکر غیبت کے دائرے میں داخل نہیں۔
- ۲۔ حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ شرف صحبت نبی کریم ﷺ سے بہرہ ور ہونے کے باوجود، اپنے فتویٰ میں معصوم نہ تھے۔
- ۳۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے اپنے احتساب کی تایید میں سنت مصطفیٰ ﷺ کو پیش کیا۔ جب آنحضرت ﷺ نے نفاس کے چالیس دنوں کی چھوڑی ہوئی نمازوں کی قضا کا حکم نہیں دیا، تو حیض کے چھ یا سات دنوں کی چھوڑی ہوئی نمازوں کی قضا کا حکم تو بطریق اولیٰ نہ دیا جائے گا۔



(۸)

فجر پانے والے جنبی کے روزہ نہ رکھنے کے فتویٰ پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا احتساب

حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ کو بتلایا گیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ: حالت جنابت میں فجر پانے والا شخص روزہ نہ رکھے۔ ان دونوں نے اس فتویٰ کی سنت

اہ اس سے مراد آنحضرت ﷺ کی زوجہ محترمہ نہیں، بلکہ آپ کے قرابت داروں میں سے کوئی عورت، یا حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی کی بیوی ہے۔ (ملاحظہ ہو: بذل المجہود ۲/۳۹۰)۔

رسول کریم ﷺ کی روشنی میں تردید کی۔

دلیل:

امام مسلمؒ نے ابو بکرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ:
((سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُصُّ ، يَقُولُ فِي قِصَصِهِ : ”مَنْ
أَدْرَكَهُ الْفَجْرُ جُنُبًا فَلَا يَصُومُ.“

فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ (لَأَبِيهِ) فَأَنْكَرَ
ذَلِكَ. فَأَنْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ ، وَأَنْطَلَقْتُ مَعَهُ ، حَتَّى دَخَلْنَا
عَلَى عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ، فَسَأَلَهُمَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ
ذَلِكَ.

قَالَ : ”فَكَلَّمْتَاهُمَا قَالَتْ : ”كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ
غَيْرِ حُلْمٍ ثُمَّ يَصُومُ.“

قَالَ : فَأَنْطَلَقْنَا حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى مَرْوَانَ ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ عَبْدُ
الرَّحْمَنِ.

فَقَالَ مَرْوَانُ : ”عَزَمْتُ عَلَيْكَ إِلَّا مَا ذَهَبَتْ إِلَى أَبِي
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَرَدَّدَتْ عَلَيْهِ مَا يَقُولُ.“

قَالَ : ”فَجِئْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَبُو بَكْرٍ حَاضِرُ ذَلِكَ كُلِّهِ.“
قَالَ : ”فَذَكَرَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ.“

فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : ”أَهُمَا قَالَتَاهُ لَكَ ؟“

قَالَ : ”نَعَمْ.“

قَالَ : ”هُمَا أَعْلَمُ.“

ثُمَّ رَدَّ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا كَانَ يَقُولُ فِي ذَلِكَ إِلَى الْفَضْلِ بْنِ

عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، فَقَالَ: "سَمِعْتُ ذَلِكَ مِنَ الْفَضْلِ ، وَلَمْ أَسْمَعْهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

قَالَ: "فَرَجَعَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَمَّا كَانَ يَقُولُ فِي ذَلِكَ." (۱) "میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو وعظ کہتے ہوئے سنا۔ انہوں نے دوران وعظ کہا: "جس کو فجر حالت جنابت میں پائے، وہ روزہ نہ رکھے۔"

میں نے اس بات کا ذکر عبدالرحمن بن حارث [یعنی اپنے والد] سے کیا، تو انہوں نے اس پر انکار کیا۔ پھر عبدالرحمن اور میں عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما کے پاس گئے۔ عبدالرحمن نے اس بارے میں ان سے دریافت کیا۔

راوی نے بیان کیا: ان دونوں نے فرمایا: "نبی ﷺ صبح کے وقت حالت جنابت میں (احتلام کی وجہ سے نہیں) بیدار ہوتے، اور روزہ رکھتے۔" مروان نے کہا: "میں تجھے اس بات پر قسم دیتا ہوں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ، اور ان کے سامنے ان کی بات کی تردید کرو۔"

راوی نے بیان کیا: "عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے ان [ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ] کے سامنے اس بات کا ذکر کیا۔"

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "کیا ان دونوں نے تجھے یہ بات بتلائی ہے؟"

انہوں [عبدالرحمن رضی اللہ عنہ] نے جواب دیا: "جی ہاں۔"

۱۔ صحیح مسلم ، کتاب الصیام ، باب صحة صوم من طلع عليه الفجر وهو جنب ، رقم الحديث ۷۵ ، ۷۷۹/۲ - ۷۸۰ . حضرات ائمہ بخاری، مالک اور احمدؒ نے بھی اسی معنی کی روایت اپنی اپنی کتابوں میں نقل کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح البخاری ، کتاب الصیام ، باب الصائم یصبح جنباً ، رقمی الحديث ۱۹۲۵ ، ۱۹۲۶ ، ۱۲۳/۴ ؛ والموطأ ، کتاب الصیام ، باب ما جاء في صیام الذي یصبح جنباً في رمضان ، رقم الحديث ۱۱ ، ۱/۲۹۰ - ۲۹۱ ؛ والمسند ۶/۲۷۸ و ۳۰۸ و ۳۱۲ و ۳۱۳) .

۲۔ مراد یہ ہے کہ گھر والوں سے محبت کی وجہ سے۔

انہوں نے فرمایا: ”وہ دونوں [اس بارے میں] زیادہ جانتی ہیں۔“
 پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے فتویٰ کا مرجع فضل بن عباس رضی اللہ عنہما بتلاتے ہوئے
 فرمایا: ”میں نے یہ بات فضل (رضی اللہ عنہ) سے سنی، نہ کہ نبی ﷺ سے۔“
 راوی نے بیان کیا: ”پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں اپنے فتویٰ سے
 رجوع کر لیا۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

① حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے عالی قدر مقام و مرتبے کے باوجود، فتویٰ میں معصوم عن
 الخطأ نہ تھے۔

② انوکھے اور غیر معروف فتویٰ کے بارے میں اہل علم و فضل سے پوچھنا چاہیے۔
 ابوبکرؓ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے فتویٰ کے متعلق اپنے باپ عبدالرحمنؓ سے، اور ان کے
 باپ نے حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے استفسار کیا۔

③ ام المومنین عائشہ اور ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے اپنے احتساب کی تائید سنت
 مصطفیٰ ﷺ سے کی، جس کی اتباع ہر مسلمان پر لازم ہے۔

امام مالکؓ کی روایت میں ہے کہ جب عائشہ رضی اللہ عنہا کے روبرو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا
 قول ذکر کیا گیا، تو انہوں نے فرمایا:

((يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ ! أَتَرْعُبُ عَمَّا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصْنَعُ ؟))

”اے عبدالرحمن! کیا تو سنت رسول اللہ ﷺ سے اعراض کرنا چاہتا ہے؟“

عبدالرحمن نے عرض کی:

”لَا، وَاللَّهِ!“ ”نہیں، اللہ تعالیٰ کی قسم۔“

عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

((فَأَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يُصْبِحُ جُنْبًا مِنْ))

جَمَاعَ ، غَيْرِ احْتِلَامٍ ، ثُمَّ يَصُومُ ذَلِكَ الْيَوْمَ))^۱
 ”پس میں رسول اللہ ﷺ کے متعلق گواہی دیتی ہوں کہ وہ صحبت کی وجہ سے، نہ کہ احتلام کے سبب، حالت جنابت میں صبح کرتے، پھر اس دن کا روزہ رکھتے۔“

حافظ ابن حجرؒ اس حدیث کے فوائد کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:
 ((وَأَنَّ الْحُجَّةَ عِنْدَ الْإِخْتِلَافِ فِي الْمَصِيرِ إِلَى الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ))^۲

”یقیناً اختلاف میں حجت کتاب و سنت کی طرف پلٹنا ہے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اپنی رائے کو چھوڑ کر سنت رسول کریم ﷺ کی طرف پلٹنا۔ حافظ ابن حجرؒ نے تحریر کیا ہے:

((فِيهِ فَضِيلَةٌ لِأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِعِترَافِهِ بِالْحَقِّ وَرُجُوعِهِ إِلَيْهِ))^۳

”اس میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے کہ انہوں نے حق کا اعتراف کیا، اور اس کی طرف واپس پلٹ آئے۔“

اہل ایمان ایسے ہی ہوتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا ہے:
 ﴿ إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴾^۴
 [ترجمہ: جب مومنوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کی طرف

^۱ ملاحظہ ہو: المؤطا، کتاب الصیام، باب ما جاء في صیام الذي یصبح جنبا في رمضان، رقم

الحدیث ۱، ۱۱/۲۹۰-۲۹۱۔

^۲ المرجع السابق ۴/۱۴۸۔

^۳ فتح الباری ۴/۱۴۸۔

^۴ سورة النور / الآية ۵۱۔

بلایا جاتا ہے تاکہ ان کے درمیان فیصلہ کر دے، تو ان کا کہنا یہی ہوتا ہے:

”ہم نے سنا اور مان لیا، اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔“



(۹)

روایت ابن عمر پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا احتساب

حضرت عائشہ کو اطلاع ملی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ مہینہ انتیس دنوں کا ہوتا ہے۔ اس پر انہوں نے روایت کے بیان کرنے میں ان کی غلطی کی نشان دہی کی۔

دلیل:

امام احمدؒ نے یحییٰ بن عبدالرحمنؒ سے روایت نقل ہے، اور انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، اور انہوں نے نبی ﷺ سے، کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ))^۱

”مہینہ انتیس دن ہے۔“

لوگوں نے اس بات کا ذکر عائشہ رضی اللہ عنہا سے کیا، تو انہوں نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ابو عبدالرحمنؓ پر رحم فرمائے! انہیں سہو ہو گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ ایک مہینے کے لیے اپنی عورتوں سے الگ ہوئے۔ انتیس دن [پورے] ہونے پر آپ [بالا خانے سے] نیچے تشریف لائے، اور فرمایا: ”مہینہ کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

❖ اس قصے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ضبط حدیث میں مہارت، باریک بینی اور

۱۔ المسند، رقم الحدیث ۵۱۶۲، ۱۴۲/۷۔ شیخ احمد شاکر نے اس حدیث کی [اسناد کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ۱۴۲/۷)۔

وقت نظر نمایاں ہے۔

◇ حضرت ابن عمر کے احتساب میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے نرمی اختیار کی۔ اس کا اظہار درج ذیل تین باتوں سے ہوتا ہے۔

۱: انہوں نے احتساب کی ابتدا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے لیے دعا سے کی۔

ب: انہوں نے نام کی بجائے ان کی کنیت [ابو عبد الرحمن] کے ساتھ ان کا تذکرہ کیا۔

ج: غلطی کی نشاندہی کے لیے انتہائی نرم اسلوب اختیار کرتے ہوئے کہا کہ [ان سے سہو ہو گیا ہے]

◇ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے غلطی کو غلط قرار دینے پر اکتفا نہ کیا، بلکہ صحیح روایت بھی بیان فرمادی۔ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَأَرْضَاهَا .



(۱۰)

احرام سے پہلے خوشبو کو ناپسند کرنے پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا احتساب

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما احرام میں داخل ہونے سے پہلے خوشبو کے استعمال کو ناپسند کرتے تھے۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس بات کی خبر ہوئی، تو انہوں نے رسول کریم ﷺ کی سنت کی روشنی سے ان کے موقف کی تردید فرمائی۔

دلیل:

امام مسلمؒ نے محمد بن منشرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ:

((سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ الرَّجُلِ يَتَطَيَّبُ ثُمَّ يُصْبِحُ مُحَرَّمًا .

فَقَالَ : ”مَا أَحَبُّ أَنْ أَصْبِحَ مُحَرَّمًا أَنْضَخُ طِيبًا . لَأَنْ أَطْلِيَ

بِقَطِرَانٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَفْعَلَ ذَلِكَ.“
فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَأَخْبَرْتُهَا أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ :
”مَا أَحَبُّ أَنْ أَصْبَحَ مُحْرِمًا أَنْصَحُ طَبِيبًا . لَأَنْ أَطْلِيَ بِقَطِرَانٍ
أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَفْعَلَ ذَلِكَ.“

فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا : ”أَنَا طَبِيبُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عِنْدَ
إِحْرَامِهِ ، ثُمَّ طَافَ فِي نِسَائِهِ ، ثُمَّ أَصْبَحَ مُحْرِمًا.“ (۱)
”میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس شخص کے بارے میں استفسار کیا جو خوشبو
استعمال کرتا ہے، اور پھر احرام میں داخل ہو جاتا ہے۔“

انہوں نے جواب دیا: ”مجھے یہ پسند نہیں کہ میں ایسی حالت میں احرام میں
داخل ہوں کہ مجھ سے خوشبو آ رہی ہو۔ اس کی بجائے میرے نزدیک
گندھک مل لینا زیادہ پسندیدہ ہے۔“

میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا، اور انہیں بتلایا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا
ہے، ”میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ حالت احرام میں داخل ہوتے وقت
مجھ سے خوشبو آ رہی ہو۔ اس کے مقابلے میں گندھک مل لینا میرے نزدیک
زیادہ پسندیدہ ہے۔“

عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ کے احرام کے وقت میں نے
انہیں خوش بو لگائی، پھر آپ نے اپنی بیویوں کے ہاں چکر لگایا، اور پھر
احرام میں داخل ہو گئے۔“

امام بخاریؒ کی روایت میں ہے:

((قَالَتُ : ”يَرْحَمُ اللَّهُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ ! كُنْتُ أَطِيبُ

۱۔ صحیح مسلم ، کتاب الحج ، باب الطیب للمحرم عند الإحرام ، رقم الحديث ۴۷

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَيَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ ، ثُمَّ يُصْبِحُ مُحَرِّمًا
يَنْضَحُ طَبِيًّا. ((۱۷

انہوں نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ابو عبد الرحمن پر رحم فرمائے! میں رسول اللہ ﷺ کو
خوش بولگایا کرتی تھی، پھر آپ اپنی ازواج کے ہاں چکر لگاتے، پھر آپ
احرام میں داخل ہوتے، اور تب خوش بو آ رہی ہوتی تھی۔“

حافظ ابن حجرؒ نے اس حدیث کی شرح میں تحریر کیا ہے:

((وَفِيهِ إِنْكَارُ عَائِشَةَ عَلَيْهِ - أَيُّ عَلَى ابْنِ عُمَرَ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ))) ۱۸

”اس میں عائشہ رضی اللہ عنہا کا ان..... ابن عمر رضی اللہ عنہما..... پر نقد ہے۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

۱ ﴿ ام المؤمنین عائشہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے احتساب میں نرمی اور شفقت
کا رویہ اختیار فرمایا۔ احتساب کی ابتدا ان کے لیے دعا کے ساتھ کی، اور ان کا
تذکرہ ان کے نام کی بجائے کنیت سے کیا۔

۲ ﴿ انہوں نے اپنے احتساب کی تائید سنت خیر الانام حضرت محمد ﷺ سے کی۔ اور آپ
کی سنت کے مقابلے میں کسی کی پسند یا ناپسند کی قطعی طور پر کوئی حیثیت نہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کی لاتعداد رحمتیں ہوں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر بھی، کہ جب ان کے
سامنے سنت مصطفیٰ ﷺ ذکر کی گئی، تو انہوں نے اس کی تردید یا تاویل میں ایک حرف
تک بولنے کی جرات نہ کی۔

امام سعید بن منصورؒ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ:

((أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَانَتْ تَقُولُ : ” لَا بَأْسَ بَأَنَّ يَمَسَّ الطَّيِّبُ

۱۷ صحیح البخاری، کتاب الغسل، باب إذا جامع ثم عاد ومن دار على نساءه في غمسل
واحد، رقم الحديث ۲۶۷، ۱/۳۷۶.

۱۸ فتح الباری ۳/۳۹۷.

عِنْدَ الْإِحْرَامِ.

قَالَ : ”فَدَعَوْتُ رَجُلًا وَأَنَا جَالِسٌ بِجَنْبِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، فَأَرْسَلْتُهُ إِلَيْهَا ، وَقَدْ عَلِمْتُ قَوْلَهَا ، وَلَكِنْ أَحْبَبْتُ أَنْ يَسْمَعَهُ أَبِي.“

فَجَاءَ نَبِيَّ رَسُولِي ، فَقَالَ : ”إِنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ : ”لَا بَأْسَ بِالطَّبِيبِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ ، فَأَصِْبْ مَا بَدَا لَكَ.“ قَالَ : ”فَسَكَتَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.“

یقیناً عائشہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں: ”احرام کے وقت خوشبو استعمال کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔“

انہوں نے بیان کیا کہ: ”میں نے ایک شخص کو بلایا، اور تب میں اپنے باپ کے پہلو میں بیٹھا تھا، میں نے اس [شخص] کو ان [عائشہ رضی اللہ عنہا] کی خدمت میں بھیجا، اور مجھے [پہلے سے] ان کی رائے کا علم تھا، لیکن میں نے چاہا کہ میرے والد بھی اس کو سن لیں۔

میرے قاصد نے واپس آ کر کہا: ”یقیناً عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے: ”احرام کے وقت خوشبو استعمال کرنے میں کچھ حرج نہیں، جو خوش بو چاہو استعمال کرو۔“ انہوں نے بیان کیا: ”اس پر ابن عمر رضی اللہ عنہما خاموش رہے۔“

اللہ تعالیٰ خوش نصیب ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بلند نصیب صاحبزادے پر اپنی ان گنت نوازشات فرمائے کہ انہوں نے اپنے والد کی خلاف سنت رائے کی اصلاح کے لیے کس قدر دانش مندانہ اور بادب طریقہ اختیار کیا۔ اے ہمارے جی و قیوم رب! ہماری اولادوں کو بھی ایسے ہی بنادے۔ آمین

۱۔ منقول از : فتح الباری ۳/۳۹۸؛ نیز ملاحظہ ہو : المحلی ، مسألة ۸۲۵ ، ۷/۹۰-۹۱۔
۲۔ مراد یہ ہے کہ حالت احرام میں داخل ہونے سے پہلے۔

حافظ ابن حجرؒ نے ذکر کیا ہے:

((وَكَذَا كَانَ سَالِمٌ (وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا) يُخَالِفُ أَبَاهُ ، وَجَدَّه فِي ذَلِكَ لِحَدِيثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا . وَقَالَ : "سُنَّةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَحَقُّ أَنْ تُتَّبَعَ ."))^۱

اسی طرح (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ایک دوسرے بیٹے) سالمؒ بھی عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی بنا پر اپنے والد اور دادا کی رائے سے اختلاف کرتے تھے۔ انہوں نے کہا تھا: ”رسول اللہ ﷺ کی سنت اتباع کی زیادہ حق دار ہے۔“



(۱۱)

فہم آیت میں غلطی پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا احتساب

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی خالہ محترمہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتلایا کہ وہ آیت کریمہ

﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾^۲

کی روشنی میں یہ سمجھتے ہیں کہ حج و عمرے میں صفا و مروہ کے درمیان سعی چھوڑنے

^۱ فتح الباری ۳/۳۹۸؛ نیز ملاحظہ ہو: المسند، للإمام أحمد ۶/۱۰۶؛ و ترتیب مسند الإمام الشافعی، کتاب الحج، الباب الرابع: فيما يلزم المحرم عند تلبسه الإحرام، رقم الرواية ۷۷۹، ۱/۲۲۹؛ والسنن الصغير للإمام البيهقي ۱۹۸/۱.

^۲ سورة البقرة / الآية ۱۵۸. [ترجمہ: بے شک صفا و مروہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ نشانات ہیں، اس لیے جو کوئی بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے، اس کے لیے ان دونوں کے درمیان طواف کرنے میں کوئی گناہ کی بات نہیں۔]

میں کچھ حرج نہیں۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے ان کی رائے کی تردید کی، اور آیت کریمہ کا صحیح معنی بیان فرمایا۔

دلیل:

امام مسلمؒ نے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ:
 ((قُلْتُ لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: "مَا أَرَى عَلَى أَحَدٍ لَمْ يَطُفْ
 بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ شَيْئًا، وَمَا أَبَالِي أَنْ لَا أَطُوفَ بَيْنَهُمَا."
 قَالَتْ: "بُئْسَ مَا قُلْتَ يَا ابْنَ أُخْتِي! طَافَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ،
 وَطَافَ الْمُسْلِمُونَ فَكَانَتْ سُنَّةً."

وَإِنَّمَا كَانَ مِنْ أَهْلِ لِمَنَاةِ الطَّاعِيَةِ الَّتِي بِالْمُثَلَّلِ لَا يَطُوفُونَ
 بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ سَأَلْنَا النَّبِيَّ ﷺ
 عَنْ ذَلِكَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ
 شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ
 يَطُوفَ بِهِمَا﴾.

وَلَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُولُ لَكَانَتْ: "فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا
 يَطُوفَ بِهِمَا."

قَالَ الزُّهْرِيُّ (أَحَدُ رَوَاةِ الْحَدِيثِ): فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِأَبِي
 بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَأَعْجَبَهُ ذَلِكَ،
 وَقَالَ: "إِنَّ هَذَا الْعِلْمُ." ﷺ

”میں نے نبی ﷺ کی زوجہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: ”میں (حج و عمرے کے

۱۔ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب بیان أنَّ السَّعْيَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ رُكْنٌ لَا يَصِحُّ الْحَجُّ إِلَّا بِهِ، رقم الحديث ۲۶۱ (۱۲۷۷)، ۹۲۹/۲۔ امام بخاریؒ نے بھی اسی معنی کی روایت نقل کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح البخاری، کتاب الحج، باب وجوب الصفا والمروة، وجعل من شعائر الله، رقم الحديث ۱۶۴۳، ۴۹۷/۳ - ۴۹۸)۔

دوران (صفا اور مروہ کے درمیان سعی چھوڑنے والے پر گناہ نہیں سمجھتا، اور مجھے خود بھی (حج و عمرے کے دوران) سعی چھوڑنے پر کچھ فکر نہیں۔“ انہوں نے فرمایا: ”اے میرے بھانجے! تو نے بری بات کی ہے۔ [ان کے درمیان] رسول اللہ ﷺ نے سعی کی، اور مسلمانوں نے سعی کی، اسی وجہ سے یہ سنت ہے۔

درحقیقت بات یہ تھی کہ جو لوگ مثل نامی جگہ میں موجود بت [مناة] کے لیے حج کرتے، وہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی نہ کرتے۔ جب اسلام آیا تو ہم نے نبی ﷺ سے اس بارے میں پوچھا، تو اللہ تعالیٰ نے [یہ آیت کریمہ] نازل فرمائی:

﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾
اور اگر بات وہی ہوتی جو تم کہہ رہے ہو، تو آیت کریمہ یوں ہوتی:
﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾

[ترجمہ: ”ان کے درمیان سعی نہ کرنے کی صورت میں اس پر کوئی گناہ نہیں۔“]
زہری [حدیث کے ایک راوی] نے کہا: میں نے اس بات کا ذکر ابو بکر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام سے کیا۔ تو انہوں نے اس کو [بہت] پسند کیا۔ اور فرمایا: ”درحقیقت یہی تو علم ہے۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

① ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھانجے کے احتساب میں سخت روی اختیار کرتے ہوئے فرمایا [تم نے بہت بری بات کہی ہے]، لیکن ساتھ ہی اے میری بہن کے بیٹے فرما

کرتختی میں نرمی کی آمیزش فرما کر یہ بات واضح کر دی کہ ان کی سختی کا مقصد بھی اپنے بھانجے کی مصلحت ہے۔

❖ اس قصے میں ام المومنین کی قرآن فہمی کا عظیم ملکہ ظاہر ہوتا ہے۔ امام نووی لکھتے ہیں:

((قَالَ الْعُلَمَاءُ: هَذَا مِنْ دَقِيقِ عِلْمِهَا وَفَهْمِهَا الثَّاقِبِ ، وَكَبِيرِ مَعْرِفَتِهَا بِدَقَائِقِ الْأَلْفَاظِ لِأَنَّ الْآيَةَ الْكَرِيمَةَ إِنَّمَا دَلَّ لَفْظُهَا عَلَى رَفْعِ الْجَنَاحِ عَمَّنْ يَطْوِفُ بِهِمَا ، وَلَيْسَ فِيهِ دَلَالَةٌ عَلَى عَدَمِ وَجُوبِ السَّعْيِ ، وَلَا عَلَى وَجُوبِهِ ، فَأُخْبِرْتُهُ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ الْآيَةَ لَيْسَتْ فِيهَا دَلَالَةٌ لِلْوُجُوبِ وَلَا لِعَدَمِهِ))

”علماء نے فرمایا ہے: یہ بات ان کے دقیق علم، بلند فہم اور الفاظ کی باریکیوں سے گہری شناسائی پر دلالت کناں ہے، کیونکہ آیت کریمہ کے الفاظ تو صرف ان کے درمیان سعی کرنے والے سے گناہ کی نفی پر دلالت کرتے ہیں۔ ان میں سعی کے وجوب یا عدم وجوب کے متعلق کچھ بھی نہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو یہی بتلایا کہ آیت کریمہ میں [سعی کے] وجوب یا عدم وجوب کے متعلق کچھ بھی نہیں۔

❖ ام المومنین رضی اللہ عنہا کا طرز استدلال کس قدر اعلیٰ، عمدہ اور قوی تھا۔ انہوں نے سب سے پہلے آیت کریمہ کا شان نزول بیان کیا، پھر رسول کریم ﷺ کی سنت سے استدلال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے بیان کی ذمہ داری انہی کو تو سونپی تھی۔ پھر حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے عمل کو پیش کیا، جنہیں رسول کریم ﷺ نے کتاب و حکمت کی تعلیم خود دی۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ﴾ سورة النحل / الآية ۴۴۔ [ترجمہ: اور ہم نے ذکر [قرآن] آپ پر نازل کیا ہے تاکہ لوگوں کے لیے جو کچھ نازل کیا گیا ہے، اسے آپ ان کے لیے کھول کر بیان کر دیں، اور تاکہ وہ غور و فکر کریں۔]

(۱۲)

قربانی بھیجنے پر احرام کی پابندیوں کے متعلق فتویٰ پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا احتساب

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فتویٰ دیا کہ بیت اللہ کی طرف قربانی کا جانور بھیجنے والے پر جانور کے ذبح کیے جانے تک احرام کی پابندیاں لاگو ہو جاتی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس فتویٰ کی اطلاع ملی، تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کی سنت کی رو سے اس کی تردید فرمائی۔

دلیل:

امام بخاریؒ نے عمرہ بنت عبد الرحمنؓ سے روایت نقل کی ہے کہ زیاد بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو لکھا کہ:

((إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : ”مَنْ أَهْدَى هَدْيًا حَرُمَ عَلَيْهِ مَا يُحْرَمُ عَلَى الْحَاجِّ حَتَّى يُنْحَرَ هَدْيُهُ.“
قَالَتْ عُمَرَةُ : فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا : ”لَيْسَ كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ، أَنَا فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِيَدَيَّ ، ثُمَّ قَلَّدَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَدَيْهِ ، ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ أَبِي ، فَلَمْ يُحْرَمْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ شَيْءٌ أَحَلَّهُ اللَّهُ لَهُ ، حَتَّى نُحِرَ الْهَدْيُ.“))

۱۔ صحیح البخاری ، کتاب الحج ، باب من قلّد القلائد بیده ، رقم الحدیث ۱۷۰۰ ، ۵۴۵/۳۔ اسی معنی کی حدیث امام مسلمؒ اور امام مالکؒ نے بھی روایت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح مسلم ، کتاب الحج ، باب استحباب بعث الہدی إلى الحرم ، رقم الحدیث ۳۶۹ (۱۳۲۱) ، ۹۵۹/۲ ، والموطا ، کتاب الحج ، باب ما لا یوجب الإحرام من تقلید الہدی ، رقم الحدیث ۵۱ ، ۱/۱۰ ، ۳۴۱-۳۴۰)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

”یقیناً عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے: ”جو شخص [بیت اللہ کی طرف] قربانی بھیجے، اس پر قربانی کے ذبح ہونے تک وہ سب چیزیں حرام ہو جاتی ہیں، جو کہ حج کرنے والے پر حرام ہوتی ہیں۔“

عمرہ نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”بات وہ نہیں جو کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کی ہے، لہٰذا میں نے رسول اللہ ﷺ کی قربانی کے جانوروں کے قلا دے اپنے ہاتھوں سے بٹے، پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں [جانوروں کو وہ قلا دے] اپنے ہاتھوں سے پہنائے، اور پھر انہیں [ان جانوروں کو] میرے باپ کے ساتھ بھیج دیا، [لیکن اس کے باوجود] رسول اللہ ﷺ پر قربانی کے جانور ذبح ہونے تک اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ کوئی چیز حرام نہ ہوئی۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

❶ کسی عالم کے بیان کردہ فتویٰ کے بارے میں تردد کی صورت میں کسی دوسرے عالم سے تحقیق، تسلی اور اطمینان کی غرض سے استفسار کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ زیاد بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے فتوے کے متعلق تحقیق کی غرض سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو لکھا۔

❷ کوئی امتی اپنے علم و فضل، مقام و مرتبہ اور تقویٰ و ورع کی بنا پر معصوم نہیں ہو جاتا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ”ترجمان القرآن“، اور ”حبر الامۃ“ کے القاب پانے کے باوجود معصوم نہ تھے۔

❸ غلطی کی صورت میں، کسی کی شان و عظمت، اس کے احتساب کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتی۔

❹ کسی کے فتویٰ کو جانچنے اور پرکھنے کے لیے کسوٹی اور معیار قرآن و سنت ہے۔

۱۔ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بات درست نہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے فتویٰ کو سنت مصطفیٰ ﷺ کی رو سے غلط ثابت کیا۔

◇ حافظ ابن حجرؒ کے بقول اس قصے سے اہل علم کا ایک دوسرے کا احتساب کرنا ثابت ہوتا ہے۔ ۱۰

◇ اس واقعے سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی سنت مصطفیٰ ﷺ سے کمال آگاہی آشکارا ہوتی ہے۔ مذکورہ بالا مسئلے کے متعلق انہوں نے کس قدر تفصیل اور عمدگی سے آنحضرت ﷺ کے اسوہ حسنہ کو پیش کیا۔ اس بارے میں امام ابن تیمیہؒ نے فرمایا ہے:

((أَرَادَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عِلْمَهَا بِجَمِيعِ الْقِصَّةِ.)) ۱۱
 ”(ساری بات بیان کرنے میں) عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصود یہ تھا کہ انہیں سارے قصے کا علم ہے۔“ رضي الله عنها وأرضاها .



(۱۳)

عمرہ رجب کے متعلق روایت پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا احتساب

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے ایک عمرہ ماہ رجب میں کیا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس بارے میں استفسار کیا گیا، تو انہوں نے اس بات کی تردید کی۔

دلیل:

امام بخاریؒ نے مجاہدؒ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ:

((دَخَلْتُ وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الْمَسْجِدَ ، فَإِذَا عَبْدُ اللَّهِ
بُنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَالِسٌ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ، وَإِذَا نَاسٌ
يُصَلُّونَ فِي الْمَسْجِدِ صَلَاةَ الضُّحَى ، قَالَ : فَسَأَلْنَاهُ عَنْ
صَلَاتِهِمْ .

فَقَالَ : ”بِدْعَةٍ“ .

ثُمَّ قَالَ لَهُ : ”كَمْ اعْتَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ؟“

قَالَ : ”أَرْبَعًا ، إِحْدَاهُنَّ فِي رَجَبٍ“ .

فَكَرِهْنَا أَنْ نَرُدَّ عَلَيْهِ .

قَالَ : وَسَمِعْنَا اسْتَنَانَ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فِي الْحُجْرَةِ ،

فَقَالَ عُرْوَةُ : ”يَا أُمَّهُ ! يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ ! أَلَا تَسْمَعِينَ مَا يَقُولُ

أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ ؟“

قَالَتْ : ”مَا يَقُولُ ؟“

قَالَ : يَقُولُ : ”إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرَاتٍ

إِحْدَاهُنَّ فِي رَجَبٍ“ .

قَالَتْ : ”يُرَحِّمُ اللَّهُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ ! مَا اعْتَمَرَ عُمْرَةً إِلَّا

وَهُوَ شَاهِدُهُ ، وَمَا اعْتَمَرَ فِي رَجَبٍ قَطُّ“ .))

”میں اور عروہ بن زبیر (رضی اللہ عنہ) مسجد [نبوی] میں داخل ہوئے ۔ وہاں

عائشہ کے حجرے کی طرف عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیٹھے ہوئے تھے ، کچھ لوگ مسجد

[ہی] میں صلاۃ ضحیٰ پڑھ رہے تھے ۔

انہوں [مجاہد] نے بیان کیا : ”ہم نے ان کی نماز کے متعلق ان [حضرت

۱۔ صحیح البخاری ، کتاب العمرۃ ، باب کم اعتمر النبی ﷺ ؟ رقمی الحدیث ۱۷۷۵ -

۱۷۷۶ ، ۵۹۹/۳ - ۶۰۰ .

۲۔ یعنی نماز چاشت ۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما [سے پوچھا: ”انہوں نے فرمایا: ”بدعت ہے۔ لہ“
پھر انہوں [عروہ] نے ان سے سوال کیا: ”رسول اللہ ﷺ نے کتنے
عمرے کیے؟“

انہوں نے فرمایا: ”چار، ان میں سے ایک رجب میں تھا۔“
ہم نے ان کی تردید کرنا مناسب نہ سمجھا۔
راوی نے بیان کیا: ”ہم نے حجرے میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے مساوک کرنے کی
آواز کو سنا، تو عروہ نے آواز دی: ”اے میری ماں! لے اے ام المومنین! کیا
آپ ابو عبد الرحمن کی بات سن رہی ہیں؟“
انہوں نے فرمایا: ”وہ کیا کہہ رہے ہیں؟“
انہوں نے کہا: ”وہ کہہ رہے ہیں: ”یقیناً رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے
کیے، ان میں سے ایک رجب میں تھا۔“
انہوں نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ابو عبد الرحمن پر رحم فرمائے! وہ تو ہر عمرے میں
آنحضرت ﷺ کے ہمراہ تھے۔ آپ ﷺ نے کبھی بھی رجب میں عمرہ
ادا نہیں کیا۔“

صحیح مسلم کی روایت میں ہے:

((وَابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَسْمَعُ ، فَمَا قَالَ : لَا ، وَلَا نَعَمْ .
سَكَتَ .)) ۱۵

۱۵ قاضی عیاض اور دیگر علماء نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی تنقید کا سبب یہ نہ تھا کہ ان کی رائے میں
نماز چاشت سنت کے خلاف تھی، بلکہ ان کا احتساب اس کے ادا کرنے میں التزام کرنے، مسجد میں اس کا
اظہار کرنے، اور اس کے باجماعت ادا کرنے پر تھا۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباری ۵۳/۳)۔

۱۶ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، عروہ کی خالہ تھیں۔ اسی وجہ سے انہوں نے پہلے انہیں [اے میری ماں] کے الفاظ
سے آواز دی۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۶۰۱/۳)۔

۱۷ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب بیان عدد عمر النبی ﷺ، وأزمانہن، رقم الحديث
۲۱۹ (۱۲۵۵) ۹۱۶/۲۔

”ابن عمر رضی اللہ عنہما عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات سن رہے تھے، انہوں نے نہ [نہیں] کہا اور نہ [ہاں] کہا، بلکہ چپ رہے۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

- ❖ کسی عالم کے ذریعے دوسرے عالم کی غلطی کی اصلاح کرنے کی کوشش کرنے میں کوئی قباحت نہیں۔ حضرت مجاہد اور حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی غلطی کی اصلاح کے لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے استفسار کیا، البتہ اس بات کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ اس کوشش کے پس منظر میں اہل علم کو آپس میں لڑانا نہ ہو۔
- ❖ کسی کا علم و فضل اور ورع و تقویٰ اس کے احتساب کی راہ میں رکاوٹ نہیں۔
- ❖ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے احتساب میں نرمی اور شفقت واضح ہے۔ انہوں نے احتساب کی ابتدا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے لیے دعا سے کی، اور ان کا تذکرہ نام کی بجائے، ان کی کنیت کے ساتھ کیا۔
- ❖ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے احتساب میں قوت اور زور نمایاں ہے۔ رضی اللہ عنہا وأرضاھا۔



(۱۴)

رات میں ایک یا دو مرتبہ ختم قرآن پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا احتساب
ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ خبر پہنچی کہ کچھ لوگ ایک ہی رات میں قرآن کریم کو ایک یا دو مرتبہ ختم کر لیتے ہیں، اس پر انہوں نے ان لوگوں پر نقد فرمایا۔

لہٰذا یعنی نہ تو تردید کی، اور نہ ہی تائید۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دلیل:

امام احمدؒ نے مسلم بن مخرقؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ:
 ((ذَكَرَ لَهَا أَنَّ نَاسًا يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ فِي اللَّيْلَةِ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ .
 فَقَالَتْ : «أَوَلَيْكَ قَرَأُوا وَلَمْ يَقْرَأُوا . كُنْتُ أَقُومُ مَعَ رَسُولِ
 اللَّهِ ﷺ لَيْلَةَ التَّمَامِ ، فَكَانَ يَقْرَأُ سُورَةَ الْبَقَرَةِ وَآلَ عِمْرَانَ
 وَالنِّسَاءِ ، فَلَا يَمُرُّ بِآيَةٍ فِيهَا تَخَوُّفٌ إِلَّا دَعَا اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ ،
 وَاسْتَعَاذَ ، وَلَا يَمُرُّ بِآيَةٍ فِيهَا اسْتِبْشَارٌ إِلَّا دَعَا اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ ،
 وَرَعِبَ إِلَيْهِ . »))^۱

”ان [عائشہ رضی اللہ عنہا] کو بتلایا گیا کہ کچھ لوگ [سارا] قرآن کریم ایک رات
 میں ایک یا دو مرتبہ پڑھ لیتے ہیں۔“
 اس پر انہوں نے فرمایا: ”انہوں نے [بظاہر] پڑھا تو ہے، لیکن [حقیقت
 میں] پڑھا نہیں۔^۲ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ چودھویں رات میں
 قیام کرتی تھی، اور آپ ﷺ بقرہ، آل عمران اور النساء کی سورتیں پڑھتے
 تھے۔ خوف والی جس آیت سے بھی گزرتے اللہ عزوجل سے دعا کرتے، اور
 پناہ طلب کرتے۔ بشارت والی جس آیت سے بھی گزرتے اللہ عزوجل سے
 دعا کرتے اور اس کو طلب کرتے۔“

۱۔ المسند ۹۲/۶۔ شیخ احمد البناؒ نے اس حدیث کے متعلق تحریر کیا ہے کہ اس کو امام بیہقیؒ نے بھی روایت کیا
 ہے، اور اس کی اسناد میں ابن لہیعہؒ ہیں، اور جب وہ صیغہ [عن] کے ساتھ روایت کریں، تو اس میں کلام
 ہوتی ہے۔ (ملاحظہ ہو: بلوغ الأمانی ۱۷/۱۸)۔

۲۔ ان کا مقصود یہ تھا کہ ایسے لوگوں نے اپنی زبانوں کے ساتھ تو قرآن کریم کی تلاوت کی ہے، لیکن ان کے
 دلوں نے اس کے معانی کو سمجھا نہیں، اور نہ ہی اس کا اثر قبول کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق
 ۱۶/۱۸)۔

قصے سے مستفاد باتیں:

❖ عمل کا زیادہ ہونا یا اس میں مشقت کا زیادہ ہونا، اس کی شان و عظمت کی دلیل نہیں، قدر و منزلت کا معیار اتباع سنت ہے۔

۲: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے احتساب کی تایید اسوہ مصطفیٰ ﷺ سے کی۔ ان کے احتساب کی تایید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس کو حضرات ائمہ ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی رحمہ اللہ نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَفْقَهُ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي أَقَلِّ مِنْ ثَلَاثٍ))^۱

”جس نے تین دن سے کم [مدت] میں قرآن پڑھا، اس نے [اس کو] سمجھا نہیں۔“



۱۔ سنن أبي داود (المطبوع مع عون المعبود)، أبواب قيام الليل، باب تحزيب القرآن، رقم الحديث ۱۳۹۱، ۱۹۰/۴؛ وجامع الترمذی (المطبوع مع تحفة الأحوذی)، أبواب القراءة، رقم الحديث ۳۱۲۰، ۲۲۱/۸؛ وسنن ابن ماجه، أبواب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في كم يُسْتَحَبُّ يُخْتَمُ القرآن؟، رقم الحديث ۱۳۴۱، ۲۴۴/۱ - ۲۴۵؛ وسنن الدارمی، کتاب الصلاة، باب في كم يُخْتَمُ القرآن؟، رقم الحديث ۱۵۰۱، ۲۸۹/۱۔ متن میں منقول الفاظ سنن ابی داؤد اور سنن الدارمی کے ہیں۔

امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: جامع الترمذی ۲۲۲/۸)؛ اور شیخ البانیؒ نے اس کو [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن أبي داود، ۲۶۲/۱؛ و صحیح سنن الترمذی ۱۷/۳؛ و صحیح سنن ابن ماجه ۲۲۵/۱، و سلسلۃ الأحادیث الصحیحة ۱۸/۴ - ۱۹، و هامش مشکاة المصابیح ۱/۶۷۴)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۱۵)

ام طلق کا بیٹے کو قرآن کے اس پروبال ہونے سے ڈرانا

دلیل:

امام ابن جوزی نے سفیان بن عیینہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ:

((قَالَتُ : أُمُّ طَلْقٍ لَطَلَقِي : ”مَا أَحْسَنَ صَوْتِكَ بِالْقُرْآنِ !
فَلَيْتَهُ لَا يَكُونُ عَلَيْكَ وَبَالًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.“
فَبَكَى حَتَّى غُشِيَ عَلَيْهِ.))^۱

”ام طلق“ نے [اپنے بیٹے] طلق سے فرمایا: ”تلاوتِ قرآن کے دوران تمہاری آواز کس قدر حسین ہے! کاش کہ وہ روز قیامت تیرے لیے وبال نہ بن جائے۔“

وہ رونے لگا یہاں تک کہ اس پر غشی طاری ہو گئی۔“

قصے پر تعلیق:

اس عظیم ماں نے جس بات سے اپنے بیٹے کو ڈرایا، وہ کس قدر خوفناک ہے! قرآن کریم کے روز قیامت وبال بننے والوں کے لیے ہلاکت اور بربادی ہے! کاش کہ ہمارے قاریوں اور حافظوں کی مائیں بھی انہیں اسی بات سے ڈرائیں۔



(۱۶)

طلبِ رزق کے متعلق غلط فہمی پر ام الدرداء کا احتساب

کچھ لوگوں کو خیال ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے طلبِ رزق کا تقاضا یہ ہے کہ کسی کے کچھ دینے پر اس کو قبول نہ کیا جائے، حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا کو اس بات کی خبر ملی، تو انہوں نے اس خیال کی تصحیح فرمائی۔

دلیل:

حافظ ذہبیؒ نے عثمان بن حیانؒ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ:
((سَمِعْتُ أُمَّ الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ : "إِنَّ أَحَدَهُمْ يَقُولُ :
"اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي."))

وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ اللَّهَ لَا يُمِطِرُ عَلَيْهِ ذَهَبًا وَلَا دَرَاهِمَ ، وَإِنَّمَا
يَرْزُقُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ ، فَمَنْ أُعْطِيَ شَيْئًا فَلْيَقْبَلْ ، فَإِنْ
كَانَ غَنِيًّا فَلْيَضَعْهُ فِي ذِي الْحَاجَةِ ، وَإِنْ كَانَ فَقِيرًا
فَلْيَسْتَعِنْ بِهِ.))

”میں نے ام الدرداءؒ کو فرماتے ہوئے سنا کہ انہوں نے کہا کہ: ”ان میں
سے ایک دعا کرتا ہے: ”اے میرے اللہ! مجھے رزق عطا فرما۔“
اور وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سونے اور درہموں کو بارش کی صورت میں نازل

۱۔ (ام الدرداء): یہ ام الدرداء الصغریٰ ہیں۔ حافظ ذہبیؒ نے ان کے متعلق لکھا ہے کہ وہ عالمہ، فقیہہ اور
دمشقیہ تھیں۔ انہوں نے اپنے شوہر ابو الدرداء، سلمان الفارسی، کعب بن عاصم الأشعری، عائشہ، ابو ہریرہ،
اور دیگر اہل علم حضرات رضی اللہ عنہم سے بہت زیادہ علم نقل کیا۔ (ملاحظہ ہو: سیر أعلام النبلاء ۴/ ۲۷۷)۔

۲۔ سیر أعلام النبلاء ۴/ ۲۷۸-۲۷۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نہیں فرماتا، [بلکہ بندوں کو] ایک دوسرے کے ذریعے سے رزق عطا فرماتا ہے۔ جس کو کچھ دیا جائے اس کو چاہیے کہ وہ اس کو قبول کر لے۔ [پھر] اگر وہ [خود] غنی ہو تو کسی محتاج کو [وہ مال] دے دے۔ اور اگر خود ضرورت مند ہو تو اپنے استعمال میں لے آئے۔“

قصے پر تعلق:

حضرت ام الدرداءؓ کی اس بات کی تائید نبی کریم ﷺ کی اس نصیحت سے ہوتی ہے جو کہ آپ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فرمائی، اور انہوں نے وہی بات عبد اللہ بن سعدیؓ کو سمجھائی۔ امام بخاریؒ نے عبد اللہ بن سعدیؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

((أَنَّهُ قَدِمَ عَلَى عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي خِلَافَتِهِ ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : ” أَلَمْ أُحَدِّثْ أَنَّكَ تَلِي مِنْ أَعْمَالِ النَّاسِ أَعْمَالًا ، فَإِذَا أُعْطِيتِ الْعَمَالَهَ كَرِهْتَهَا؟“ فَقُلْتُ : ”بَلَى.“

قُلْتُ : ”إِنَّ لِي أَفْرَاسًا وَأَعْبُدًا وَأَنَا بِخَيْرٍ ، وَأُرِيدُ أَنْ تَكُونَ عَمَالَتِي صَدَقَةً عَلَى الْمُسْلِمِينَ.“ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : ”لَا تَفْعَلْ ، فَإِنِّي كُنْتُ أَرَدْتُ الَّذِي أَرَدْتُ ، فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعْطِينِي الْعَطَاءَ فَأَقُولُ : ”أَعْطِهِ أَفْقَر مِنِّي.“

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ”خُذْهُ فَمَمْلُوكُهُ ، وَتَصَدَّقْ بِهِ ، فَمَا جَاءَكَ مِنْ هَذَا الْمَالِ ، وَأَنْتِ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ ، فَخُذْهُ ، وَإِلَّا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ.“))

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری

”وہ عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: ”کیا مجھے یہ بات نہیں بتلائی گئی کہ تمہیں کوئی عوامی ذمہ داری سونپی جاتی ہے، پھر جب تمہیں کام کی اجرت دی جاتی ہے، تو تم اس کو ناپسند کرتے ہو؟“

میں نے عرض کی: ”کیوں نہیں۔“ [یعنی آپ کو میرے بارے میں درست اطلاع ملی ہے]

میں نے [مزید] گزارش کی: ”میرے پاس گھوڑے اور غلام ہیں، اور میری [معاشی] حالت اچھی ہے، اور میں چاہتا ہوں کہ میرے کام کا معاوضہ مسلمانوں کے لیے صدقہ رہے۔“

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”ایسے نہ کیا کرو۔ جس بات کا تم نے ارادہ کیا ہے، میں نے بھی اسی بات کا ارادہ کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ مجھے [بیت المال سے] عطا فرماتے، اور میں عرض کرتا: ”مجھ سے زیادہ ضرورت مند کو عطا فرما دیجیے۔“

نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس کو لے کر اپنے مال میں شامل کر لو، اور پھر اس کا صدقہ کر دینا۔ اس مال میں سے جو کچھ طمع اور سوال کے بغیر تجھ تک پہنچ جائے، اس کو لے لیا کرو، اور جو اس طرح تجھ تک نہ پہنچے، اس کا لالچ نہ کرو۔“



(۱۷)

عائشہ رضی اللہ عنہا کا واعظ مدینہ کو تین باتوں سے منع کرنا

دلیل:

امام احمدؒ نے شعبیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ:
 ((قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا لِأَبْنِ أَبِي السَّائِبِ قَاصِّ أَهْلِ الْمَدِينَةِ
 : "ثَلَاثًا لَتُبَايَعُنِي عَلَيْهِنَّ أَوْ."
 فَقَالَ : "مَا هُنَّ؟ بَلْ أَنَا أَبَايُكَ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ!"
 قَالَتْ: "اجْتَنِبِ السَّجْعَ مِنَ الدُّعَاءِ ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
 وَأَصْحَابَهُ كَانُوا لَا يَفْعَلُونَ ذَلِكَ."
 وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ (أَحَدُ رَوَاةِ الْحَدِيثِ) مَرَّةً : فَقَالَتْ : "إِنِّي
 عَهَدْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابَهُ وَهُمْ لَا يَفْعَلُونَ ذَلِكَ."
 وَقَصَّ عَلَى النَّاسِ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً. فَإِنْ أَبَيْتِ فَتَنَتَيْنِ.
 فَإِنْ أَبَيْتِ فَثَلَاثًا ، فَلَا تَمِلِ النَّاسَ هَذَا الْكِتَابَ. وَلَا الْقَيْنَكَ
 تَأْتِي الْقَوْمَ ، وَهُمْ فِي حَدِيثٍ مِنْ حَدِيثِهِمْ ، فَتَقْطَعُ عَلَيْهِمْ
 حَدِيثَهُمْ ، وَلَكِنْ أَتْرُكُهُمْ ، فَإِذَا جَرُّوْكَ عَلَيْهِ وَأَمْرُوْكَ بِهِ ،
 فَحَدِّثْهُمْ))^۱

۱۔ المسند ۶/۲۱۷۔ حافظ بیہقیؒ نے اس کے متعلق تحریر کیا ہے کہ اس کو احمدؒ نے روایت کیا ہے، اور اس کے روایت کرنے والے صحیح کے روایت کرنے والے ہیں، اور ابویعلیٰؒ نے بھی اسی معنی کی روایت نقل کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد ۱/۱۹۱)۔ (نیز ملاحظہ ہو: مسند أبی یعلیٰ ، رقم الحدیث ۱۱۹ (۴۴۷۵)، ۷/۴۴۹)، اور مسند ابی یعلیٰ میں اشعریؒ نے مسروق سے اور مسروق نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے۔ علاوہ ازیں مسند ابی یعلیٰ کے محقق نے اس کی [اسناد کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ۷/۴۴۹)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

”عائشہ رضی اللہ عنہا نے اہل مدینہ کے واعظ ابن ابی سائبؓ سے فرمایا: ”تین باتوں کی پابندی کا مجھ سے عہد کرو، وگرنہ میں تم سے جھگڑا کروں گی۔“ انہوں نے عرض کی: ”وہ باتیں کیا ہیں؟ اے ام المؤمنین! میں آپ سے ان کی پابندی کا عہد کرتا ہوں۔“

انہوں نے فرمایا: ”جمع دعا سے اجتناب کرو، کیونکہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ اس طرح سے دعا نہ کیا کرتے تھے۔“

اسماعیل [حدیث کے ایک راوی] نے ایک مرتبہ [یوں] بیان کیا: ”میں نے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانوں کو پایا، وہ ایسا نہ کرتے تھے۔“

اور ہر جمعے [یعنی ہر ہفتے] میں ایک دفعہ لوگوں کو وعظ کرنا، اور اگر تو اس پر راضی نہ ہو، تو دو مرتبہ، اور اگر تو اس پر بھی راضی نہ ہو، تو تین دفعہ۔ لوگوں کو اس کتاب [قرآن کریم] سے بیزار نہ کر دینا۔

اور میں تجھے اس طرح نہ دیکھوں کہ لوگ اپنی باتوں میں مشغول ہوں، اور تو آتے ہی ان کی گفتگو کو منقطع کر کے [وعظ شروع کر دے]۔ لوگوں کو [اپنی باتوں میں مشغول] رہنے دو، ہاں اگر وہ تجھ سے وعظ کی فرمائش کریں، تو ان کو نصیحت کرنا۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

① احتساب کے درجات میں سے ایک درجہ [دھمکی دینا] ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس درجہ کو استعمال فرمایا۔ اس درجہ کا استعمال ہر کس و نا کس کے لیے مفید اور مناسب نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے مقام و مرتبے کی

۱۔ جمع دعا سے مراد یہ ہے کہ دعائیں ازراہ تکلف موزوں و مقفی جملے استعمال کرنا، اگر بلا تکلف ایسے جملے دعائیں آجائیں تو کچھ حرج نہیں۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: غریب الحدیث للحافظ ابن الجوزی، باب السین مع الحیم، ۱/۴۶۳)۔

بنیاد پر اس درجے کا استعمال کرنا مفید رہا۔

۲ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے اپنی تفصیلی گفتگو سے پہلے اجمالی خاکہ پیش فرمایا۔ اس اسلوب کے اختیار کرنے سے سامع کی توجہ کے حصول میں کافی آسانی ہو جاتی ہے۔

۳ جمع دعا سے روکنے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی دلیل یہ تھی کہ نبی کریم ﷺ اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم صحیح دعائیں نہ کرتے تھے، کیونکہ دعا کا بہترین اور صحیح طریقہ وہ ہی ہے جو کہ آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا تھا۔

۴ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کثرتِ وعظ سے منع فرمایا کہ کہیں یہ لوگوں کی دین سے بیزاری کا سبب نہ بن جائے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ اسی بات کے پیش نظر ہر روز وعظ نہ فرماتے۔ امام بخاریؒ نے ابواصلؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

((كَانَ عَبْدُ اللَّهِ ﷺ يُذَكِّرُ النَّاسَ فِي كُلِّ خَمِيسٍ ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ : ”يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ ! لَوَدِدْتُ أَنَّكَ ذَكَرْتَنَا كُلَّ يَوْمٍ؟“

قَالَ : ”أَمَّا إِنَّهُ يَمْنَعُنِي مِنْ ذَلِكَ أَنِّي أَكْرَهُ أَنْ أُمْلِكُكُمْ ، وَإِنِّي أَتَخَوَّلُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ كَمَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَخَوَّلُنَا بِهَا ، مَخَافَةَ السَّامَةِ عَلَيْنَا.))

”عبداللہ [بن مسعود] رضی اللہ عنہ لوگوں کو ہر جمعرات کے دن وعظ سنایا کرتے تھے۔ ایک آدمی نے ان سے فرمائش کی۔ ”اے ابو عبدالرحمن! میں چاہتا ہوں کہ آپ ہر روز وعظ فرمایا کریں۔“

انہوں نے فرمایا: ”سنو! ایسا کرنے میں میرے لیے یہ رکاوٹ ہے کہ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ میں تمہارے لیے اکتاہٹ کا سبب بن

جاؤں۔ اور میں وعظ میں تمہاری فرصت کا وقت اسی طرح تلاش کرتا ہوں، جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ وعظ کے لیے ہمارے اوقات فراغت کا خیال رکھتے تھے، تاکہ ہم کبیدہ خاطر نہ ہو جائیں۔“

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے اس بات کی تاکید فرمائی کہ اسی وقت لوگوں کو وعظ سنایا جائے جب کہ وہ دلجمعی سے سننے پر آمادہ ہوں۔ وعظ وارشاد میں اس بات کا اہتمام بہت ضروری ہے۔ ۱۷



(۱۸)

عائشہ رضی اللہ عنہا کا ابن عمیرؓ کو لوگوں کو مایوس، اور
بیزار کرنے سے روکنا

واعظ مدینہ طیبہ ابن ابی سائبؓ کی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبید بن عمیرؓ کو بھی وعظ و نصیحت میں لوگوں کے حالات کو پیش نظر رکھنے کی تلقین فرمائی۔

دلیل:

امام بغویؒ نے روایت کی ہے کہ یقیناً عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبید بن عمیرؓ سے فرمایا:
((اَلَمْ اُحَدِّثْ اَنَّكَ تَجْلِسُ وَيُجْلِسُ اِلَيْكَ؟))
”کیا مجھے بتلایا نہیں گیا کہ یقیناً تو [وعظ و نصیحت کے لیے] بیٹھتا ہے، اور
لوگ تیرے پاس [سننے کی خاطر] بیٹھتے ہیں؟“
اس نے عرض کی:

۱۷ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: راقم السطور کی کتاب: ”من صفات الداعية : مراعاة احوال المخاطبين“
ص ۴۲ و ۱۲۶ - ۱۳۱ و ۱۶۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

((بَلَىٰ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ!))

”کیوں نہیں، اے ام المؤمنین!“ [یعنی آپ کو درست اور صحیح اطلاع ملی

ہے۔]

((قَالَتْ : ”فَإِيَّاكَ وَإِمْلَالَ النَّاسِ وَتَقْنِيطَهُمْ.“))^۱

انہوں نے فرمایا: ”لوگوں کو بیزار کرنے سے، اور انہیں [رحمتِ الہی سے]

مایوس کرنے سے اجتناب کرنا۔“

اور یہ بھی روایت کیا گیا کہ انہوں نے اس سے فرمایا:

((أَقْصَصُ يَوْمًا ، لَا تُمِلُّ النَّاسَ.))^۲

”[ہفتے میں] ایک دن وعظ سناؤ، لوگوں کو بیزار نہ کرنا۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

سابقہ قصے سے معلوم ہونے والی باتوں کے علاوہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس

نصیحت سے ایک یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ واعظین اور خطیب حضرات کو لوگوں کو

رحمتِ الہی سے مایوس نہیں کرنا چاہیے۔ اللہ عز وجل نے خود ارشاد فرمایا:

﴿ قُلْ يُعْبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ

رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ

الرَّحِيمُ ﴾^۳

[ترجمہ: ”آپ کہہ دیجیے اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنے آپ پر

گناہوں کا ارتکاب کر کے زیادتی کی ہے! تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید

نہ ہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے، یقیناً وہ بڑا

معاف کرنے والا ہے۔“]

^۱ شرح السنة، کتاب العلم، باب النحول بالموعدة، ۱/ ۳۱۴.

^۲ المرجع السابق ۱/ ۳۱۴. ^۳ سورة الزمر / الآية ۵۳.

لیکن اس کا مقصود یہ بھی نہیں کہ لوگوں کو عذاب الہی سے ہی بے خوف کر دیا جائے۔
وعظ و نصیحت کی صحیح صورت یہ ہے کہ رحمت الہی کی امید، اور عذاب الہی کا خوف، دونوں
ہی کودلوں میں پیدا کرنے، اور بیدار کرنے کی کوشش کی جائے۔



(۱۹)

مذمت دنیا کی آڑ میں ذکر دنیا میں کھونے پر رابعہؓ کی تنقید
تین اشخاص حضرت رابعہ عدویہؓ کے پاس اکٹھے ہوئے۔ وہ مذمت دنیا کی آڑ میں
دنیا ہی کے تذکروں میں مجھو ہو گئے، اس پر انہوں نے ان پر تنقید فرمائی۔
دلیل:

حافظ ابن جوزیؒ نے ازہر بن مروانؒ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ:
((دَخَلَ عَلَى رَابِعَةَ رَبَاحِ الْقَسِيِّ وَصَالِحُ بْنُ عَبْدِ الْجَلِيلِ ،
وَكَلاَّبٌ ، فَتَذَاكَرُوا الدُّنْيَا ، فَأَقْبَلُوا يَذْمُونَهَا ، فَقَالَتْ رَابِعَةُ :
”إِنِّي لَأَرَى الدُّنْيَا بَتَرَابِيعِهَا فِي قُلُوبِكُمْ.“
قَالُوا : ”وَمِنْ أَيْنَ تَوَهَّمْتِ عَلَيْنَا؟“
قَالَتْ : ”إِنَّكُمْ نَظَرْتُمْ إِلَى أَقْرَبِ الْأَشْيَاءِ مِنْ قُلُوبِكُمْ
فَتَكَلَّمْتُمْ فِيهِ.“))^۱
”رباح قسی، صالح بن عبد الجلیل، اور کلاب رابعہؓ کے پاس حاضر

۱۔ صفة الصفوة ۴/ ۲۸ - ۲۹۔

۲۔ (رابعہؓ): ان کے متعلق حافظ ذہبیؒ نے تحریر کیا ہے کہ وہ بصرہ کی رہنے والی، پرہیزگار، عبادت گزار، اور اللہ
تعالیٰ کے لیے خشوع و خضوع کرنے والی تھیں۔ ان کی کنیت ام عمرو اور نام رابعہ بنت اسماعیل تھا۔ (ملاحظہ
ہو: سیر أعلام النبلاء ۸/ ۲۴۱)۔

ہوئے۔ وہ مذمت کرتے ہوئے دنیا کے تذکرے کرنے لگے، اس پر رابعہؓ نے ان سے فرمایا: ”یقیناً میں دیکھ رہی ہوں کہ پوری کی پوری دنیا تمہارے دلوں میں گھسی ہوئی ہے۔“
انہوں نے عرض کی: ”آپ کو ہمارے بارے میں یہ وہم کہاں سے ہوا ہے؟“

انہوں نے فرمایا: ”تم نے اس چیز کو دیکھا جو کہ تمہارے دلوں کے سب سے زیادہ قریب ہے، اور اسی کے متعلق گفتگو شروع کر دی۔“



(۲۰)

وعظ میں ذکرِ دنیا کرنے پر رابعہؓ کی تنقید

حضرت رابعہؓ نے اس شخص پر بھی تنقید فرمائی جس نے اپنے وعظ میں دنیا کا تذکرہ

چھیڑا۔

دلیل:

حافظ ذہبیؒ نے خالد بن خدّاشؓ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے بیان کیا:
((سَمِعْتُ رَابِعَةَ صَالِحًا الْمُرِّيَّ يَذْكُرُ الدُّنْيَا فِي قَصَصِهِ ،
فَنَادَتْهُ : ”يَا صَالِحُ ! مَنْ أَحَبَّ شَيْئًا أَكْثَرَ مِنْ ذِكْرِهِ.“))^۱
”رابعہؓ نے صالح مری کو اپنے وعظ کے دوران ذکرِ دنیا کرتے سنا، تو
انہوں نے اس کو آواز دی: ”اے صالح! جو شخص کسی چیز کو پسند کرتا ہے اس
کا تذکرہ زیادہ کرتا ہے۔“

دونوں قصوں پر تعلیق:

دونوں قصوں میں حضرت رابعہؓ کی بیان کردہ بات میں ان لوگوں کے لیے شدید تنبیہ ہے جو فحاشی، عریانی اور بے حیائی کی مذمت کے بہانے ایسی باتوں کا کثرت سے تذکرہ کرتے ہیں۔ درحقیقت ان کے گندے نفوس گندی باتوں میں اپنے لیے سامان لذت پاتے ہیں، اور وہ اللہ تعالیٰ اور اہل ایمان کو دھوکا دینے کی احمقانہ اور بے کار کوشش کرتے ہیں۔

﴿يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ﴾ ۱

[ترجمہ: ”وہ اللہ تعالیٰ اور ایمان والوں کو دھوکا دینا چاہتے ہیں، اور [حقیقت میں] یہ لوگ اپنے آپ کو ہی دھوکا دے رہے ہیں، لیکن وہ سمجھ نہیں رہے ہیں۔“]

ایسے نادان لوگ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے درج ذیل ارشاد کو یاد رکھیں:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يُعَلِّمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ ۲

[ترجمہ: ”یقیناً جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں کے درمیان بدکاری رواج پائے، ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے، اور اللہ تعالیٰ کو [سب کچھ] معلوم ہے، اور تم کچھ بھی نہیں جانتے۔“]

اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے اہل و عیال کو ایسے لوگوں میں شامل ہونے سے محفوظ رکھے۔ آمین یا رب العالمین۔



مجلت سوئم

خواتین کا اہل اقتدار کا احتساب

تمہید:

کائنات کے خالق و مالک اللہ عزوجل نے مردوں اور عورتوں میں سے ہر ایک صنف کے لیے دائرہ عمل متعین فرما دیا۔ اندرون خانہ معاملات عورتوں کے حصے میں آئے، اور بیرون خانہ خلافت و سیاست کے کام مردوں کے سپرد کیے گئے۔ قرون اولیٰ کی مسلمان خواتین نے رب علیم و حکیم کی تقسیم کار کو بہ دل و جان تسلیم کیا، اور اسی کے مطابق اپنی زندگی بسر کی۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ جہاں اہل اقتدار کے احتساب کی ضرورت پیش آئی، تو انہوں نے آداب شریعت کی پابندی کرتے ہوئے اس فریضہ کو بھی سرانجام دیا۔ توفیق الہی سے اس بحث میں اس سلسلے میں چھ شواہد پیش کیے جا رہے ہیں۔



(۱)

ہدی بھیجنے پر زیاد کے عام لباس اتارنے پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا احتساب

زیاد بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے بیت اللہ کی طرف قربانی ارسال کی، اور عام لباس اتار کر حالت احرام میں داخل ہو گیا۔ اس بات کی اطلاع پانے پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس پر تنقید کی۔

دلیل:

امام ابو یعلیٰ نے عروہ سے روایت نقل کی ہے۔ اور انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ انہوں نے بیان کیا کہ:

((إِنْ كُنْتُ لَأَفْتُلُ قَلَائِدَ بُدْنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ يَبْعُ بِالْهَدْيِ ، وَهُوَ مُقِيمٌ عِنْدَنَا ، لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُ الْمُحْرِمُ .

بَلَّغْنَا أَنَّ زِيَادًا بَعَثَ بِهَدْيٍ وَتَجَرَّدَ ، فَقَالَتْ : ”وَهَلْ كَانَتْ لَهُ كَعْبَةٌ يَطُوفُ بِهَا حِينَ لَبَسَ الثِّيَابَ ، فَإِنَّا لَا نَعْلَمُ أَحَدًا تَحْرُمُ عَلَيْهِ الثِّيَابَ ، ثُمَّ تَحِلُّ لَهُ ، حَتَّى يَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ .))^۱

”یقیناً میں رسول اللہ ﷺ کی قربانی کے اونٹوں کے قلا دوں کو بٹا کرتی

^۱ (زیاد بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ): معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے ان کو بصرہ اور کوفہ دونوں کا بیک وقت امیر مقرر کیا، اور یہ انہی کے زمانہ خلافت میں ۵۳ھ میں فوت ہوئے۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباری ۳/ ۵۴۵؛ وعمدة القاریء ۱۰/ ۴۰)۔

^۲ مسند أبی یعلیٰ ، مسند عائشہ رضی اللہ عنہا ، رقم الحدیث ۳۸ (۴۳۹۴) ، ۳۵۷/۷ - ۳۵۸۔ کتاب کے محقق نے [اس کی اسناد کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ۷/ ۳۵۸)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تھی، پھر رسول اللہ ﷺ قربانی کے ان جانوروں کو [بیت اللہ کی طرف] بھیجنے کے بعد ہمارے درمیان مقیم رہتے، اور کسی ایسی چیز سے اجتناب نہ کرتے، جن سے محرم اجتناب کرتا ہے۔“

ہمیں یہ خبر پہنچی کہ زیاد نے قربانی کے جانور بھیجے، اور کپڑے اتار دیئے، اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”کیا [وہاں] اس کا کوئی کعبہ تھا جس کا طواف کرنے کے بعد اس نے [دوبارہ] کپڑے پہنے۔ ہمارے علم کے مطابق کوئی شخص ایسا نہیں کہ اس پر کپڑوں کا پہننا حرام ہوا ہو، اور پھر طواف کیے بغیر ان کا [دوبارہ] پہننا اس کے لیے مباح ہوا ہو۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

① حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے احتساب کی اساس رسول کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ پر رکھی، کہ جب آنحضرت ﷺ نے قربانی کے جانور ارسال کرنے کے بعد عام لباس نہیں اتارا، اور نہ ہی حالت احرام میں داخل ہوئے، تو کسی دوسرے کو ایسا کرنے کا حق کیونکر حاصل ہو سکتا ہے؟

② ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے احتساب میں سخت روی اختیار کی۔ شاید اس کا سبب یہ تھا کہ انہیں زیاد بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے توقع نہ تھی کہ وہ ایسا غلط طرز عمل اختیار کریں گے۔



(۲)

عائشہ رضی اللہ عنہا کا حاکم مدینہ کو مطلقہ کو واپس گھر پلٹانے کا حکم دینا مدینہ کے گورنر مروان بن حکم کی بھتیجی کو طلاق دی گئی، تو اس کے باپ عبدالرحمن بن

نیکو کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری

حکم دوران عدت ہی اس کو اپنے گھر لے گئے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس بات کا علم ہوا، تو انہوں نے امیر مدینہ کو پیغام بھیجا کہ وہ اپنی بھتیجی کو شوہر کے گھر واپس پلٹنے کا حکم دیں۔

دلیل:

امام بخاریؒ نے قاسم بن محمدؒ اور سلیمان بن یسارؒ سے روایت نقل کی ہے کہ:
((أَنَّ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ بْنَ الْعَاصِ طَلَّقَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَكَمِ ، فَانْتَقَلَهَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ ، فَأَرْسَلَتْ عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِلَى مَرْوَانَ - وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ - : "اتَّقِ اللَّهَ وَارْذُدْهَا إِلَى بَيْتِهَا".

قَالَ مَرْوَانُ [فِي حَدِيثِ سُلَيْمَانَ (أَحَدُ رَاوِي الْحَدِيثِ)] :
"إِنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْحَكَمِ غَلَبَنِي."
وَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ (أَيُّ فِي رِوَايَةِ الرََّاوِي الثَّانِي) : "أَوْ مَا بَلَغَكَ شَأْنُ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا؟"
قَالَتْ: "لَا يَضُرُّكَ أَنْ لَا تَذْكُرَ حَدِيثَ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا."
فَقَالَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ : "إِنْ كَانَ بِكَ شَرٌّ فَحَسْبُكَ مَا بَيْنَ هَذَيْنِ مِنَ الشَّرِّ." ((۱۷

”یحییٰ بن سعید بن عاص نے عبدالرحمن بن حکم کی بیٹی طلق کو طلاق دی۔ اسی کے والد عبدالرحمن نے اس کو [وہاں سے] منتقل کر لیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مروان کو پیغام بھیجا، اور تب وہ امیر مدینہ تھا: ”اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اور اس کو واپس پلٹاؤ۔“

۱۷ صحیح البخاری، کتاب الطلاق، باب قصة فاطمة بنت قيس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، رقم الحديث ۵۳۲۱، ۴۷۷/۹، ۵۳۲۲،

[سلیمان کی روایت کے مطابق] مروان نے کہا: ”درحقیقت عبدالرحمن بن حکم مجھ پر غالب آ گیا ہے۔“

[قاسم بن محمد کی روایت کے مطابق] ”کیا آپ کو فاطمہ بنت قیس (رضی اللہ عنہا) کے واقعے کی خبر نہیں؟“

عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے ذکر نہ کرنے میں تیرا کچھ نقصان نہیں۔“

مروان نے جواب دیا: ”اگر آپ کی رائے فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے معاملے میں [نکلنے کی اجازت کا سبب اس کے خاوند کے رشتے داروں اور اس کے درمیان موجود] کھچاؤ تھا، تو ان دونوں [مطلقہ اور اس کے طلاق دینے والے شوہر] کے درمیان بھی چپقلش کچھ کم نہیں۔“

قصے سے تعلیق:

حاکم مدینہ کے بھائی اور اس کی بیٹی کی غلطی کو ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس لیے نظر انداز نہیں کیا، کہ اس کا تعلق حکمران گھرانے سے ہے، بلکہ پوری صراحت اور فصاحت سے حاکم ہی کو حکم دیا کہ وہ اس غلطی کا ازالہ کرے۔



(۳)

حجاج کے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے خلاف الزامات پر اسماء رضی اللہ عنہا کا نقد

حجاج بن یوسف ثقفی نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو قتل کیا۔ پھر ان کی والدہ

۱۔ اس سے مراد یہ ہے کہ عبدالرحمن نے بیٹی کو شوہر کے گھر واپس بھیجنے میں میری بات نہیں مانی۔ ایک دوسرا معنی یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس کی دلیل زیادہ وزنی اور قوی تھی، کیونکہ اس کی بیٹی اور اس کے شوہر کے درمیان شدید تناؤ تھا، جس کے پیش نظر اس کی منتقلی ضروری تھی۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباری ۹/۴۷۸)۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے ہاں آ کر ان پر الزامات تراشنے شروع کیے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اس کے الزامات کی تردید کی، اور اس پر واضح کیا کہ وہ جھوٹ بک رہا ہے۔

دلیل:

امام حاکمؒ نے ابوصدیقؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ:

((لَمَّا ظَفَرَ الْحَجَّاجُ عَلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، فَقَتَلَهُ وَمَثَلَ بِهِ ، ثُمَّ دَخَلَ عَلَى أُمِّ عَبْدِ اللَّهِ ، وَهِيَ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ، فَقَالَتْ : ”كَيْفَ تَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ ، وَقَدْ قَتَلْتَ ابْنِي؟“

فَقَالَ : ”إِنَّ ابْنَكَ أَلْحَدَ فِي حَرَمِ اللَّهِ ، فَقَتَلْتَهُ مُلْحِدًا عَاصِيًا ، حَتَّى أَذَاقَهُ اللَّهُ عَذَابًا أَلِيمًا ، وَفَعَلَ بِهِ وَفَعَلَ.“

فَقَالَتْ : ”كَذَبْتَ يَا عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّ الْمُسْلِمِينَ ! وَاللَّهِ ! لَقَدْ قَتَلْتَهُ صَوَامًا قَوَامًا بَرًّا بِوَالِدَيْهِ حَافِظًا لِهَذَا الدِّينِ . وَلَئِنْ أَفْسَدْتَ عَلَيْهِ دُنْيَاهُ لَقَدْ أَفْسَدَ عَلَيْكَ آخِرَتَكَ . وَلَقَدْ حَدَّثَنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ : أَنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ ثَقِيفٍ كَذَّابَانِ ، الْآخِرُ مِنْهُمَا أَشَرُّ مِنَ الْأَوَّلِ ، وَهُوَ الْمُبِيرُ ، وَمَا هُوَ إِلَّا أَنْتَ يَا حَجَّاجُ !“))

حَجَّاجُ !“))

المستدرک الصحيحین ، کتاب الفتن والملاحم ، ۵۲۶/۴۔ امام حاکمؒ نے اس روایت کو [صحیح الإسناد] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۵۲۶/۴) ؛ اور حافظ ذہبیؒ نے ان کے ساتھ موافقت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: التلخیص ۵۲۶/۴)۔

امام احمد نے بھی اسی معنی کی روایت نقل کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: المسند ۳۶۱/۶ و ۳۵۲/۶)۔ اس واقعے کی اصل صحیح مسلم میں بھی موجود ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح مسلم ، کتاب فضائل الصحابة ، باب ذکر کذاب ثقیف ومبیرہا ، رقم الحدیث ۲۲۹ ، ۱۹۷۱/۴ - ۱۹۷۲)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

”جب حجاج نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما پر قابو پایا، تو انہیں قتل کر دیا، اور ان کا مشلہ لے کیا، پھر ان کی والدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے ہاں آیا، تو انہوں نے فرمایا: ”تو میرے ہاں داخل ہونے کی اجازت کیسے طلب کر رہا ہے، اور تو نے تو میرے بیٹے کو قتل کیا ہے؟“ ۲۷

وہ کہنے لگا: ”تیرے بیٹے نے حرم الہی میں الحاد کیا، اور میں نے اس کو اس کے الحاد اور نافرمانی ہی کی حالت میں قتل کیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو دردناک عذاب چکھایا، اور اس کے ساتھ ایسے ایسے کیا۔“

انہوں نے فرمایا: ”اے اللہ تعالیٰ کے دشمن اور مسلمانوں کے دشمن! تو نے جھوٹ بکا ہے! اللہ تعالیٰ کی قسم! بلا شک و شبہ تو نے اس کو ایسی حالت میں قتل کیا ہے کہ وہ بہت زیادہ روزے رکھنے والا، بہت زیادہ قیام کرنے والا، والدین کیساتھ نیکی کرنے والا، اور اس دین کی حفاظت کرنے والا تھا، اگر تو نے اس کے لیے اس کی دنیا کو برباد کیا ہے، تو یقیناً اس نے تیرے لیے تیری آخرت کو برباد کر دیا ہے۔ بلا شک و شبہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتلایا تھا کہ ثقیف [قبیلہ] سے دو بہت بڑے جھوٹے نمودار ہوں گے، ان میں سے

۱۔ کان، ناک اور دیگر اعضاء کا ڈالنے کو مشلہ کہتے ہیں۔

۲۔ صحیح مسلم میں ہے کہ حجاج نے [ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو قتل کرنے کے بعد] اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کو بلا بھیجا، لیکن انہوں نے آنے سے انکار کر دیا۔ اس نے دوبارہ قاصد کو یہ پیغام دے کر بھیجا: ”تم خود آ جاؤ، ورنہ میں تمہاری طرف کسی ایسے شخص کو بھیجوں گا، جو تمہیں بالوں سے گھسیٹ کر لائے گا۔“

انہوں نے پھر بھی اس کے ہاں جانے سے انکار کیا، اور پیغام بھیجا: ”وَاللّٰہِ ! لَا آتٰیكَ حَتّٰی نَبْعَثَ اِلَیْ مَنْ یَسْحَبُنِیْ بِقُرُوْنِیْ۔“ ”اللہ تعالیٰ کی قسم! میں تب تک تمہارے پاس نہ آؤں گی، جب تک کہ تم میری طرف ایسا شخص نہ بھیجو گے، جو کہ مجھے میرے بالوں کے ساتھ [پکڑ کر] گھسیٹ کر نہ لے جائے۔“

اس پر حجاج نے اپنی جوتی طلب کی، اور جوتی پہن کر تیزی سے ان کے ہاں پہنچا۔ (ملاحظہ ہو: صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب ذکر کذاب ثقیف و مبیرھا، رقم الحدیث ۲۲۹، ۱۹۷۱/۴ - ۱۹۷۲)۔

دوسرا پہلے سے بدتر ہوگا، اور وہ بہت تباہی کرنے والا ہوگا، اور اے حجاج! وہ [دوسرا] شخص تو ہی ہے۔“

قصے سے تعلیق:

اللہ اکبر! حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے کس قدر جرات، بے باکی اور صراحت و وضاحت کے ساتھ سفاک و ظالم حجاج کے غلط الزامات کی تردید کی! اور اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں کہ اس بات کے کہنے والی صدیق اکبر کی صاحبزادی ذات الطاقین ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وعن أبیہا وأرضاہما۔



(۴)

عدت حاملہ کے موقفِ فاروقی پر ام طفیل رضی اللہ عنہا کا احتساب شوہر کی وفات پر حاملہ عورت کی عدت کے متعلق حضرت عمر فاروق اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما کے درمیان تکرار ہوئی۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ بچے کو جنم دینے پر ایسی عورت کی عدت پوری ہو جاتی ہے، لیکن حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے اتفاق نہ کیا۔ حضرت ام طفیل رضی اللہ عنہا نے دونوں کو جھگڑتے دیکھا، تو انہوں نے سنت کی روشنی میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا احتساب کیا۔

دلیل:

امام احمدؒ نے ابی بن کعب کی بیوی ام طفیل رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ:

((أَنَّهَا سَمِعَتْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَخْتَصِمَانِ فَقَالَتْ: ”أَفَلَا يَسْأَلُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ سُبَيْعَةَ

الْأَسْلَمِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا؟ تُوَفِّيَ عَنْهَا زَوْجَهَا وَهِيَ حَامِلٌ ، فَوَضَعَتْ بَعْدَ ذَلِكَ بِأَيَّامٍ ، فَأَنْكَحَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ)) ۱۷

”یقیناً انہوں نے عمر بن خطاب اور ابی بن کعب (رضی اللہ عنہ) کو آپس میں جھگڑتے ہوئے سنا، تو انہوں [ام طفیل رضی اللہ عنہا] نے کہا: ”عمر بن خطاب سیدہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا سے کیوں دریافت نہیں کر لیتے؟“ ان کے شوہر فوت ہوئے، اور وہ حمل سے تھیں۔ اس کے [کچھ] دن بعد انہوں نے بچے کو جنم دیا، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا نکاح کر دیا۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

۱ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے علم و فضل، اور امت میں سے دوسرے درجے پر فائز ہونے کے باوجود معصوم نہ تھے، کہ ان کی ہر بات ہر حالت میں حجت ہو۔ امام مالکؒ نے کیا خوب بات ارشاد فرمائی:

((كُلُّ أَحَدٍ يُؤْخَذُ مِنْ قَوْلِهِ وَيُتْرَكُ إِلَّا صَاحِبَ هَذَا الْقَبْرِ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ))) ۱۸

”اس قبر والے رضی اللہ عنہ کے سوا ہر کسی کی بات کو لیا بھی جائے گا، اور چھوڑا بھی جائے گا۔“

۲ حضرت فاروق اعظم اپنے عظیم مقام و مرتبے کے باوجود احتساب سے بالا نہ تھے۔

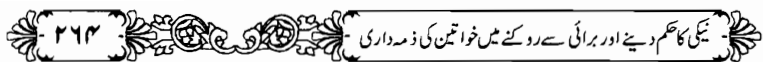
۳ حضرت ام طفیل رضی اللہ عنہا نے اپنے احتساب کی تائید سنت مصطفیٰ ﷺ سے کی، جو کہ تمام کائنات کے انسانوں کی بات اور عمل سے بلند و بالا ہے۔ اس کے مقابلے میں

۱۷ المسند ۶/۳۷۵ - ۳۷۶. حافظ بیہقیؒ نے اس روایت کے بارے میں تحریر کیا ہے کہ اس کو احمد نے روایت کیا ہے، اور طبرانی نے زیادہ تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اس کی اسناد میں ابن لہیعہ ہے، اور اس میں [ضعف] کے باوجود اس کی حدیث [حسن] ہے، اور باقی روایت کرنے والے ثقہ ہیں۔ (ملاحظہ ہو:

مجمع الزوائد ۵/۲)۔

۱۸ ملاحظہ ہو: سیر أعلام النبلاء ۸/۹۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



کسی کی بھی بات کی کوئی حیثیت نہیں۔ اس کی مخالف ہر بات کو چھوڑا جائے گا، لیکن اس کو کسی کی وجہ سے بھی نہ چھوڑا جائے گا۔ امام نوویؒ نے کتنی عمدہ بات فرمائی ہے:

((إِذَا ثَبَتَتِ السُّنَّةُ لَا تُتْرَكُ لِتَرْكِ بَعْضِ النَّاسِ ، أَوْ أَكْثَرِهِمْ ، أَوْ كُلِّهِمْ.))^۱

”جب سنت ثابت ہو جائے تو اس کو کچھ لوگوں کے، یا اکثریت کے، یا سب لوگوں کے چھوڑنے کی بنا پر ترک نہ کیا جائے گا۔“



(۵)

قریشی خاتون کا حق مہر کے متعلق فاروقی اعلان پر احتساب

امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ منبر رسول کریم ﷺ پر تشریف لائے، اور لوگوں کو ایک مقررہ مقدار سے زیادہ حق مہر دینے سے منع فرمایا۔ اس پر ایک قریشی خاتون نے ان کا احتساب کیا۔

دلیل:

امام ابو یعلیٰؒ نے مسروقؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

((رَكِبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْبَرَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: "أَيُّهَا النَّاسُ! مَا إِكْثَرُكُمْ فِي صَدَاقِ النِّسَاءِ، وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالصَّدَقَاتُ فِيمَا بَيْنَهُمْ أَرْبَعِمِائَةَ دِرْهَمٍ فَمَا دُونَ ذَلِكَ. وَلَوْ كَانَ الْإِكْثَارُ فِي ذَلِكَ تَقَوَّى عِنْدَ اللَّهِ أَوْ

كَرَامَةً ، لَمْ تَسْبِقُوهُمْ إِلَيْهَا . فَلَا عَرَفَنَّ مَا رَاذَ رَجُلٍ فِي صَدَاقِ
امْرَأَةٍ عَلَى أَرْبَعِمِائَةِ دِرْهَمٍ .

قَالَ : ”ثُمَّ نَزَلَ ، فَأَعْتَرَضَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ ، فَقَالَتْ : ”يَا
أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ! نَهَيْتَ النَّاسَ أَنْ يَزِيدُوا فِي مِهْرِ النِّسَاءِ عَلَى
أَرْبَعِمِائَةِ دِرْهَمٍ؟“

قَالَ : ”نَعَمْ .“

فَقَالَتْ : ”أَمَا سَمِعْتَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ فِي الْقُرْآنِ؟“

قَالَ : ”وَأَيُّ ذَلِكَ؟“

فَقَالَتْ : ”أَمَا سَمِعْتَ اللَّهَ يَقُولُ : ﴿وَأَتَيْتُمْ إِحْدَهُنَّ قِنْطَارًا﴾

قَالَ : فَقَالَ : ”اللَّهُمَّ غَفْرًا ! كُلُّ النَّاسِ أَفْقَهُ مِنْ عُمَرَ .“

ثُمَّ رَجَعَ فَرَكِبَ الْمُنْبَرَ ، فَقَالَ : ”أَيُّهَا النَّاسُ ! إِنِّي كُنْتُ
نَهَيْتُكُمْ أَنْ تَزِيدُوا النِّسَاءَ فِي صَدَقَاتِهِنَّ عَلَى أَرْبَعِمِائَةِ دِرْهَمٍ
، فَمَنْ شَاءَ أَنْ يُعْطِيَ مِنْ مَالِهِ مَا أَحَبَّ .“

”عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے منبر پر تشریف لائے ، اور فرمایا :

”اے لوگو ! تمہارا عورتوں کے حق مہروں میں اضافہ کیا ہے ؟ رسول

اللہ ﷺ کے زمانے میں حق مہر چار سو درہم یا اس سے بھی کم تھا۔ اگر حق مہر

زیادہ دینا اللہ تعالیٰ کے ہاں تقویٰ یا عزت کی بات ہوتی ، تو تم اس بارے

۱۔ منقول از: تفسیر ابن کثیر ۵۰۸/۱ . حافظ ابن کثیرؒ نے اس کے متعلق تحریر کیا ہے کہ اس کی [اسناد عمدہ
اور قوی] ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۵۰۸/۱) ؛ حافظ بیہقیؒ نے اس کے متعلق لکھا ہے کہ اس کو ابو
یعلیٰؒ نے [الکبیر] میں روایت کیا ہے ، اور اس کی اسناد میں مجاہد بن سعید ہے جس میں [ضعف] ہے لیکن اس
کی [توثیق] کی گئی ہے۔ (ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد ۲۸۴/۴) ؛ شیخ اسماعیل العجلونی نے اس کی [سند کو
جید] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: کشف الخفاء و مزیل الإلباس ۱۵۵/۲) ؛ حافظ ابن الجوزیؒ نے اس
کو اپنی کتاب ”منقب أمير المؤمنين عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ“ ص ۱۴۹ - ۱۵۰ میں ذکر کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

میں آنحضرت ﷺ اور آپ کے زمانے کے لوگوں پر سبقت نہ لے جاسکتے تھے۔ خبردار [آئندہ] میں کسی آدمی کے متعلق یہ نہ سنوں کہ اس نے کسی عورت کو چار سو درہم سے زیادہ حق مہر دیا ہے۔“ راوی نے بیان کیا: ”پھر وہ منبر سے اترے، تو قریش کی ایک خاتون نے ان کا راستہ روک لیا، اور عرض کی: ”اے امیر المومنین! آپ نے چار سو درہم سے زیادہ حق مہر دینے سے منع فرمایا ہے؟“

آپ نے فرمایا: ”ہاں۔“

اس خاتون نے کہا: ”اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں [اس بارے میں] جو نازل فرمایا ہے اس کو آپ نے سنا نہیں؟“

انہوں نے فرمایا: ”وہ کیا ہے؟“

اس عورت نے کہا: ”کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں سنا [جس کے معانی کا ترجمہ یہ ہے]: ”اور تم نے ان میں سے کسی [عورت] کو ایک خزانہ دیا ہو؟“

راوی نے کہا کہ: انہوں نے کہا: ”اے میرے اللہ! [میں آپ کی] مغفرت کا سوال کرتا ہوں۔ سارے لوگ عمر (رضی اللہ عنہ) سے زیادہ دین کو سمجھنے والے ہیں۔“ پھر وہ واپس آئے، اور منبر پر چڑھے، اور ارشاد فرمایا: ”اے لوگو! یقیناً میں نے تمہیں عورتوں کے حق مہروں میں چار سو درہم سے زیادہ دینے سے منع کیا تھا۔ [میں اپنا سابقہ فیصلہ واپس لیتا ہوں، اور اعلان کرتا ہوں] اپنے مال میں سے جتنی مقدار میں کوئی [حق مہر] دینا چاہے دے دے۔“

ابو یعلیٰ نے بیان کیا:

((وَأَظْنُهُ قَالَ : ”فَمَنْ طَابَتْ نَفْسُهُ فَلْيَفْعَلْ“)) ۱۷

”میرا خیال ہے کہ انہوں نے فرمایا: ”جس کا دل زیادہ دینا چاہے وہ دے دے۔“

ایک دوسری روایت میں ہے:

((فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: «إِنَّ أَمْرًا خَاصَمْتُ عُمَرَ فَخَصَمْتُهُ.»)) ۱۷

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”یقیناً ایک عورت نے عمر (رضی اللہ عنہ) سے جھگڑا کیا، اور ان پر غالب آ گئی۔“

قصے سے مستفاد باتیں:

۱) ٹوکنے والی خاتون کا عورت ہونا، اور غلط فیصلہ کرنے والے کا امیر المومنین ہونا، غلط فیصلے پر احتساب کی راہ میں رکاوٹ نہ بن سکا۔

۲) قریشی خاتون نے اپنے احتساب کی تائید قرآن کریم سے کی، اور ٹھوس، مضبوط اور قوی احتساب وہ ہی ہے جس کی تائید قرآن کریم یا سنت مصطفیٰ ﷺ سے ہو۔

۳) عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمان الہی کے سامنے فوراً جھک گئے، نہ تاویل کی، نہ اظہارِ تردد۔ بلکہ برسرِ منبر اپنے سابقہ فیصلے کو واپس لینے کا اعلان فرمایا۔ حبر بن قیس بن حصن رضی اللہ عنہ نے ان کی سچی تصویر کشی کی ہے:

((وَكَانَ وَقَافًا عِنْدَ كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ)) ۱۸

”وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے سامنے بہت زیادہ رک جانے والے تھے۔“

سچ بات یہ ہے کہ اگر وہ ایسے نہ ہوتے تو [فاروق] (رضی اللہ عنہ) ہی نہ ہوتے۔ اے ہمارے اللہ! ہمیں اس بارے میں انہی کے نقش قدم پر چلا۔ آمین یا رب العالمین۔



۱۷ المرجع السابق ۵۰۹/۱۔

۱۸ ملاحظہ ہو: صحیح البخاری، کتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول اللہ ﷺ، جزء من الرواية ذات الرقم ۷۲۸۶، ۱۳/۲۵۰۔

(۶)

ام الدرداء رضی اللہ عنہا کا عبد الملک کو لعنتِ خادمہ سے روکنا
عبد الملک بن مروان کی دعوت پر ام الدرداء رضی اللہ عنہا اس کے ہاں جایا کرتی تھیں،
اور زنان خانے میں اس کے گھر والوں کے ساتھ رات بسر کیا کرتیں۔ ایک رات انہوں
نے عبد الملک کو خادمہ کو لعنت کرتے ہوئے سنا، تو اس کو ایسا کرنے سے منع فرمایا۔

دلیل:

امام احمد نے زید بن اسلم سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ:
((كَانَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ يُرْسِلُ إِلَى أُمِّ الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
فَتَبَيَّثُ عِنْدَ نِسَائِهِ، وَيَسْأَلُهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ .
قَالَ : فَقَامَ لَيْلَةً فَدَعَا خَادِمَتَهُ ، فَأَبْطَأَتْ عَلَيْهِ فَلَعَنَهَا ، فَقَالَتْ
: ” لَا تَلْعَنُ ، فَإِنَّ أَبَا الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَنِي أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : ” إِنَّ اللَّعَّانِينَ لَا يَكُونُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
شُهَدَاءَ وَلَا شُفَعَاءَ .))

”عبد الملک بن مروان حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا کو اپنے ہاں تشریف
لانے کی دعوت دیا کرتا تھا، وہ تشریف لاتیں، اور اس کی عورتوں کے
ساتھ رات بسر کرتیں، اور وہ ان سے نبی ﷺ کے متعلق پوچھا کرتا تھا۔
اس [راوی] نے بیان کیا: وہ ایک رات اٹھا، اپنی خادمہ کو آواز دی، لیکن

۱۔ المسند ۶/۴۴۸ . اسی معنی کی روایت امام مسلم نے اپنی کتاب ”الصحيح“ میں نقل کی ہے۔ (ملاحظہ ہو:
صحيح مسلم ، كتاب البر والصلة والآداب ، باب النهي عن لعن الدواب وغيرها ، رقم
الحديث ۸۵ (۲۵۹۸) ، ۴/۲۰۰۶) .

اس نے حاضر ہونے میں تاخیر کی، تو اس نے اس پر لعنت کی۔ انہوں [ام الدرداء رضی اللہ عنہا] نے فرمایا: ”لعنت نہ کیجیے، کیونکہ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے مجھے [یہ] حدیث سنائی کہ یقیناً انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”یقیناً بہت زیادہ لعنت کرنے والے روز قیامت نہ گواہ ہوں گے، اور نہ ہی شفاعت کرنے والے۔“

قصے سے استفادہ باتیں:

- ۱۔ عبد الملک کی مہمان نوازی، اور اس کا مقام و مرتبہ ام الدرداء رضی اللہ عنہا کے اس پر احتساب کی راہ میں رکاوٹ نہ بن سکا۔
- ۲۔ حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہ نے اپنے احتساب کی تائید قول رسول کریم ﷺ سے کی۔
- ۳۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے حدیث شریف کو آنحضرت سے سنا، اور پھر وہ حدیث اپنی بیوی کو سنائی، اور ان کی بیوی نے اسی حدیث کی روشنی میں عبد الملک بن مروان کا احتساب کیا۔ جو حضرات اس بات کی خواہش رکھیں کہ ان کی عورتیں فریضہ احتساب سرانجام دیں۔ وہ اپنی عورتوں کو قرآن و سنت کا علم سکھلائیں، کیونکہ احتساب کا منبع و ماویٰ کتاب و سنت کا علم ہے۔



فصل سوئم

بازار میں عورت بحیثیت محتسبہ

تمہید:

احساب کے متعلق خواتین کی ذمہ داری، اور ان کے عام لوگوں، اعزہ واقارب، علماء وطلبہ، اور اہل اقتدار پر احساب کے دلائل اور واقعات کی تفصیل جاننے کے بعد بعض ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کسی خاتون کی بحیثیت محتسبہ بازار میں تقرری جائز اور درست ہے؟

علمائے امت نے اس سوال کا واضح انداز میں جواب دیا ہے کہ ایسا کرنا شرعاً درست نہیں، البتہ بعض لوگوں نے اس بارے میں کچھ شبہات اٹھائے ہیں۔ توفیق الہی سے یہاں اس بارے میں درج ذیل دو عنوانوں کے ضمن میں گفتگو کی جائے گی۔

۱) بازار میں بحیثیت محتسبہ عورت کی تقرری کی ممانعت کے دلائل

۲) بعض شبہات اور ان کی حقیقت



مبحث اول

بازار میں بحیثیت محتسبہ عورت کی تقرری کی ممانعت کے دلائل

تمہید:

کسی عورت کے بازار میں بحیثیت محتسبہ متعین کرنے کی ممانعت کے متعدد دلائل ہیں۔ شیخ احمد بن سعید مجلیدیؒ نے اس سلسلے میں تحریر کیا ہے:

((وَمِنْ شُرُوطِ الْمُحْتَسِبِ أَنْ يَكُونَ ذَكَرًا ؛ إِذَا الدَّاعِي إِلَى
إِشْتِرَاطِ الذُّكُورِيَّةِ أَسْبَابٌ لَا تُحْصَى وَأُمُورٌ لَا
تُسْتَقْصَى))^۱

”محتسب کی تقرری کی شرائط میں سے ایک یہ ہے کہ وہ مذکر ہو، کیونکہ اس شرط کے اسباب اور دواعی لاتعداد اور ان گنت ہیں۔“

اس بارے میں توفیق الہی سے کچھ دلائل کو درج ذیل چھ عناوین کے ضمن میں پیش کیا جا رہا ہے:

- ۱ مردوں کی عورتوں پر سرپرستی
- ۲ اپنے بعض معاملات میں عورتوں کا کلی اختیار نہ رکھنا
- ۳ عورت کے ہاتھ باگ دوڑ دینے والی قوم کی فلاح سے محرومی
- ۴ عورتوں کا اصل ٹھکانا ان کا گھر
- ۵ بازار میں تقاضائے احتساب کا عورت کی طبیعت کے منافی ہونا
- ۶ عام میدانوں میں عورتوں کے نکلنے کے نتائج

۱۔ التیسیر فی احکام التسعیر ص ۴۲۔

(۱)

مردوں کی عورتوں پر سرپرستی

اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں کے جملہ معاملات کا ذمہ دار بنایا ہے۔ وہ ان کی معاشی اور معاشرتی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے سعی اور کوشش کرنے کے پابند ہیں۔ اس بارے میں ارشادِ باری ہے:

﴿الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ﴾^۱

[ترجمہ: ”مرد عورتوں کی زندگی کے [جملہ معاملات کا] بندوبست کرنے والے ہیں، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر [خاص خاص باتوں میں] فضیلت دی ہے، نیز اس لیے کہ مرد اپنا مال [عورتوں پر] خرچ کرتے ہیں۔“]

امام بغویؒ نے آیت کریمہ کی تفسیر کریمہ میں تحریر کیا ہے:

((أَيُّ مُسْلِمٍ عَلَى تَأْدِيبِهِنَّ ، وَالْقَوَّامُ وَالْقِيمُ بِمَعْنَى وَاحِدٍ ، وَالْقَوَّامُ أَبْلَغُ ، وَهُوَ الْقَائِمُ بِالْمَصَالِحِ وَالتَّذْيِيرِ وَالتَّادِيبِ.))^۲

”یعنی انہیں ادب سکھانے کے لیے مقرر کیا گیا ہے، [قَوَّام] اور [قِيم] کا معنی ایک ہی ہے، البتہ [لفظ] [قَوَّام] زیادہ بلیغ ہے۔ اور اس سے مراد جملہ معاملات سرانجام دینے والا، ان کی تدبیر کرنے والا اور ادب سکھانے والا ہے۔“

علامہ سیوطیؒ نے تحریر کیا ہے:

^۱ سورة النساء / جزء من الآية ۳۴.

^۲ تفسیر البغوي ۱/ ۴۲۲؛ نیز ملاحظہ ہو: ”أحكام القرآن“ لابن العربي ۱/ ۴۱۶؛ وتفسير القاسمي ۵/ ۱۳۰، ولسان العرب المحيط، مادة ”قوم“، ۳/ ۱۹۴.

((قَوَّامٌ : النَّاطِرُ فِي الشَّيْءِ الْحَافِظُ لَهُ ، وَاسْتِدْلٌ بِهَا عَلَى أَنَّ الْمَرْأَةَ لَا يَجُوزُ لَهَا أَنْ تَلِيَ الْقَضَاءَ كَالِإِمَامَةِ الْعُظْمَى ، لِأَنَّهُ جَعَلَ الرَّجَالَ قَوَّامِينَ عَلَى النِّسَاءِ ، فَلَمْ يَجْزُ أَنْ يَقُمْنَ عَلَى الرَّجَالِ))^۱

”((قَوَّام سے مراد) کسی چیز کی دیکھ بھال کرنے والا، اس کی حفاظت کرنے والا، اور اس [آیت کریمہ] سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ عورت امامت عظمیٰ کی طرح منصب قضا بھی نہیں سنبھال سکتی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو ان کے جملہ معاملات سرانجام دینے کا ذمہ دار بنایا ہے، اس لیے یہ جائز نہیں کہ وہ مردوں کے معاملات سرانجام دیں۔“

اسی طرح عورت کو بازار میں منصب احتساب پر فائز کرنا بھی درست نہیں، کیونکہ اس میں مردوں، عورتوں اور تمام کائنات کے خالق کی تقسیم کار کو یکسر الٹ دینا ہے، اور بہترین تقسیم کار تو اللہ خالق ہی کی تقسیم کار ہے۔

﴿صُنِعَ اللَّهُ الَّذِي اتَّقَنَ كُلَّ شَيْءٍ إِنَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَفْعَلُونَ﴾^۲

کوئی یہ خیال نہ کرے کہ آیت کریمہ میں تو صرف خاوند کی بیوی پر سربراہی اور سرپرستی کا ذکر ہے، حقیقت یہ ہے کہ اس میں جنس ذکور کی عورتوں کی صنف پر نگہبانی اور سرپرستی کا ذکر ہے۔

اسی سلسلے میں مشہور مفسر شیخ ابن عاشور نے تحریر کیا ہے:

((الْمُرَادُ مِنَ الرَّجَالِ مَنْ كَانَ مِنْ أَفْرَادِ حَقِيقَةِ الرَّجُلِ ، أَيْ الصَّنْفُ الْمَعْرُوفُ مِنَ النَّوعِ الْإِنْسَانِيِّ ، وَهُوَ صِنْفُ الذُّكُورِ ،

۱۔ الإكليل في استنباط التنزيل ص ۹۱.

۲۔ سورة النمل / الآية ۸۸. [ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی کاریگری جس نے ہر چیز کو مضبوط و محکم بنایا ہے، بلاشبک و شبہ و تہارے کاموں کی پوری طرح خبر رکھتا ہے]۔

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری

وَكَذَلِكَ الْمُرَادُ مِنَ النِّسَاءِ صِنْفُ النِّسَاءِ مِنَ النَّوْعِ الْإِنْسَانِيِّ ، وَلَيْسَ الْمُرَادُ الرَّجَالُ جَمْعُ الرَّجُلِ بِمَعْنَى رَجُلِ الْمَرْأَةِ ، أَيْ زَوْجُهَا لِعَدَمِ اسْتِعْمَالِهِ فِي هَذَا الْمَعْنَى .))^۱
 ”[الرجال] سے مراد جنس ذکر ہے، اور [النساء] سے مراد عورتوں کی صنف ہے۔ [الرجال] سے [آیت کریمہ میں] مراد شوہر نہیں کیونکہ یہ لفظ اس معنی میں استعمال نہیں کیا جاتا۔“



(۲)

اپنے بعض معاملات میں عورتوں کا کلی اختیار نہ رکھنا

شریعت اسلامیہ میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ خواتین اپنے بعض معاملات میں مکمل طور پر خود مختار نہیں۔ ایسے ہی معاملات میں سے ایک یہ ہے کہ کوئی مسلمان عورت اپنے نکاح کا فیصلہ تنہا کرنے کی مجاز نہیں۔ اس فیصلے میں اس کے سرپرست کی شرکت اور موافقت ضروری ہے، اس کے بغیر نکاح نہ ہوگا۔ اسی طرح کوئی عورت کسی دوسری عورت کے نکاح کا فیصلہ نہیں کر سکتی۔ ہمارے نبی کریم ﷺ نے یہ بات متعدد احادیث میں واضح طور پر بیان فرمائی ہے۔ انہی میں سے تین احادیث ذیل میں پیش کی جا رہی ہیں:

﴿۱﴾ حضرت ائمہ ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، دارمی، دارقطنی اور حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ:

((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : ”لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيِّ“))^۲

۱۔ تفسیر التحریر والتنویر ۳۸/۵۔ ۲۔ مرد ۳۔ عورتیں

۳۔ سنن أبي داود (المطبوع مع بذل المجهود)، كتاب النكاح، باب في الولي، ۱۰/۸۱؛ وجامع الترمذي (المطبوع مع تحفة الأحوذی)، أبواب النكاح، باب ما جاء لا نكاح إلا بولي، رقم الحديث ۱۱۰۷، ۴/۱۹۱؛ وسنن ابن ماجه، أبواب النكاح، لا ۵۵

”یقیناً نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”ولی کے بغیر نکاح نہیں۔“

ب حضرات ائمہ احمد، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، دارمی، دارقطنی اور حاکم رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ:

((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : ”أَيُّمَا امْرَأَةٍ نِكَحْتُ بِغَيْرِ إِذْنٍ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ .“))

”بلا شک و شبہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جس کسی عورت کا نکاح اس کے ولی کی اجازت کے بغیر کیا گیا، پس وہ نکاح باطل ہے، پس وہ نکاح باطل ہے، پس وہ نکاح باطل ہے۔“

شرح حدیث میں امام خطابیؒ نے تحریر کیا ہے:

(بقیہ) نکاح إلا بولی، رقم الحدیث ۱۸۸۷، ۳۴۷/۱؛ و سنن الدارمی، کتاب النکاح، باب النهی عن النکاح بغیر ولی، رقم الحدیث ۲۱۸۸، ۶۱/۲؛ و سنن الدارقطنی، کتاب النکاح، ۲۱۹/۳؛ و المستدرک علی الصحیحین، کتاب النکاح، ۱۶۹/۲۔

امیر صنعانیؒ نے اس حدیث کے متعلق تحریر کیا ہے کہ عبدالرحمن بن مدینی، علی بن مدینی، بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ اور دیگر متعدد حفاظ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: سبل السلام ۱۷/۳)؛ شیخ البانیؒ نے بھی اس حدیث کو [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن أبی داؤد، ۳۹۳/۲؛ و صحیح

سنن الترمذی ۳۱۸/۱؛ و صحیح سنن ابن ماجہ ۳۱۷/۱، وإرواء الغلیل ۲۳۵/۶)۔

۱۱ المسند ۱۶۵-۱۶۶؛ و سنن أبی داؤد (المطبوع مع بذل المجهود)، کتاب النکاح، باب فی الولی، ۷۹/۱۰-۸۰؛ و جامع الترمذی، أبواب النکاح، باب ما جاء لا نکاح إلا بولی، جزء من رقم الحدیث ۱۱۰۸، ۱۹۲/۴؛ و سنن ابن ماجہ، أبواب النکاح، لا نکاح إلا بولی، جزء من رقم الحدیث ۱۸۸۵، ۳۴۶/۱-۳۴۷؛ و سنن الدارمی، کتاب النکاح، باب النهی عن النکاح بغیر ولی، جزء من رقم الحدیث ۲۱۹۰، ۶۲/۲؛ و سنن الدارقطنی، کتاب النکاح، جزء من رقم الحدیث ۱۰، ۲۲۱/۳؛ و المستدرک علی الصحیحین، کتاب النکاح، ۱۶۸/۲۔ الفاظ حدیث ترمذی کے ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ نے اس حدیث کے متعلق تحریر کیا ہے کہ اس کو ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ (رضی اللہ عنہ) نے روایت کیا ہے، اور ابو داؤد، ابن حبان اور حاکم (رحمہ اللہ) نے [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: بلوغ المرام ص ۲۹۲)۔

((قَوْلُهُ (أَيُّمَا امْرَأَةً) كَلِمَةُ اسْتِيفَاءٍ وَاسْتِيعَابٍ ، وَفِيهِ إِثْبَاتُ الْوَلَايَةِ عَلَى النِّسَاءِ كُلِّهِنَّ ، وَيَدْخُلُ فِيهَا الْبُكَرُ وَالشَّيْبُ وَالشَّرِيفَةُ وَالْوَضِيعَةُ . وَفِيهِ بَيَانٌ أَنَّ الْمَرْأَةَ لَا تَكُونُ وَلِيَّةَ نَفْسِهَا.))^۱

”آپ کا فرمان [ایما امراة] شمول اور استیعاب کے لیے ہے، اور اس سے سب خواتین پر ولایت [سرپرستی] ثابت ہوتی ہے۔ ان میں کنواری، بیوہ، معزز اور غیر معزز سب قسم کی عورتیں شامل ہیں۔ نیز اس میں یہ بات بھی ہے کہ عورت خود اپنے متعلق [تہا] فیصلہ کرنے کی مجاز نہیں۔“
ج امام ابن ماجہ اور امام دارقطنی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ:

((قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ”لَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةَ الْمَرْأَةَ ، وَلَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةَ نَفْسَهَا ، فَإِنَّ الزَّانِيَةَ هِيَ الَّتِي تُزَوِّجُ نَفْسَهَا“))^۲
”رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”کوئی عورت کسی عورت کی شادی [کا فیصلہ] نہ کرے، اور نہ ہی کوئی عورت اپنی شادی [کا فیصلہ] خود کرے۔ بلا شک و شبہ بدکار عورت ہی اپنی شادی [کا فیصلہ] خود کرتی ہے۔“

علاوہ ازیں بعض حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے کہ انہوں نے اپنے نکاح کا خود فیصلہ کرنے والی عورت کو [فاحشہ]، [زانیہ] اور [فاجرہ] کہا ہے۔ ذیل میں اس کے متعلق تین اقوال بتوفیق الہی پیش کیے جا رہے ہیں:

❖ ۱۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

^۱ ملاحظہ ہو: معالم السنن ۱۹۶/۳۔
^۲ سنن ابن ماجہ، أبواب النکاح، لا نکاح إلا بولي، رقم الحديث ۱۸۸۸، ۳۴۷/۱؛ و سنن الدارقطني، کتاب النکاح، رقم الحديث ۲۵، ۲۲۷/۳۔
حافظ ابن حجرؒ نے اس حدیث کے راویوں کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: بلوغ المرام ص ۲۹۳)۔

۱۔ ((لَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةَ نَفْسَهَا ، فَإِنَّ الْبَغِيَّ هِيَ الَّتِي تُزَوِّجُ نَفْسَهَا)) ۱۷

”عورت اپنی شادی خود نہ کرے، بلا شک و شبہ [فاحشہ] عورت ہی اپنی شادی خود کرتی ہے۔“

ب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((إِنَّ الَّتِي تُزَوِّجُ نَفْسَهَا هِيَ الْفَاحِشَةُ)) ۱۸
”یقیناً جو عورت اپنی شادی خود کرتی ہے وہ [فاحشہ] ہے۔“

ایک دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے فرمایا:

((كُنَّا نَتَحَدَّثُ الَّتِي تُنِكَحُ نَفْسَهَا هِيَ الزَّانِيَةُ)) ۱۹
”ہم کہا کرتے تھے کہ خود اپنا نکاح کرنے والی [زانیہ] ہے۔“

ج حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

((الْبَغَايَا اللَّائِي يُتَزَوَّجْنَ بِغَيْرِ وَلِيٍّ)) ۲۰
”[فاحشہ عورتیں] وہ ہیں جو ولی کے بغیر شادی کرتی ہیں۔“

جب صورت حال یہ ہے کہ اسلامی شریعت میں عورت کو خود اپنا نکاح کرنے کا کلی اختیار نہیں دیا گیا، تو یہ کیسے ممکن ہے کہ بازاروں میں مردوں اور عورتوں پر احتساب کا معاملہ کسی خاتون کے سپرد کر دیا جائے؟

رب کعبہ کی قسم! ایسا کرنا اس مسکین عورت پر بہت بڑا ظلم ہے، اور ان پر بھی ظلم ہے جن کے احتساب کی غرض سے اس خاتون کا تقرر کیا گیا۔

۱۷ منقول از: مجموع فتاویٰ شیخ الإسلام ابن تیمیہ ۳۲ / ۱۳۱۔

۱۸ سنن الدار قطنی، کتاب النکاح، رقم الروایۃ ۲۶، ۳/۲۲۷۔

۱۹ المرجع السابق ۳/۲۲۷۔

۲۰ مصنف عبدالرزاق ۶/۱۹۷۔

(۳)

عورت کے ہاتھ میں باگ دوڑ دینے والوں کی محرومی فلاح

ہمارے سچے نبی کریم ﷺ نے اس بات کی پیش گوئی فرمائی کہ عورت کو اپنے معاملات سوچنے والی قوم فلاح سے محروم ہو جاتی ہے۔ امام بخاریؒ نے حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا:

((لَمَّا بَلَغَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَّ أَهْلَ فَارِسَ قَدْ مَلَكَوْا عَلَيْهِمْ بِنْتِ كِسْرَى قَالَ : "لَنْ يُفْلَحَ قَوْمٌ وَلَوْ أَمَرَهُمْ امْرَأَةٌ."))^۱

”جب رسول اللہ ﷺ کو خبر پہنچی کہ اہل فارس نے کسریٰ کی بیٹی کو اپنا حکمران بنایا ہے، تو آپ نے فرمایا: ”عورت کو اپنا معاملہ سوچنے والی قوم ہر گز فلاح نہ پائے گی۔“

خواتین کو بازاروں میں مردوں اور عورتوں کے احتساب کے لیے مقرر کرنا بھی لوگوں کے معاملات عورتوں کو سونپنا ہے۔ اور ایسے لوگوں کا مقدّر کامیابی اور کامرانی سے محروم ہونا، اور بد بختی اور بد نصیبی کو پانا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے بد نصیبوں میں

^۱ صحیح البخاری، کتاب المغازی باب کتاب النبی ﷺ، إلی کسری وقیصر، رقم الحدیث ۴۴۲۵، ۱۲۶/۸۔

اسی معنی کی حدیث حضرات ائمہ، احمد، الترمذی، النسائی، ابن حبان اور حاکم رحمہم اللہ نے روایت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: المسند ۴۳/۵، ۴۷، ۵۱؛ وجامع الترمذی، أبواب الفتن، رقم الحدیث ۲۳۶۵، ۴۴۷/۶؛ وسنن النسائی، کتاب آداب القضاء، النہی عن استعمال النساء فی الحکم، ۲۲۷/۸؛ والإحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، کتاب السیر، باب الخلافۃ والإمارۃ، رقم الحدیث ۴۵۱۶، ۳۷۵/۱۰؛ والمستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفة الصحابة ۱۱۸/۳-۱۱۹)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

شامل نہ فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔



(۴)

عورت کا اصلی ٹھکانا اس کا گھر

مردوں کے مقابلے میں عورتیں طبعی طور پر نازک اور کمزور ہیں۔ رحمن و رحیم رب نے عورت پر شفقت و عنایت فرماتے ہوئے ان کی سعی اور کوشش کا میدان ان کے گھروں کو بنایا، اور ایک عام قاعدہ اور ضابطہ بیان فرما دیا کہ عورتوں کا اصلی مستقر اور ٹھکانا ان کے گھر ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى﴾ ۱

[ترجمہ: ”اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو، اور پہلے دورِ جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار نہ دکھاتی پھرو۔“]

حافظ ابن جوزیؒ نے آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھا ہے:

((قَالَ الْمُفَسِّرُونَ : وَمَعْنَى الْآيَةِ : ”الْأَمْرُ لَهُنَّ بِالتَّوَقُّرِ وَالشُّكُونِ فِي بُيُوتِهِنَّ ، وَأَنْ لَا يَخْرُجْنَ.“)) ۲

”مفسرین نے بیان کیا ہے کہ آیت کا معنی یہ ہے کہ انہیں اپنے گھروں میں قرار پکڑنے اور نکلے رہنے کا حکم دیا گیا ہے، اور یہ کہ وہ [باہر] نہ نکلیں۔“

امام ابو بکر بھٹائی نے تحریر کیا ہے:

((وَفِيهِ الدَّلَالَةُ عَلَى أَنَّ النِّسَاءَ مَأْمُورَاتٌ بِلَزُومِ الْبُيُوتِ ،

۱۔ سورة الأحزاب / جزء من الآية ۳۳.

۲۔ زاد المسير ۶/۳۷۹ ؛ نیز ملاحظہ ہو : تفسیر أبي السعود ۴/۴۱۶ ، وفتح القدیر

۴/۲۷۷ - ۲۷۸.

مَنْهَيَاتٍ عَنِ الْخُرُوجِ ۖ)) ۱۷

”یہ [آیت] اس بات پر دلالت کناں ہے کہ عورتوں کو گھروں میں نکلے رہنے کا حکم دیا گیا ہے، اور باہر نکلنے سے روکا گیا ہے۔“
حافظ ابن کثیرؒ رقم طراز ہیں:

((الزَّمَنَ يُؤْتِكُنَّ ، فَلَا تَخْرُجْنَ لِغَيْرِ الْحَاجَةِ ۖ)) ۱۸

”اپنے گھروں سے چٹی رہو، بلا ضرورت باہر نہ نکلو۔“

کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ حکم صرف ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ہی کے لئے ہے، اگرچہ آیت کریمہ میں خطاب انہی کے لئے ہے، لیکن یہ حکم سب مسلمان عورتوں کے لئے ہے، متعدد مفسرین کرام نے اس بات کو وضاحت سے بیان کیا ہے۔

مثال کے طور پر اس بارے میں امام ابو بکر بھٹاویؒ نے تحریر کیا ہے:

((فَهَذِهِ الْأُمُورُ كُلُّهَا مِمَّا أَدَّبَ اللَّهُ تَعَالَى بِهِ نِسَاءَ النَّبِيِّ ﷺ صِيَانَةً لَهُنَّ ، وَسَائِرُ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ مُرَادَاتٌ بِهَا ۖ)) ۱۹

”نبی کریم ﷺ کی بیویوں کی حفاظت کی خاطر اللہ تعالیٰ نے انہیں ان آداب کی تلقین کی ہے، لیکن ان کی پابندی دیگر مسلمان خواتین پر بھی ہے۔“

علامہ قرطبیؒ نے اس سلسلے میں لکھا ہے:

((مَعْنَى هَذِهِ الْآيَةِ الْأَمْرُ بِلزومِ الْبَيْتِ . وَإِنْ كَانَ الْخِطَابُ لِنِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَدْ دَخَلَ غَيْرُهُنَّ فِيهِ بِالْمَعْنَى . هَذَا لَوْ لَمْ يَرِدْ دَلِيلٌ يَخْصُ جَمِيعَ النِّسَاءِ ، كَيْفَ وَالشَّرِيعَةُ طَافِحَةٌ

۱۷ تفسیر ابن کثیر ۳/ ۴۸۲.

۱۸ احکام القرآن ۳/ ۳۶۰.

۱۹ احکام القرآن ۳/ ۳۶۰.

بَلَرُومِ النَّسَاءِ بِيُوتِهِنَّ وَالْإِنْكِفَافِ عَنِ الْخُرُوجِ مِنْهَا إِلَّا
لِضُرُورَةٍ ۝^۱

”اس آیت کا معنی گھروں میں چھپے رہنا ہے، اگرچہ خطاب تو نبی ﷺ کی بیویوں کو ہے، لیکن اس کے معنی میں ان کے علاوہ دیگر عورتیں بھی داخل ہیں۔ علاوہ ازیں اس حکم سے دوسری عورتوں کو مستثنیٰ کرنے کے لئے کوئی دلیل نہیں، بلکہ شریعت تو عورتوں کو اپنے گھروں سے چھپے رہنے، اور بلا ضرورت باہر نکلنے [کے احکامات] سے بھری پڑی ہے۔“

تعب ہے ان لوگوں کی عقل و دانش پر جو گھروں میں ٹکے رہنے کا حکم امہات المؤمنین کے لئے مخصوص کرتے ہیں، جو کہ قرآن کریم کے واضح بیان کے مطابق پاک باز ہیں، اور دیگر عورتوں کو اس حکم سے مستثنیٰ قرار دیتے ہیں۔ کیا دیگر عورتیں ازواج مطہرات سے زیادہ پاک باز ہیں؟ سب مردوزن کے خالق رب تعالیٰ کی قسم! ہماری اور ان کی عورتوں کو اس حکم کی پابندی کی ضرورت پاک طینت اور بلند سیرت امہات المؤمنین سے کہیں زیادہ ہے۔

علاوہ ازیں گھروں کا عورتوں کے لئے اصل ٹھکانا ہونے پر یہ بات بھی دلالت کناں ہے کہ مردوں پر پانچوں نمازیں باجماعت ادا کرنے، خطبہ جمعہ سننے، اور نماز جمعہ ادا کرنے کی خاطر مسجد میں آنا فرض ہے، لیکن عورتیں اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ صرف یہی نہیں، بلکہ آنحضرت ﷺ نے واضح انداز میں بیان فرمایا کہ عورت کی گھر میں نماز مسجد میں اس کی باجماعت نماز سے اعلیٰ و افضل ہے۔

۱۔ تفسیر القرطبی ۱/۱۷۹۔

۲۔ مردوں پر فرضیت نماز باجماعت کے دلائل کی تفصیل کے ملاحظہ ہو: راقم السطور کی کتاب: ”أهمية صلاة الجماعة في ضوء النصوص وسير الصالحين“ ص ۶۹-۷۱۔

۳۔ اس سلسلے میں تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: راقم السطور کی کتاب: ”التدابير الوقائية من الزنا في الفقه الإسلامي“ ص ۲۵۷-۲۵۸۔

عورتوں کا اصل ٹھکانا گھر ہونے پر دلالت کناں ایک اور بات یہ ہے کہ مسلمان عورت گھر سے نکلنے کی صورت میں کچھ شرعی آداب کی پاسداری کی پابند ہے، اور ان میں سے سات درج ذیل ہیں:

۱☆ بلا ضرورت نہ نکلے۔

۲☆ سر پرست کی اجازت کے بغیر نہ نکلے۔

۳☆ بلا حجاب نہ نکلے۔

۴☆ خوشبو استعمال کر کے نہ نکلے۔

۵☆ اپنی زینت آواز سے ظاہر نہ کرے۔

۶☆ مردوں سے اختلاط نہ کرے۔

۷☆ محرم کے بغیر سفر نہ کرے۔ ۱۰

جب صورت حال یہ ہے کہ اسلام میں عورتوں کو گھر قرار پکڑنے کا حکم دیا گیا ہے، نماز باجماعت و جمعہ کے لئے مسجد میں حاضری سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے، گھر سے نکلتے وقت متعدد شرعی آداب کی پاسداری کا پابند کیا گیا ہے، تو کیا اس سب کچھ کے بعد یہ تصور کیا جاسکتا ہے کہ مسلمان خاتون کو احتساب کے نام پر، یا کسی اور نام سے گھنٹوں بازاروں میں اچھے اور برے لوگوں سے نمٹنے کے لئے مقرر کیا جائے؟ رب کعبہ کی قسم! اس بات کا اسلام سے قطعاً کوئی میل اور جوڑ نہیں۔



(۵)

بازار میں تقاضائے احتساب کا طبیعت نسواں کے منافی ہونا
مختب لوگوں کو ان کی خواہشات کے برعکس ایسی باتیں کرنے کا حکم دیتا ہے جن کو

۱۰ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: المرجع السابق ص ۲۵۷ - ۲۵۸۔

وہ کرنا پسند نہیں کرتے، اور ایسی باتوں سے منع کرتا ہے جن کے وہ شوقین اور دلدادہ ہوتے ہیں، اور لوگوں کو ان کی خواہشات کے برعکس چلانے کی کوشش کرنے والے کم ہی لوگوں کے شرور و فتن سے محفوظ رہتے ہیں۔

علاوہ ازیں احتساب میں حقیقی معرکہ محتسب اور اوباش اور بدقماش قسم کے لوگوں کے درمیان ہوتا ہے۔ بھلے لوگ بھی غلطی کرتے ہیں، لیکن ان کے لئے اشارہ یا معمولی تنبیہ ہی کافی ہوتی ہے۔ لیکن بدطینت، آوارہ اور برے لوگوں کو سیدھی راہ پر لانے کے لئے محتسب کو شدید محنت اور جدوجہد کی ضرورت ہوتی ہے، اور اس غرض کے لئے اس کا بارعب ہونا ضروری ہوتا ہے۔ اسی لئے علمائے حسب نے محتسب کے لیے ضروری قرار دیا ہے کہ وہ رعب اور دبدبہ والا ہو۔ مثال کے طور پر امام ماوردیؒ نے اس بارے میں تحریر کیا ہے:

((وَمِنْ شُرُوطِ وَالِي الْحِسْبَةِ أَنْ يَكُونَ حُرًّا ، عَدْلًا ، ذَا رَأْيٍ وَصَرَامَةٍ وَخَشُونَةٍ فِي الدِّينِ ، وَعَلِمٌ بِالْمُنْكَرَاتِ الظَّاهِرَةِ))^۱

”والی حسب کی شرائط میں سے ہے کہ وہ آزاد، عادل، صاحب الرائے، اور دین میں قوت اور سختی والا ہو، اور منکرات ظاہرہ سے باخبر ہو۔“

کیا یہ عقل مندی کی بات ہے کہ صنف نازک سے ایسی قوت سختی کے اظہار کا مطالبہ یا توقع کی جائے؟ کیا یہ مناسب ہے کہ مسلمان خاتون کو اوجھے، اوباش، اور بدقماش لوگوں سے سارا دن جھگڑنے، تو تکار کرنے، بلکہ بسا اوقات ہاتھ پائی کے لئے بازاروں میں متعین کیا جائے؟ عرش والے رب کی قسم! اس بات کی اجازت نہ شریعت اسلامیہ دیتی ہے، اور نہ ہی عقل و انصاف اس کی تائید کرتے ہیں۔

۱۔ الأحكام السلطانية ص ۲۴۱؛ نیز ملاحظہ ہو: ”الأحكام السلطانية“ للفاضل أبي يعلى الحنبلي ص ۲۸۵، و ”معالم القرية في أحكام الحسبة“ لابن الإخوة القرشي ص ۵۱ - ۵۲۔

(۶)

عام میدانوں میں عورتوں کے نکلنے کے نتائج

اللہ تعالیٰ کے عورتوں کو گھروں میں قرار پکڑنے کے حکم کی حکمت کے متعلق ایمان و ایقان میں مزید اضافہ اس بات سے ہوتا ہے کہ جن معاشروں میں عورتیں عام میدانوں میں مردوں کے ساتھ شریک ہوئیں، وہاں فساد میں اضافہ ہوا، بے حیائی کا چلن ہوا، اور خواتین کی عصمتوں کا لٹنا معمول کی بات قرار پائی۔

اسی سلسلے میں ذیل میں چند ایک باتیں اعداد و شمار کے ساتھ بتوفیق الہی پیش کی جا رہی ہیں۔

☆..... بانجھ پن کا عام ہونا:

ایسے معاشروں میں عورتوں کو مردوں ایسے بننے اور بنانے کی دوڑ میں، خود عورتوں نے، یا وہاں کے مردوں نے، یا دونوں ہی نے چاہا کہ خواتین کو بچوں کو جنم دینے کی [مصیبت] سے نجات مل جائے، یا یہ [مصیبت] کم از کم ہو جائے۔ اس خواہش کی تکمیل کے لئے کتنی ہی عورتیں بانجھ ہونے کے لئے آپریشن کرواتی ہیں، اور ان کی کتنی بڑی تعداد پیٹ ہی میں موجود بچوں کو ضائع کر دیتی ہے۔

مشہور روزنامہ اخبار [الشرق الاوسط] نے برازیل کے بارے میں درج ذیل خبر شائع کی:

”(برازیل۔ رائٹر) عورتوں کے حقوق کے متعلقہ تنظیموں نے ذکر کیا ہے

کہ برازیل میں بچوں کو ضائع کروانے کی خاطر آپریشنوں کے دوران چار لاکھ سے زیادہ عورتیں مر جاتی ہیں۔ اور ہزاروں عورتیں نوکری کے حصول کی غرض سے بانجھ ہونے کے لئے آپریشن کرواتی ہیں۔“

برازیلی کانگریس کے زیر اہتمام عورتوں کے حقوق کے متعلق سیمینار میں حقوق

نسواں کے بڑے بڑے علم برداروں نے بیان کیا کہ برازیل میں بچوں کو ضائع کرنے کی خاطر چالیس لاکھ سالانہ آپریشن کئے جاتے ہیں، اور ان کی بڑی تعداد انتہائی دقیقاً نو سی انداز میں کی جاتی ہے۔ (علاوہ ازیں)

”گزشتہ دنوں تنظیم (ریدی) نے کہا کہ برازیلی عورتوں کی چوالیس فیصد تعداد بچوں کو جنم دینے کی عمر میں بانجھ ہونے کی غرض سے آپریشن کرواتی ہے۔“^۱

☆.....جنسی زیادتی:

ان معاشروں میں جنسی زیادتی روزمرہ کا معمول بن چکا ہے۔ ایک مغربی لکھنے والی خاتون [لین فارلی] نے تحریر کیا ہے کہ امریکا اور یورپ میں جنسی زیادتی اپنی متعدد شکلوں میں بہت ہی عام ہے۔ زندگی کے کسی شعبے میں بھی مردوں کے ساتھ کام کرنے والی عورت کا اس کا شکار ہونا کوئی شاذ و نادر یا استثنائی بات نہیں، بلکہ یہ تو معمول کی بات ہے۔^۲

جنسی زیادتی کی چند ایک مثالیں ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:

① 1975 میں جامعہ کورنل نے جنسی زیادتی کے متعلق کام کرنے والی عورتوں کی آراء کو جمع کیا۔ زندگی کے مختلف شعبوں میں کام کرنے والی عورتوں نے رائے دی، میں حصہ لیا۔ ان میں سے 70 فیصد نے بیان کیا کہ انہیں اس قسم کی مشکلات اور زیادتی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان میں سے 56 فیصد نے بیان کیا کہ یہ زیادتیاں سنگین نوعیت کی تھیں۔

② جنوری 1976 م میں ریڈ بک میگزین (Red Book Magzine) نے ایک رپورٹ شائع کی، جس کو کام کرنے والی نو ہزار عورتوں کے جوابات کی روشنی میں تیار

۱۔ اخبار [الشرق الأوسط] مورخہ ۹ جمادی الأولى ۱۴۱۲ھ۔

۲۔ منقول از: کتاب [عمل المرأة في الميزان] للدكتور محمد علی البار ص ۱۶۷۔

کیا گیا تھا۔ ان میں سے 90 فیصد نے بیان کیا کہ وہ عملی طور پر جنسی زیادتی کا شکار ہو چکی ہیں۔

۴ اقوام متحدہ میں کام کرنے والی سیکرٹری خواتین سے جنسی ہوس کا نشانہ بننے کے متعلق دریافت کیا گیا۔ اس سلسلے میں 875 عورتوں کے جوابات جمع ہو چکے، تو ذمہ داران نے اس سلسلے کو بند کروادیا۔ جوابات دینے والی خواتین میں سے 50 فیصد نے بیان کیا کہ وہ ذاتی طور پر چھیڑ چھاڑ اور جنسی ہوس کا نشانہ بن چکی ہیں۔ ۱۰

۵ شعبہ پولیس میں کام کرنے والی 333 خواتین میں سے 50 فیصد نے بیان کیا کہ وہ اپنے افسران بالا کی جنسی ہوس کا نشانہ بن چکی ہیں۔ ۱۰

۶ روزنامہ (الریاض) میں اقوام متحدہ کے متعلق درج ذیل خبر شائع ہوئی:

”جنیوا۔ دب: ایک تقریر میں بتایا گیا کہ جنیوا میں اقوام متحدہ کے ہیڈ کوارٹر جنیوا میں چیف پروٹوکول آفیسر کو بعض کام کرنے والی عورتوں سے غیر اخلاقی چھیڑ چھاڑ کرنے کی بنا پر معطل کر دیا گیا۔“

اگر چیف پروٹوکول آفیسر کے کام کرنے والی عورتوں سے معاملہ کی کیفیت یہ تھی، تو باقی ملازمین اور افسران بالا ان عورتوں کے ساتھ کیسا معاملہ کرتے ہوں گے؟

☆.....عورتوں کے اغوا کی وارداتیں:

ایسے معاشروں میں عورتوں کا اغوا و زمرہ زندگی کا حصہ بن چکا ہے۔ اس بارے میں بعض اعداد و شمار اور بیانات ذیل میں بتوفیق الہی پیش کیے جا رہے ہیں:

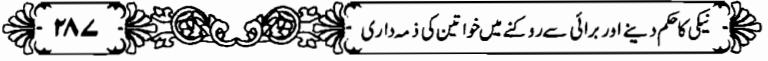
① امریکی انسائیکلو پیڈیا میں تحریر کیا گیا ہے:

In western nations rape has been the most rapidly increasing crime The theory that growing sexual

۱۰ منقول از: کتاب [عمل المرأة في الميزان] للدكتور محمد علی البار ص ۱۷۸-۱۷۹.

۱۱ منقول از: المرجع السابق ص ۱۸۴.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



permissiveness would reduce occurrence of rape does not appear to be correct.^۱

”دیگر تمام جرائم کے مقابلے میں مغربی اقوام میں عورتوں کے اغوا کے جرائم میں سب سے زیادہ تیز رفتاری سے اضافہ ہو رہا ہے۔ جنسی اباحت کی بنا پر اغوا کی وارداتوں میں کمی کا نظریہ صحیح ثابت ہوتا نظر نہیں آ رہا۔“

② ”اغوا“ نامی کتاب میں بیان کیا گیا ہے:

“In the United states between 1970 and 1982 reports of forcible rape more than doubled from 37860 to 77763”^۲

”ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں 1982ء میں عورتوں کی وارداتوں کی رپورٹوں میں 1970ء کے مقابلے میں دگنا اضافہ ہوا۔ ان کی تعداد 37860 سے 77763 ہو گئی۔“

③ مذکورہ بالا کتاب میں یہ بھی تحریر کیا گیا ہے:

“The United states National crime survey of 1979 estimated that only 50 percent of forcible rapes were reported to police”^۳

”ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی قومی جائزہ جرائم رپورٹ 1979ء کے مطابق اغوا کے صرف 50 فیصد حادثات کی پولیس کو رپورٹ کی گئی۔“

④ ”ہم نمبر ایک ہیں“ نامی کتاب میں تحریر کیا گیا ہے:

“A recent study finds that 21 percent of American

۱ Encyclopedia of Americana, rape, 23/2550

۲ “Rape” Edited by sylvana Tomasella and Ray Portes, 20.

۳ “Rape” page 21.

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری

women say they have been raped since age 14^۱

”ایک تازہ جائزہ رپورٹ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ 21 فی صد امریکی خواتین نے بیان کیا ہے کہ انہیں چودہ سال ہی کی عمر میں اغوا کیا گیا۔“
 (۵) مذکورہ بالا کتاب ہی میں بیان کیا گیا ہے:

“In another study, more than one in eight white young American women (12.7 percent) say they were raped by age 20^۲”

”ایک دوسری جائزہ رپورٹ میں بتلایا گیا ہے کہ ہر آٹھ سفید فام امریکی خواتین میں سے ایک سے زیادہ عورتوں کو بیس سال کی عمر میں اغوا کیا گیا۔“
 [یعنی 12,7 فیصد سے زیادہ خواتین]
 (۶) سابقہ کتاب ہی میں یہ بھی لکھا گیا ہے:

“One in seventeen say they were raped at age 14 or younger^۳”

ایک اور رپورٹ میں بیان کیا گیا ہے:
 ”ہر سترہ میں سے ایک خاتون نے بتلایا کہ اس کو چودہ سال یا اس سے بھی چھوٹی عمر میں اغوا کیا گیا تھا۔“
 (۷) ”خواتین: ایک جائزہ“ نامی کتاب میں شائع کیا گیا:

“A study of 1236 London women, for instance, discovered that one in six had been raped, one in five had fought off an attempted rape^۴”

۱ “We’re Number One” page 126.

۲ “We’re Number One” page 126.

۳ “We’re Number One” page 126.

۴ “Women: An Analysis” page 59.

”لندن کی 1236 عورتوں کے متعلق جائزہ رپورٹ میں انکشاف کیا گیا کہ ہر چھ میں سے ایک خاتون کو اغوا کیا گیا، اور ہر پانچ میں سے ایک عورت نے اغوا کی واردات سے بچاؤ کے لیے مقابلہ کیا۔“

☆.....کنواری لڑکیوں کا حاملہ ہونا اور ناجائز نیچے:

مغربی معاشروں میں جہاں خواتین مردوں کے شانہ بشانہ کام کی خاطر نکلیں، وہاں غیر شادی شدہ لڑکیوں کا حاملہ ہونا، اور ناجائز بچوں کی کثرت معمول کی بات قرار پائی۔ امریکی مصنف کی کتاب [ہم نمبر ایک ہیں] ہی میں بیان کیا گیا ہے:

“One in ten American young women age 15 to 19 (One in five who are sexually active) becomes pregnant each year”^{۱۴}

”15 سے 19 سال کی دس امریکی لڑکیوں میں سے ایک لڑکی ہر سال حاملہ ہو جاتی ہے، اور ہر پانچ میں سے ایک لڑکی جنسی تعلقات قائم کرتی ہے۔“
اسی کتاب میں یہ بھی بیان کیا گیا: ②

”Two thirds of teen-age mothers are not married”^{۱۵}

”نو جوان ماؤں میں سے دو تہائی غیر شادی شدہ ہوتی ہیں۔“

ان معاشروں میں حمل کو روکنے اور بچوں کو پیٹ ہی میں ضائع کرنیکی کوششوں کے باوجود ناجائز بچوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ سعودی عرب سے نکلنے والی انگریزی اخبار [Arab News] میں برطانیہ میں بچوں کی پیدائش کے متعلق سرکاری اعداد و شمار شائع کیے گئے۔ انہی اعداد و شمار میں یہ بات بھی بیان کی گئی کہ: ”پیدا ہونے والے چار بچوں میں

^{۱۴} “We’re Number One” page 14.

^{۱۵} Were Number One page 15.

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری

سے ایک بچہ کنبے سے باہر پیدا ہو رہا ہے۔ اور اس تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ اور اگر ان بچوں کی تعداد میں اضافہ کا تناسب یہی رہا، تو آئندہ چند سالوں میں کوئی بچہ بھی کنبے کے اندر پیدا نہ ہوگا۔“

اعداد و شمار کے نگران آفیسر نے مزید کہا: ”اس اضافے کے باوجود برطانیہ تاحال سوئڈن کے مقابلے میں پیچھے ہے جہاں کنبہ کے باہر پیدا ہونے والے بچوں کا تناسب 50 فی صد ہے۔“

اور یہ صورت حال حمل کو روکنے اور بچوں کو ضائع کرنے کی ساری کوششوں کے بعد ہے۔

کیا اس سب کچھ کے بعد کوئی ایمان و حیا اور عقل و خرد والا شخص عورتوں کو زندگی کے عام میدانوں میں مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنے کی دعوت دے سکتا ہے؟ فاعتبروا یا اولی الابصار۔



مبحث دوم

چند شبہات اور ان کی حقیقت

تمہید:

بازار میں عورت کی بحیثیت محتسبہ تقرری کے حامیوں نے اپنے موقف کی تائید، اور اس کی ممانعت کے دلائل کے متعلق کچھ شکوک و شبہات پیدا کرنے کے لیے کچھ باتیں کی ہیں۔ توفیق رب العزت سے اس بحث میں ان کی باتوں کا تنقیدی جائزہ لیا جا رہا ہے۔ اس مقام پر گفتگو درج ذیل عنوانوں کے ضمن میں ہوگی ان شاء اللہ تعالیٰ:

Arab News, Date 16/2/1990.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

- ۱۔ فرضیتِ احتساب پر دلالت کناں عام نصوص سے استدلال اور اس کی حقیقت
- ۲۔ الشفاء رضی اللہ عنہا کی بحیثیتِ محتسبہ تقرری کی کہانی اور اس کی حقیقت
- ۳۔ سمراء رضی اللہ عنہا کا احتساب کے لئے بازار نکلنا اور اس کی حقیقت
- ۴۔ محتسبہ کا اہل بازار کے حالات سے زیادہ آگاہ ہونا اور اس کی حقیقت
- ۵۔ محتسبہ مقرر کرنے کا عورت کے بازار جانے پر قیاس اور اس کی حقیقت
- ۶۔ بازارِ نسواں میں مرد محتسب کا باعثِ فساد ہونا اور اس کی حقیقت
- ۷۔ عورتوں کو معاملہ سوچنے کے متعلق حدیث کی خلافت کے ساتھ تخصیص اور اس کی حقیقت



(۱)

فرضیتِ احتساب کے متعلق عام نصوص سے استدلال اور اس کی حقیقت

بعض لوگ ہر عاقل، بالغ اور ذی استطاعت مسلمان پر فرضیتِ احتساب کے متعلق دلالت کناں عام نصوص سے عورت کے بحیثیتِ محتسبہ بازار میں تعین پر استدلال کرتے ہیں۔ ایک صاحب نے تحریر کیا ہے:

”فرضیتِ احتساب پر دلالت کناں نصوص عام ہیں، وہ ہر عاقل بالغ قادر مسلمان کے لئے ہیں، خواہ وہ مردوں میں سے ہو، یا عورتوں میں سے۔“^۱ انہوں نے ہی ایک دوسری جگہ لکھا ہے:

”احتساب کے متعلق شرعی نصوص عام ہیں، اور ان میں تمام عاقل بالغ

^۱ ملاحظہ ہو: أصول الحسبة في الإسلام ص ۶۸.

مسلمانوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔“ ۱۷

اس استدلال کا جواب یہ ہے کہ ہم عورتوں کو فریضہ احتساب ادا کرنے سے نہیں روکتے، بلکہ انہیں اس کے ادا کرنے کی دعوت دیتے ہیں، اور یہ کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، جس بات سے ہم منع کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ انہیں بازاروں میں مردوں اور عورتوں کے درمیان بحیثیت محتسبہ مقرر کیا جائے، اور دونوں باتوں میں بہت فرق ہے۔ جس اللہ تعالیٰ نے عورت پر احتساب فرض کیا ہے، اسی نے مردوں کو عورتوں کا سرپرست بنایا ہے عورتوں کو اپنے معاملات کا کلی اختیار نہیں دیا، اور عورتوں کا اصل ٹھکانا ان کے گھروں کو قرار دیا ہے۔

عجب بات ہے کہ فرضیت احتساب کے متعلق عمومی نصوص سے غلط استدلال کرتے ہوئے، انہیں مضبوطی سے تھامنے کا دعویٰ کیا جائے، اور [عورتوں کو والی بنانے سے] منع کرنے والی نصوص سے چشم پوشی کی جائے؟

﴿اَفْتُوْهُمْ مِّنْ بَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ﴾ ۱۸



(۲)

الشفاء رضی اللہ عنہا کی بحیثیت محتسبہ تقرری کی کہانی اور اس کی حقیقت

بعض لوگوں نے بازار میں عورت کو بحیثیت محتسبہ مقرر کرنے کی خاطر اس کہانی سے استدلال کیا ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے

۱۷ ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۶۸.

۱۸ سورة البقرة / جزء من الآية ۸۵. [ترجمہ: کیا تم لوگ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بعض حصوں کو مانتے ہو، اور بعض کا انکار کرتے ہو؟]۔

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری

۲۹۳

ام سلیمان الشفاء رضی اللہ عنہا کو بازار میں احتساب کی غرض سے متعین فرمایا۔ درج ذیل دو باتوں کی روشنی میں اس استدلال کی حیثیت واضح ہو جاتی ہے:

① یہ کہانی سرے سے ثابت ہی نہیں۔ امام ابو بکر ابن العربی نے اس کے متعلق تحریر کیا ہے:

((وَقَدْ رُوِيَ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَدَّمَ امْرَأَةً عَلَى حِسْبَةِ السُّوقِ ، وَلَمْ يَصَحَّ ، فَلَا تَلْتَفِتُوا إِلَيْهِ ، فَإِنَّمَا هُوَ مِنْ دَسَائِسِ الْمُبْتَدِعَةِ فِي الْحَدِيثِ)) ۱۰

”یہ ذکر کیا گیا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو بازار میں احتساب کی غرض سے متعین کیا، لیکن یہ صحیح نہیں۔ اس [کہانی] کی طرف توجہ نہ کرو، یقیناً یہ تو بدعتی لوگوں کی جانب سے حدیث میں داخل کردہ جھوٹی باتوں میں سے ہے۔“

② اگر یہ قصہ ثابت بھی ہو، تو اس سے مراد یہ نہیں کہ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں باقاعدہ محتسبہ کی حیثیت سے بازار میں مقرر کر رکھا تھا، بلکہ جن کتابوں میں اس کا ذکر ہے، وہ یہ ہے کہ کبھی کبھی وہ بازار کا کوئی معاملہ ان کے سپرد کر دیتے۔ چنانچہ [الاستیعاب] اور [الإصابة] کے الفاظ ہیں:

((وَرُبَّمَا وَلَّاهَا شَيْئًا مِنْ أَمْرِ السُّوقِ)) ۱۱
”کبھی کبھار بازار کے کسی معاملے کو ان کے سپرد کر دیتے۔“

قاضی ابوالعباس احمد بن سعید مجلدیؒ اس بارے میں رقم طراز ہیں:

((إِنَّ الْحُكْمَ لِلْغَالِبِ ، وَالنَّادِرُ لَا حُكْمَ لَهُ ، وَتِلْكَ الْقَضِيَّةُ مِّنَ النَّدَوْرِ بِمَكَانٍ)) ۱۲

۱۰ احکام القرآن ۱۴۵۷/۳

۱۱ ملاحظہ ہو: الاستیعاب فی معرفة الأصحاب ۱۸۶۹/۴ ؛ الإصابة فی تمییز الصحابة ۱۲۱/۸ ، نیز دیکھئے : أعلام ۲۴۶/۳ للزرکلی .

۱۲ التیسیر فی احکام التیسیر ص ۳۴ .

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

”حکم تو عام طور پر کئے جانے والے عمل سے ثابت ہوتا ہے، شاذ و نادر بات سے حکم ثابت نہیں ہوتا، اور یہ واقعہ تو بہت ہی شاذ و نادر قسم کا ہے۔“

قصے کے ثابت ہونے کی صورت میں اس سے مراد یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی ایسا معاملہ ان کے سپرد کیا ہوگا جس کا تعلق صرف خواتین سے تھا۔ قاضی مجیدؒ نے اس سلسلے میں لکھا ہے۔

((وَلَعَلَّهُ فِيْ أَمْرِ خَاصٍّ يَتَعَلَّقُ بِأُمُورِ النِّسْوَةِ)) ۱۷

”شائد کہ وہ بات خصوصی طور پر عورتوں ہی کے متعلق تھی۔“

ڈاکٹر امام نے اس روایت کے متعلق تحریر کیا ہے:

((وَإِنْ كُنَّا نَمِيلُ إِلَى تَخْصِيصِ هَذَا الْأَثَرِ وَمِمَّا يَمَاطِلُهُ إِلَى أَنْ تَوَلَّيَتِ الْمَرْأَةُ لِلْحَسْبَةِ تَكُونُ فِي الْمُجْتَمَعَاتِ النَّسَائِيَّةِ بَائِعَاتٍ وَمُشْتَرِيَّاتٍ ، وَمِثْلُ مَا كَانَ مَعْرُوفًا مِّنْ حَمَامَاتٍ عَامَّةٍ لِلنِّسَاءِ ، فَذَلِكَ أَقْوَمُ سِيَاسَةً وَأَقْسَطُ شَرِيعَةً)) ۱۸

”ہماری نظر میں رائج بات یہ ہے کہ اس روایت اور اسی طرح کے دیگر آثار کا تعلق ایسے نسوانی معاشروں سے ہے، جہاں بیچنے والی اور خریدار سب عورتیں ہوں، اور جیسے کہ گزشتہ زمانے میں عام حمام صرف عورتوں کے لیے ہی مخصوص جگہیں ہوتی تھیں۔ یہ بات نظام کے اعتبار سے زیادہ مضبوط اور شرعی اعتبار سے زیادہ انصاف والی ہے۔“

اس قصے کے متعلق ظافر قاسمی کی غلط فہمی:

جن لوگوں نے الشفاء فی النہج کے قصے سے استدلال کرتے ہوئے ٹھوکر کھائی ہے، ان میں سے لبنان کے ایک استاد ظافر قاسمی ہیں۔ ذیل میں پہلے ان کا بیان نقل کیا جا رہا ہے، پھر اس کا تنقیدی جائزہ بتوفیق الہی پیش کیا جائے گا۔

۱۷ اصول الحسبة في الإسلام ص ۶۸.

۱۸ المرجع السابق ص ۳۴.

استاد قاسمی کی تحریر:

انہوں نے تحریر کیا ہے۔

((وَقَدْ أَشَارَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ إِلَى اسْتِعْمَالِ عُمَرَ لِلشِّفَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَالَ :

”وَكَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِذَا دَخَلَ السُّوقَ دَخَلَ عَلَيْهَا.)) ۱۵

”ابن جوزیؒ نے الشفاء رضی اللہ عنہا کی عمر رضی اللہ عنہ کی جانب سے تقرری کی طرف

اشارہ کیا ہے، انہوں نے بیان کیا کہ: ”عمر رضی اللہ عنہ جب بازار تشریف لے

جاتے تو ان کے ہاں جاتے۔“

پھر استاد قاسمیؒ نے ابن جوزیؒ کی عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

((وَفِي هَذِهِ الْعِبَارَةِ إِشَارَةٌ إِلَى مَكَانِ عَمَلِهَا ، وَإِلَّا لِكَانَتْ

فِي بَيْتِهَا - وَلَكِنَّهَا فِي السُّوقِ لِتَأْدِيبِ الْغَشَّاشِينَ ،

وَمُرَاقَبَتِهِمْ ، وَعَلَى الْعُمُومِ : لِلْقِيَامِ بِوَاجِبِهَا.)) ۱۶

”اس عبارت میں ان کی جائے عمل کی طرف اشارہ ہے، کیونکہ اگر وہ وہاں

نہ ہوتیں، تو اپنے گھر میں ہوتیں، لیکن وہ توبہ دینا لوگوں کو ادب سکھانے،

ان کی نگرانی کرنے، غرضیکہ اپنی ڈیوٹی کے ادا کرنے کی خاطر بازار میں

تھیں۔“

استاد قاسمی کی تحریر پر تبصرہ:

① انسان یہ دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے کہ ایک پڑھا لکھا شخص اپنے استدلال کی عمارت

مفروضوں پر استوار کرنے کی کوشش کرے۔ حافظ ابن جوزیؒ کی عبارت کی جو

تفسیر استاد قاسمیؒ نے کی ہے معلوم نہیں لغت کی کون سی کتاب اس کی تائید

۱۵ نظام الحكم في الشريعة والتاريخ الإسلامي (السلطة القضائية) ص ۵۹۲.

۱۶ نظام الحكم في الشريعة والتاريخ الإسلامي (السلطة القضائية) ص ۵۹۲.

کرتی ہے؟

کیا عصر فاروقی میں بددیانت لوگوں کو ادب سکھانے اور ان کی نگرانی کے لئے بازاروں میں محتسبین کے دفاتر قائم کئے جا چکے تھے؟

اصل صورت حال یہ تھی کہ حضرت الشافعیؒ کا گھر مسجد اور بازار کے درمیان تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ جب مسجد سے نکل کر بازار کی طرف تشریف لے جاتے، تو الشافعیؒ کے گھر جاتے۔

ذیل میں امام مالکؒ کی بیان کردہ روایت پڑھنے سے ساری صورت حال روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے:

((فَعَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ فَقَدْ سُلِيْمَانَ بْنَ أَبِي حَثْمَةَ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ ، وَأَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ غَدَا إِلَى السُّوقِ ، وَمَسْكَنُ سُلَيْمَانَ بَيْنَ السُّوقِ وَالْمَسْجِدِ النَّبَوِيِّ ، فَمَرَّ عَلَى الشَّافِعِ أَمَّ سُلَيْمَانَ ، فَقَالَ لَهَا : ”لَمْ أَرِ سُلَيْمَانَ فِي الصُّبْحِ“ ؟ فَقَالَتْ : ”إِنَّهُ بَاتَ يُصَلِّي“ .

فَقَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ : ”لَأَنْ أَشْهَدَ صَلَاةَ الصُّبْحِ فِي جَمَاعَةٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَقُومَ لَيْلَةً“ .^۱

”ابو بکر بن سلیمان بن ابی حثمہ نے روایت بیان کی ہے کہ عمر بن خطابؓ نے سلیمان بن ابی حثمہ کو فجر کی نماز میں نہ پایا، [پھر] عمر بن خطابؓ بازار کی طرف گئے، اور سلیمان کا گھر بازار اور مسجد نبوی کے درمیان تھا، ان کا گزر ام سلیمان الشافعیؒ کے پاس سے ہوا، تو انہوں نے ان سے فرمایا: ”میں نے [نماز] صبح میں سلیمان کو نہیں دیکھا؟“

^۱الموطا، کتاب صلاة الجماعة، باب ما جاء في العتمة والصبح، رقم الرواية ۷، ۱۳۱/۱.

انہوں نے جواب دیا: ”وہ رات نماز [تہجد] پڑھتے رہے۔“
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”یقیناً مجھے فجر کی نماز باجماعت ادا کرنا [ساری]
رات قیام کرنے سے زیادہ پسند ہے۔“

زرکلی کی تحریر پر قاسمی کا تبصرہ:

استاذ زرکلی نے الشفانہ النبیؐ کے متعلق تحریر کیا ہے:
((وَرُبَّمَا وَلَّاهَا شَيْئًا مِنْ أَمْرِ السُّوقِ))
”وہ کبھی کبھار بازار کا کوئی معاملہ انہیں سونپ دیتے۔“
اس پر تبصرہ کرتے ہوئے استاد قاسمی نے تحریر کیا ہے:

((وَهَذَا التَّضْعِيفُ مِنْ شَيْخِنَا الزَّرْكَلِيِّ فِي قَوْلِهِ : ”وَرُبَّمَا“ ،
وَقَوْلِهِ : ”شَيْئًا“ لَا يُعْتَدُّ بِهِ ، لِأَنَّهُ اسْتِنْتَاجٌ ، لَا نَقْلَ عَنْ
أَصْلٍ))^۱

ہمارے شیخ زرکلی کا یہ کہنا کہ وہ [کبھی کبھار]، اور [کوئی معاملہ] ان کے سپرد
کرتے [، ان کا اپنا اجتہاد ہے، روایات میں یہ الفاظ موجود نہیں۔“

استاد قاسمی کے تبصرہ کا تجزیہ:

قارئین کرام! ان کتابوں کو ذرا خود ملاحظہ فرمائیے کہ ان میں اس واقعے کے متعلق
الفاظ کیا ہیں؟ اور پھر خود ہی فیصلہ کریں کہ استاد زرکلی کی نقل کردہ عبارت ان کا ذاتی اجتہاد
ہے، یا روایات ہی میں یہ واقعہ انہی الفاظ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ کتاب [الاستیعاب
في معرفة الأصحاب] اور [الإصابة في تمييز الصحابة] کے الفاظ یوں ہیں:
((وَرُبَّمَا وَلَّاهَا شَيْئًا مِنْ أَمْرِ السُّوقِ))^۲

^۱ نظام الحكم في الشريعة والتاريخ الإسلامي (السلطة القضائية) ص ۵۹۲.

^۲ ملاحظہ ہو: ”الاستیعاب في معرفة الأصحاب“ ۱۸۶۹/۴؛ و ”الإصابة في تمييز الصحابة“ ۱۲۱/۸.

”وہ کبھی کبھار بازار کا کوئی معاملہ انہیں سونپ دیتے۔“



(۳)

سمراء رضی اللہ عنہا کا بغرض احتساب بازار میں نکلنا اور اس کی حقیقت بازار میں عورت کے بحیثیت محتسبہ مقرر کرنے کے لیے بعض لوگوں نے حضرت سمراء بنت نہیک رضی اللہ عنہا کے بازار میں [امر بالمعروف اور نہی عن المنکر] کی خاطر نکلنے سے استدلال کیا ہے۔ اس واقعہ کا ذکر حافظ ابن عبد البرؒ نے بایں الفاظ کیا ہے:

((سَمْرَاءُ بِنْتُ نَهَيْكٍ الْأَسَدِيَّةُ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا): أَدْرَكْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَعُمَرْتُ، وَكَانَتْ تَمُرُّ فِي الْأَسْوَاقِ، وَتَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ، وَتَضْرِبُ النَّاسَ عَلَى ذَلِكَ بِسَوْطٍ كَانَ مَعَهَا))۔

”سمراء بنت نہیک اسدیہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کو پایا، اور لمبی عمر پائی۔ وہ بازاروں میں سے گزرتیں، نیکی کا حکم دیتیں، اور برائی سے روکتی تھیں، اور دورانِ احتساب لوگوں کو اپنے پاس موجود چھڑی سے مارتیں۔“

اس قصے پر تبصرہ:

۱ حافظ ابن عبد البرؒ نے اس قصے کو بلا سند ذکر کیا ہے۔ اس سے استدلال سے پہلے اس کا ثابت کرنا ضروری ہے۔

۲ اگر یہ واقعہ ثابت بھی ہو، تو اس میں یہ تو نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے، یا خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے ان کی بحیثیت محتسبہ بازار میں تقرری کی۔ ایک دین وادب والے معاشرے میں کسی بڑی عمر کی عورت کے بازار میں

۱۔ ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۴/ ۱۸۶۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

گزرتے ہوئے نیکی کا حکم دینے، اور برائی سے روکنے سے عورت کے بحیثیت محتسبہ تعین پر استدلال کرنا دور کی کوڑی لانا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔



(۴)

محتسبہ کا اہل بازار سے زیادہ آگاہ ہونے کا مفروضہ اور اس کی حقیقت

بعض فاضل معاصرین نے تحریر کیا ہے کہ معاملات کو بحسن و خوبی سرانجام دینے کے لیے ضروری ہے کہ عورتوں کے بازاروں میں، یا بازاروں میں عورتوں کے مخصوص حصوں میں منصب احتساب پر کسی خاتون کو فائز کیا جائے، تاکہ وہ گاہک کے روپ میں بازاروں میں جائے، اور عورتوں سے لین دین کرنے والے دکانداروں کے احوال اور سیرتوں سے آگاہ ہو جائے۔ ۱

اس مقام پر ہمارا فاضل مصنف سے سوال یہ ہے کہ وہ محتسبہ کے متعلق گفتگو کر رہے ہیں یا محکمہ جاسوسی میں کام کرنے والی خواتین کے متعلق؟

بازار میں بحیثیت محتسبہ کسی بھی خاتون کی تقرری کی صورت میں اسے گھنٹوں بازار میں اپنی ذمہ داریوں کو سرانجام دینے کے لیے رہنا ہوگا۔ ایسی حالت میں وہ گاہک کا روپ دھار کر دکانداروں سے اپنی حقیقی حیثیت کیسے چھپا سکتی ہے؟

اور اگر یہ کہا جائے کہ وہ صرف چند دنوں کے لیے کام کرے گی، دکانداروں کے اس کو جاننے پہچاننے سے پہلے ایک دوسری خاتون کو اس کی جگہ محتسبہ مقرر کر دیا جائے گا؟ تو اس کے متعلق ہم عرض کریں گے کہ بازاروں میں احتساب کرنے والی باصلاحیت

۱۔ ملاحظہ ہو: نظام الحسبة في الإسلام (ثائب شدہ اوراق) ص ۷۸۔

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری۔
 ذمہ دار عورتوں کا لشکر ہم کہاں سے لائیں گے؟ صورت حال تو یہ ہے کہ بازاروں میں
 احتساب کرنے والے باصلاحیت، موزوں اور ذمہ دار مرد بھی مطلوبہ تعداد میں میسر نہیں
 ہوتے۔



(۵)

محاسبہ مقرر کرنے کا عورت کے بازار جانے پر قیاس اور اس کی حقیقت

عورت کی بازار میں بحیثیت محاسبہ تقرری پر استدلال کرتے ہوئے بعض فاضل
 معاصرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب عورت کا خرید و فروخت کی خاطر بازار جانا درست ہے،
 تو بازار میں بحیثیت محاسبہ اس کی تعیناتی کیوں نادرست اور غلط ہوگی؟
 شریعت اسلامیہ کی رو سے عورت کا اصل ٹھکانہ اس کا گھر ہے۔ اس کا گھر سے نکلنا
 ایک استثنائی اجازت ہے، جس کے حصول کی خاطر اسلامی آداب کی پابندی خواتین پر
 لازم ہے۔ اور ان آداب کی پابندی خواتین کی بہت تھوڑی تعداد کرتی ہے۔
 عورت کے لیے گھر سے نکلنے کی استثنائی اجازت پر اس کا بحیثیت محاسبہ بازار
 میں متعین کرنے کا قیاس درست نہیں۔ احتساب کا تقاضا ہے کہ منصب احتساب پر فائز
 خاتون گھنٹوں بازاروں میں گھومے پھرے، خاتون کو اس طرح گھنٹوں بازاروں میں
 رکھنا بجائے خود برائی ہے، بلکہ برائی اور شر و فساد کا منبع و مآوی ہے، اور اہل اسلام کی ذمہ
 داری ہے کہ اس کے خاتمے کے لیے مقدور بھرکوش کریں۔



(۶)

بازارِ نسواں میں محتسب مرد کا باعث فساد ہونے کا دعویٰ اور اس کی حقیقت

بعض فاضل معاصرین نے یہ بھی تحریر کیا ہے کہ بازاروں میں عورتوں کے مخصوص حصوں پر خاتون ہی کا منصب احتساب پر فائز کرنا مناسب ہے۔ ایسی جگہوں میں مردوں کی تقرری باعث فساد ہوگی۔ ۱۷

اس استدلال کی حقیقت بیان کرنے سے پہلے یہ دریافت کرنا شاید مناسب ہو کہ بازاروں میں عورتوں کے مخصوص حصوں سے کیا مراد ہے؟

کیا اس سے مراد وہ حصے ہیں جہاں بیچنے اور خریدنے والی سب عورتیں ہوں، یا وہ حصے مقصود ہیں جہاں بیچنے والے مرد اور خریدار عورتیں ہوں؟

اسی کاتب نے پانچ سطریں بعد جو کچھ تحریر کیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی مراد وہ بازار ہیں جہاں بیچنے والے مرد، اور خریدنے والی عورتیں ہوں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ عورتوں کے بازاروں میں احتساب کی ذمہ داری کو بہترین انداز میں سرانجام دینے والی خاتون ہوتی ہے، کیونکہ وہ خواتین سے لین دین کرنے والے تاجروں کی سیرت و امانت کی خوب اچھی طرح چھان پھٹک اور جانچ پڑتال کر سکتی ہے۔ ۱۸

اس مقام پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر اس قسم کے بازار میں منصب احتساب پر فائز مرد کا وجود باعث فساد ہے، تو دکان دار مردوں کا وجود۔ جن میں نیک اور برے دونوں قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ باعث فساد کیوں نہیں؟

اگر اس قسم کے بازار میں محتسب مرد کی وجہ سے عورتوں اور مردوں میں اختلاط ہوتا

۱۷ ملاحظہ ہو: نظام الحسبة في الإسلام (ثائب شدہ اوراق) ص ۷۸۔

۱۸ ملاحظہ ہو: نظام الحسبة في الإسلام (مطبوعہ نائب رائٹر) ص ۷۸۔

ہے، تو کیا مرد دکان داروں کی وجہ سے مردوں اور عورتوں کا اختلاط نہیں ہوتا؟
کیا محتسبہ کی تقرری سے اس قسم کے بازاروں سے اختلاط کا خاتمہ ہو جائے
گا؟ کیا محتسبہ کی تعیناتی کے ساتھ دکان دار مردوں کو اس بازار سے باہر نکال دیا
جائے گا؟



(۷)

عورت کو معاملات سوچنے والی حدیث کی خلافت کے ساتھ تخصیص اور اس کی حقیقت

بعض لوگوں نے آنحضرت ﷺ کے فرمان:
(لَنْ يُفْلَحَ قَوْمٌ وَلَوْ أَمَرَهُمْ امْرَأَةٌ)
[عورت کو اپنا معاملہ سوچنے والی قوم ہرگز فلاح نہیں پائے گی] کی منصب خلافت
کے ساتھ تخصیص کی ہے۔ ڈاکٹر امام نے تحریر کیا ہے:
”ہماری رائے میں اس حدیث کا تعلق منصب خلافت سے ہے۔“^{۷۹}
ایک اور صاحب نے تحریر کیا ہے:

”اس حدیث شریف کے معنی اور بازار میں عورت کو محتسبہ مقرر کرنے
کے مفہوم میں بہت فرق ہے۔“^{۸۰}

ان حضرات کا یہ کہنا درست نہیں۔ حدیث شریف کے الفاظ عام ہیں، جہاں بھی
لوگ اپنے معاملات عورت کے سپرد کریں گے، فلاح و سعادت سے محرومی ان کا مقدر
بن جائے گی۔

^{۷۹} اصول الحسبة فی الإسلام ص ۶۷۔ ^{۸۰} نظام الحسبة فی الإسلام ص ۷۹۔

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری

۳۰۳

جیسا کہ معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اہل فارس کے کسریٰ کی بیٹی کو حکمران بنانے کے موقع پر یہ حدیث ارشاد فرمائی، لیکن اس پس منظر کے پیش نظر اس کو منصبِ خلافت کے ساتھ مخصوص کرنا درست نہیں۔ کیونکہ مسلمہ قاعدہ ہے:

((اَلْعِبْرَةُ بِعُمُومِ اللَّفْظِ لَا بِخُصُوصِ السَّبَبِ))

”لفظ کے عموم کو پیش نظر رکھا جاتا ہے، خاص سبب کو مد نظر نہیں رکھا جاتا۔“

تنبیہ:

ہماری سابقہ گفتگو میں عورت کو بازار میں محتسبہ مقرر کرنے کی ممانعت کا تعلق ایسے بازاروں سے ہے، جہاں مرد اور خواتین دونوں ہوں۔ اگر بازار ایسا ہو کہ اس میں صرف خواتین ہی ہوں، بیچنے والی بھی عورتیں، اور خریدار بھی عورتیں، تو ایسے بازار میں عورت ہی کو بطور محتسبہ مقرر کیا جائے گا۔ کسی مرد کی بحیثیت محتسب وہاں تقرری نہ کی جائے گی۔ اسی طرح ایسے تعلیمی، اجتماعی اور دیگر ادارے جہاں صرف خواتین ہی ہوں، وہاں بھی خواتین ہی کو بحیثیت محتسبہ متعین کیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب



حرف آخر

رب رحیم و کریم کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکر گزار ہوں کہ اس نے میرے ایسے ناتواں اور ناکارے بندے کو اس اہم اور عظیم موضوع کے متعلق اس حقیر کوشش کو بظاہر مکمل کرنے کی توفیق سے نوازا۔ ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَىٰ نَفْسِهِ وَزِنَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ.))

اب اس ہی سے عاجزانہ التجا ہے کہ اس کو قبول فرمائے، اور اس کو میرے لیے، قارئین، اسلام اور مسلمانوں کے لیے نافع اور مفید بنادے۔ آمین یا حی یا قیوم

☆.....نتائج کتاب:

اس کتاب میں توفیق الہی سے متعدد باتیں اجاگر ہوئیں۔ ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

① مردوں کی طرح خواتین بھی فریضہ [امر بالمعروف اور نہی عن المنکر] ادا کرنے کی پابند ہیں۔ فرضیتِ احتساب کے بارے میں عام نصوص کا تعلق مردوں اور عورتوں دونوں کے ساتھ ہے۔ علاوہ ازیں خواتین پر وجوبِ احتساب کے متعلق خاص نصوص بھی کتاب و سنت میں وارد ہوئی ہیں۔

② بہت سے بیٹوں، باپوں، بھائیوں اور شوہروں کی نگاہوں میں اپنی اپنی ماؤں، بیٹیوں، بہنوں اور بیویوں کا ایک خاص مقام ہوتا ہے۔ مسلمان خواتین کو چاہیے کہ اپنی اس حیثیت کو نیکی کا حکم منوانے اور برائی سے بچانے میں استعمال کریں۔

③ قرونِ اولیٰ کی خواتین نے فریضہِ احتساب کی اہمیت کو سمجھا اور جانا، اور اس کے ادا کرنے کا شدت سے اہتمام کیا۔ ان کے دائرہِ احتساب میں ہر قسم کے لوگ شامل

تھے۔ عام لوگوں، اعزہ و اقارب، معارف، علماء، طلباء اور اہل اقتدار پر ان کے احتساب کی بیسیوں مثالیں حدیث، تاریخ اور تراجم کی کتابوں میں موجود ہیں۔ اسی قسم کی 86 مثالیں اس کتاب میں بتوفیق الہی پیش کی گئی ہیں۔

❖ ان مسلمان خواتین کا احتساب دین کے کسی ایک گوشے یا شعبے کے ساتھ مخصوص نہ تھا، بلکہ جہاں بھی انہوں نے شریعت اسلامیہ کی مخالفت کو دیکھا، اس پر اپنی بساط کے مطابق احتساب کیا، خواہ اس کا تعلق عقائد و عبادات سے تھا، یا اخلاق و آداب سے، یا تفسیر و مناقب سے۔

❖ ان کے احتساب کی اساس کتاب و سنت تھی۔

❖ اپنے حالات اور استطاعت کے مطابق انہوں نے دورانِ احتساب مختلف درجات استعمال کیے، نیکی اور برائی سے آگاہ کرنا، وعظ و نصیحت کرنا، زجر و توبیخ سے کام لینا، برائی کا ہاتھ سے ختم کرنا، برائی سے باز رکھنے کے لیے دھمکی دینا، ان سب درجات کے ساتھ احتساب کی مثالیں ان کی سیرتوں میں کثرت سے موجود ہیں۔

❖ متعدد درجہ مولائے کریم کے فضل و کرم سے ان پاک باز خواتین کا احتساب موثر و مفید ہوا۔ کتنے ہی نیکی چھوڑنے والے متنبہ ہوئے، بہت سے غلطی کا ارتکاب کرنے والے پشیمان اور نادم ہوئے۔ نیکی کی گئی، اور برائی کو چھوڑا گیا۔

❖ شریعت مطہرہ نے عورتوں کے سرکاری دائرہ احتساب کو محدود کر رکھا ہے، جہاں بھی مرد موجود ہوں، وہاں خاتون کی بحیثیت محتسبہ تقرری کی اجازت نہیں۔ کتاب و سنت کی متعدد نصوص سے یہ بات ثابت ہے۔

❖ اسلامی شریعت کے اس حکم کی حکمت ان معاشروں کی بری صورت حال سے اجاگر ہوتی ہے، جہاں عورتیں زندگی کے عام میدانوں میں مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنے کے لیے نکلیں، اور وہاں فساد پھلے، اور شرافت و حیا کا جنازہ نکل گیا۔

نکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری

❶ خواتین کو بازاروں میں بحیثیت محاسبہ مقرر کرنے کی ممانعت کے متعلق اگرچہ بعض لوگوں نے کچھ شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن وہ حقیقت میں بے وزن اور غیر معقول ہیں۔

❷ ایسی جگہیں اور ادارے جہاں صرف عورتیں ہی ہوں، مرد وہاں سرے سے موجود ہی نہ ہوں، وہاں کسی خاتون ہی کو بحیثیت محاسبہ مقرر کیا جائے گا۔ ایسے مقامات پر کسی مرد کا بحیثیت محاسبہ تقرر درست نہیں۔

ب.....اپیل:

اس موقع پر میں

❶ تمام مسلمان خواتین [ماؤں، بہنوں، بیٹیوں اور بیویوں] سے پُر زور درخواست کروں گا کہ وہ [امر بالمعروف اور نہی عن المنکر] کی اہمیت کو سمجھیں، اور اس کے ادا کرنے کی تاحدا استطاعت کوشش کریں، شاید کہ اس کی وجہ سے امت اسلامیہ نصرت الہی کے حصول کی شرط کو پورا کرے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ﴾ ۱

[ترجمہ: ”اے اہل ایمان! اگر تم اللہ تعالیٰ [کے دین] کی مدد کرو گے، تو وہ تمہاری مدد کرے گا، اور تمہیں ثابت قدمی عطا فرمائے گا۔“]

اور پھر مدد الہی سے امت اسلامیہ اس ذلت، رسوائی، تباہی اور بربادی سے نجات حاصل کرے گی جس میں وہ اس وقت مبتلا ہو چکی ہے۔

❷ تمام مسلمان مردوں [بیٹوں، بھائیوں، باپوں اور شوہروں] سے پُر زور تاکید و گزارش ہے کہ وہ مسلمان خواتین کے احتساب کو خوش دلی سے قبول کریں، بلکہ

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری

۳۰۷

اس سلسلے میں ان کی حوصلہ افزائی کریں، کہ شاید اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امت میں احتساب کا چلن ہو جائے، اور امت کے لیے عظمت رفتہ کو پانے کی توفیق الہی کوئی صورت نکل آئے۔

﴿۳﴾ علمائے امت، اہل فکر اور طالب علم بھائیوں کی خدمت میں مودبانہ اپیل ہے کہ [امر بالمعروف اور نہی عن المنکر] کے سلسلے میں خواتین کی ذمہ داری اور اہمیت کو واضح کریں۔

((وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ
وَأَتْبَاعِهِ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ وَبَارَكَ وَسَلَّم. وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنْ
الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ))



المصادر والمراجع

- ۱۔ ”الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان“ للأمیر علاء الدین الفارسی، ط: مؤسسة الرسالة بیروت، الطبعة الأولى، بتحقیق الشیخ شعیب الارناؤوط.
- ۲۔ ”الأحكام السلطانية“ للإمام الماوردی، ط: شركة ومطبعة مصطفى البابي مصر، الطبعة الثالثة ۱۳۹۳ھ.
- ۳۔ ”الأحكام السلطانية“ للقاضي أبي يعلى الحنبلي، ط: دارالكتب العلمية بیروت، سنة الطبع ۱۴۰۳ھ، بتحقیق الشیخ محمد حامد الفقی.
- ۴۔ ”أحكام القرآن“ للإمام أبي بكر الجصاص، ط: دار الفكر بیروت، بدون سنة الطبع.
- ۵۔ ”أحكام القرآن“ للقاضي أبي بكر ابن العربي، ط: دار المعرفة بیروت، سنة الطبع ۱۴۰۳ھ.
- ۶۔ ”إحياء علوم الدين“ للعلامة أبي حامد الغزالي، ط: دار المعرفة بیروت، سنة الطبع ۲۴۰۳ھ.
- ۷۔ ”الأدب المفرد“ للإمام محمد بن اسماعيل البخاري، ط: عالم الكتب بیروت، الطبعة الثانية ۱۴۰۵ھ، بترتيب وتقديم الأستاذ كمال يوسف الحوت.
- ۸۔ ”إرواء الغلیل فی تخريج أحاديث منار السبیل“ للشیخ محمد ناصر الدین الألباني، ط: المكتب الإسلامي بیروت، الطبعة الأولى ۱۳۹۹ھ.
- ۹۔ ”أساس البلاغة“ للعلامة جاز الله الزمخشري، ط: دار المعرفة بیروت، سنة الطبع ۱۴۰۲ھ، بتحقیق الأستاذ عبدالرحيم محمود.
- ۱۰۔ ”الاستيعاب فی معرفة الأصحاب“ للحافظ ابن عبد البر، ط: دارالجيل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۲ھ، بتحقيق الأستاذ علي محمد البجاوي.

۱۱۔ ”أسد الغابة في معرفة الصحابة“ للإمام ابن الأثير، ط: دار الفكر بيروت، بدون سنة الطبع والطبعة.

۱۲۔ ”الإصابة في تمييز الصحابة“ للحافظ ابن حجر، ط: دار الكتب العلمية بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.

۱۳۔ ”أصول الحسبة في الإسلام“ للدكتور محمد كمال الدين إمام، ط: دار الهداية مصر، الطبعة الأولى ۱۴۰۶ھ.

۱۴۔ ”الأعلام“ للأستاذ خير الدين الزركلي، بدون اسم الناشر، الطبعة الثانية.

۱۵۔ ”إعلام الموقعين عن رب العالمين“ للإمام ابن قيم الجوزية، ط: دار الفكر بيروت، الطبعة الثانية ۱۳۹۷ھ، بتحقيق الشيخ محيي الدين عبد الحميد.

۱۶۔ ”الإكليل في استنباط التنزيل“ للإمام جلال الدين السيوطي، ط: دار الكتب العلمية بيروت، سنة الطبع ۱۴۰۱ھ، بتحقيق الأستاذ سيف الدين عبدالقادر الكاتب.

۱۷۔ ”أهمية صلاة الجماعة“ لفضل الهي، ط: إدارة ترجمان الإسلام ججرانواله باكستان، الطبعة الثالثة ۱۴۱۴ھ.

۱۸۔ ”البداية والنهاية“ للحافظ ابن كثير، ط: مكتبة المعارف بيروت، الطبعة الثانية ۱۳۹۴ھ.

۱۹۔ ”بذل المجهود شرح سنن أبي داود“ للشيخ خليل أحمد السهار نفوري، ط: دار الكتب العلمية بيروت، بدون سنة الطبع.

۲۰۔ ”بلوغ الأماني من أسرار الفتح الرباني“ للشيخ أحمد عبدالرحمن البناء، ط: دار الشهاب القاهرة، بدون سنة الطبع.

۲۱۔ ”بلوغ المرام من أدلة الأحكام“ للحافظ ابن حجر، ط: دار الفحاء دمشق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دار السلام الرياض ، الطبعة الأولى ۱۴۱۳ھ، مع تعليق الشيخ صفی الرحمن المبارکفوری.

۲۲۔ ”تاریخ الإسلام“ للحافظ الذهبي ، ط: دار الكتاب العربي بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۰۷ھ، بتحقیق د. عمر عبدالسلام تدمری.

۲۳۔ ”تاریخ الأمم والملوک“ المعروف بـ ”تاریخ الطبری“ للإمام ابن جریر الطبری ، ط: دار سويدان بیروت ، بدون سنة الطبع ، بتحقیق الأستاذ محمد أبي الفضل إبراهيم.

۲۴۔ ”تاریخ مدينة دمشق“ للإمام ابن عساکر، ط: المجمع العلمي بدمشق ، بدون سنة الطبع، بتحقیق د. صلاح الدين المنجد.

۲۵۔ ”تحریر الأحکام فی تدبیر أهل الإسلام“ للإمام بدر الدين ابن جماعة، ط: مطابع مؤسسة الخليج ، الطبعة الثانية ۱۴۰۷ھ، بتحقیق د. فؤاد عبدالمنعم أحمد.

۲۶۔ ”تحفة الأحوذی شرح جامع الترمذی“ للشيخ عبدالرحمن المبارکفوری ، ط: دار الكتب العلمية بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۰ھ.

۲۷۔ ”التدابیر الوقایة من الزنا فی الفقه الإسلامی“ لفضل الهي، ط: ادارة ترجمان اسلام ججرانواله پاکستان ، الطبعة الثالثة ۱۴۰۸ھ.

۲۸۔ ”ترتیب مسند الإمام الشافعی“، ط: دار الكتب العلمية بیروت ، سنة الطبع ۱۳۷۰ھ، بتصحيح الأستاذین السيد يوسف علي الزواوي والسيد عزت العطار.

۲۹۔ ”تفسير البغوي“ المسمى بـ ”معالم التنزيل“ للإمام أبي محمد البغوي، ط: دار المعرفة بیروت ، الطبعة الأولى ۱۴۰۶ھ، بإعداد وتحقیق الأستاذین خالد عبدالرحمن العک و مروان سوار.

۳۰۔ ”تفسير التحرير والتوير“ للأستاذ محمد طاهر ابن عاشور، ط: الدار التونسية للنشر تونس، سنة الطبع ۱۹۸۴ م.

۳۱۔ ”تفسير أبي السعود“ المسمى بـ ”إرشاد العقل السليم إلى مزايا القرآن الكريم“ للقاضي أبي السعود، ط: دار إحياء التراث العربي بيروت، بدون سنة الطبع.

۳۲۔ ”تفسير القاسمي“ المسمى بـ ”محاسن التأويل“ للعلامة محمد جمال الدين القاسمي، ط: دار الفكر بيروت، الطبعة الثالثة ۱۳۹۸ هـ، بتحقيق الشيخ محمد فؤاد عبد الباقي.

۳۳۔ ”تفسير القرطبي“ المسمى بـ ”الجامع لأحكام القرآن“ للإمام أبي عبد الله القرطبي، ط: دار إحياء التراث العربي، بدون سنة الطبع.

۳۴۔ ”التفسير الكبير“ المسمى بـ ”مفاتيح الغيب“ للإمام فخر الدين الرازي، ط: دار الكتب العلمية طهران، الطبعة الثانية، بدون سنة الطبع.

۳۵۔ ”تفسير ابن كثير“ المسمى بـ ”تفسير القرآن العظيم“ للحافظ ابن كثير، ط: دار الفحاء دمشق ودار السلام الرياض، الطبعة الأولى ۱۴۱۳ هـ، بتقديم الشيخ عبد القادر الأرناؤوط.

۳۶۔ ”التلخيص“ للحافظ الذهبي، ط: دار الكتاب العربي بيروت، بدون سنة الطبع.

۳۷۔ ”تنبيه الغافلين عن أعمال الجاهلين“ للإمام أحمد بن إبراهيم بن النحاس الدمشقي، ط: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۰۷ هـ، بتحقيق الأستاذ عماد الدين عباد سعيد.

۳۸۔ ”تهذيب التهذيب“ للحافظ ابن حجر العسقلاني، ط: مطبعة مجلس دائرة المعارف النظامية حيدر آباد الدكن الهند، الطبعة الأولى ۱۳۲۶ هـ.

۳۹۔ ”التيسير في أحكام التفسير“ للشيخ أحمد بن سعيد المجيلدي، الناشر: الشركة الوطنية للنشر والتوزيع الجزائر، بدون سنة الطبع، بتحقيق الأستاذ موسى لقبال.

۴۰۔ ”جامع الترمذي“ (المطبوع مع تحفة الأحوذی) للإمام أبي عيسى محمد بن عيسى، ط: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۰ھ.

۴۱۔ ”حجة الله البالغة“ للشيخ أحمد المعروف بشاه ولي الله الدهلوي، ط: المكتبة السلفية لاهور، سنة الطبع ۱۳۹۵ھ.

۴۲۔ ”الحسبة : تعريفها، ومشروعيتها، ووجوبها“ لفضل الهي، ط: إدارة ترجمان الإسلام ججرانواله باكستان، الطبعة الثالثة ۱۴۱۴ھ.

۴۳۔ ”الحماسة“ لأبي تمام حبيب بن أوس الطائي، ط: إدار الثقافة والنشر بجامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية الرياض، سنة الطبع ۱۴۰۱ھ، بتحقيق د. عبد الله عسيان.

۴۴۔ ”الدعوة إلى الإسلام“ لـ توماس۔ و۔ آرنولد، ترجمه إلى العربية: د. حسن إبراهيم حسن وعبدالمجيد عابدين وإسماعيل النحراوي، ط: مكتبة النهضة المصرية القاهرة، الطبعة الثالثة ۱۹۷۰م.

۴۵۔ ”زاد المسير في علم التفسير“ للإمام ابن الجوزي، ط: المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة الأولى ۱۹۸۴ھ.

۴۶۔ ”سبل السلام شرح بلوغ المرام“ للعلامة الصناني، ط: المكتبة التجارية الكبرى مصر، سنة الطبع ۱۳۵۳ھ.

۴۷۔ ”سلسلة الأحاديث الصحيحة“ للشيخ محمد ناصر الدين الألباني، ط: المكتبة الإسلامية عمان، والدار السلفية الكويت، الطبعة الأولى ۱۴۰۳ھ.

۴۸۔ ”سنن الدارقطني“ للإمام علي بن عمر الدارقطني، الناشر: حديث أكاديمي

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فیصل آباد، بدون سنة الطبع.

۴۹۔ ”سنن الدارمی“ للإمام أبي محمد عبد الله بن عبد الرحمن الدارمي، الناشر: حديث أكادمي فيصل آباد، سنة الطبع ۱۴۰۴ هـ، بتعليق السيد عبد الله هاشم اليماني المدني.

۵۰۔ ”سنن أبي داود“ المطبوع مع عون المعبود، للإمام سليمان بن الأشعث السجستاني، ط: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۰ هـ، (أو سنن أبي داود (المطبوع مع بذل المجهود)، ط: دار الكتب العلمية بيروت، بدون سنة الطبع).

۵۱۔ ”السنن الكبرى“ للإمام البيهقي، ط: دار المعرفة بيروت، تصوير عن الطبعة الأولى ۱۳۵۴ هـ.

۵۲۔ ”سنن ابن ماجه“ للإمام أبي عبد الله محمد بن يزيد القزويني ابن ماجه، ط: شركة الطباعة العربية السعودية، الطبعة الثانية ۱۴۰۴ هـ، بتحقيق د. محمد مصطفى الأعظمي.

۵۳۔ ”سنن النسائي“ (المطبوع مع شرح السيوطي وحاشية السندي) للإمام أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب النسائي، ط: دار الفكر بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۴۸ هـ.

۵۴۔ ”سير أعلام النبلاء“ للإمام الذهبي، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الثانية ۱۴۰۲ هـ، بإشراف الشيخ شعيب الأرناؤوط.

۵۵۔ ”السيرة النبوية“ للإمام ابن هشام، ط: مكتبات الكليات الأزهرية القاهرة، بدون سنة الطبع والطبعة، بتحقيق طه عبد الرءوف سعد.

۵۶۔ ”السيرة النبوية الصحيحة“ للدكتور أكرم ضياء العمري، ط: مكتبة العلوم، الحكم المدينة المنورة، سنة الطبع ۱۴۱۲ هـ.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۵۷۔ ”شرح السنة“ للإمام البغوي، ط: المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۹۰ھ، بتحقيق الشيخين شعيب الأرناؤوط وزهير الشاويش.

۵۸۔ ”شرح النووي على صحيح مسلم“ للإمام النووي، ط: دار الفكر بيروت، سنة الطبع ۱۴۰۱ھ.

۵۹۔ ”الشريعة والسنة“ للشيخ إحسان الهي ظهير، ط: إدارة ترجمان السنة لاهور، الطبعة الثانية والعشرون ۱۴۰۴ھ.

۶۰۔ ”الصحيح تاج اللغة وصحاح العربية“ للإمام إسماعيل بن حماد الجوهري، ط: دار العلم للملايين بيروت، الطبعة الثالثة ۱۴۰۴ھ، بتحقيق الأستاذ أحمد عبدالغفور عطار.

۶۱۔ ”صحيح البخاري“ (المطبوع مع فتح الباري) للإمام محمد بن إسماعيل البخاري، نشر وتوزيع: الرئاسة العامة لإدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد الرياض، بدون سنة الطبع.

۶۲۔ ”صحيح سنن الترمذي“ اختيار الشيخ محمد ناصر الدين الألباني، نشر: مكتب التربية العربي لدول الخليج الرياض، الطبعة الأولى ۱۴۰۸ھ.

۶۳۔ ”صحيح سنن أبي داود“ صحح أحاديثه الشيخ محمد ناصر الدين الألباني، نشر: مكتب التربية العربي لدول الخليج الرياض، الطبعة الأولى ۱۴۰۹ھ.

۶۴۔ ”صحيح سنن ابن ماجه“ اختيار الشيخ محمد ناصر الدين الألباني، نشر: مكتب التربية العربي لدول الخليج الرياض، الطبعة الثالثة ۱۴۰۸ھ.

۶۵۔ ”صحيح سنن النسائي“ صحح أحاديثه الشيخ محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: مكتب التربية العربي لدول الخليج الرياض، الطبعة الأولى ۱۴۰۹ھ.

۶۶۔ ”صحيح مسلم“ للإمام مسلم بن حجاج القشيري، نشر وتوزيع: الرئاسة محكم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

العامة لإدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد الرياض ، سنة الطبع ۱۴۰۰ هـ، بتحقيق الشيخ محمد فؤاد عبدالباقی .

۶۷۔ ”صفة الصفوة“ للإمام ابن الجوزي، ط : دار المعرفة بيروت، الطبعة الثالثة ۱۴۰۵ هـ، بتحقيق الشيخ محمود فاحوري ، وتخریج د. محمد رواس قلعة جي .

۶۸۔ ”الطبقات الكبرى“ للإمام ابن سعد، ط: دار بيروت، ودار صادر بيروت ، سنة الطبع ۱۳۷۷ هـ.

۶۹۔ ”عمدة القاري“ للعلامة العيني، ط: دار الفكر بيروت، بدون سنة الطبع .
۷۰۔ ”عمل المرأة في الميزان“ للدكتور محمد علي البار، ط: الدار السعودية للنشر والتوزيع، الطبعة الأولى ۱۴۰۱ هـ.

۷۱۔ ”عون المعبود“ شرح سنن أبي داود للعلامة أبي الطيب العظيم آبادي، ط : دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۰ هـ.

۷۲۔ ”غريب الحديث“ للحافظ ابن الجوزي ، ط: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۰۵ هـ . بتحقيق د. عبدالمعطي أمين قلعجي .

۷۳۔ ”غريب الحديث“ للإمام أبي عبيد القاسم بن سلام الهروي، توزيع رئاسة إدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد الرياض ، سنة الطبع ۱۳۹۶ هـ.

۷۴۔ ”الفائق في غريب الحديث“ للعلامة جاز الله الزمخشري، ط : دار المعرفة بيروت، الطبعة الثانية ، بدون سنة الطبع ، بتحقيق الأستاذين علي محمد البجاوي ومحمد أبي الفضل إبراهيم .

۷۵۔ ”فتح الباري“ للحافظ ابن حجر، نشر وتوزيع : الرئاسة العامة لإدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد الرياض، بدون سنة الطبع .

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۷۶۔ ”الفتح الرباني لترتيب مسند الإمام أحمد“ للشيخ أحمد بن عبد الرحمن البنا، ط : دار الشهاب القاهرة ، بدون سنة الطبع.

۷۷۔ ”فتح القدير“ للإمام محمد بن علي الشوكاني، التوزيع: المكتبة التجارية مكة المكرمة، بدون الطبعة وسنة الطبع ، مع تعليق الأستاذ سعيد محمد اللحام.

۷۸۔ ”الفتوح“ للعلامة أبي محمد أحمد بن أعثم الكوفي، ط : دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۰۶ هـ.

۷۹۔ ”القاموس المحيط“ للعلامة مجد الدين الفيروز آبادي، ط : المؤسسة العربية للطباعة والنشر بيروت، بدون سنة الطبع.

۸۰۔ ”الكامل في التاريخ“ للإمام ابن الأثير، ط : دار الكتاب العربي بيروت، الطبعة الثانية ۱۳۸۷ هـ.

۸۱۔ ”كتاب السنن الكبرى“ للإمام أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب النسائي ، ط : دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۱ هـ، بتحقيق الأستاذين د. عبدالغفار سليمان البنداري وسيد كسروي حسن.

۸۲۔ ”كتاب المجموع شرح المذهب للشيرازي“ للإمام النووي ، التوزيع : المكتبة العالية بالفجالة ، بدون الطبعة وسنة الطبع ، بتحقيق الشيخ محمد نجيب المطيعي.

۸۳۔ ”الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار“ للإمام ابن أبي شيبه، ط : الدار السلفية بومبائي الهند، الطبعة الأولى.

۸۴۔ ”كشف الخفاء ومزيل الإلباس“ للشيخ إسماعيل بن محمد العجلوني، ط : مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الرابعة ۱۴۰۵ هـ، بتصحيح الأستاذ أحمد القلاش.

۸۵۔ ”لسان العرب المحيط“ للعلامة ابن منظور الإفريقي، ط: لسان العرب بيروت، بدون سنة الطبع، إعداد وتصنيف: يوسف خياط.

۸۶۔ ”لمحات في أصول الحديث“ للدكتور محمد أديب صالح، ط: المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة الثالثة ۱۳۹۹ هـ.

۸۷۔ ”مجمع الزوائد ومنبع الفوائد“ للحافظ نور الدين الهيثمي، ط: دار الكتاب العربي بيروت، الطبعة الثالثة ۱۴۰۲ هـ.

۸۸۔ ”مجموع الفتاوى“ لشيخ الإسلام ابن تيمية، جمع وترتيب الشيخ عبدالرحمن بن محمد بن قاسم، ط: مكتبة المعارف الرياض، بدون سنة الطبع.

۸۹۔ ”مختار الصحاح“ للإمام محمد بن أبي بكر الرازي، المركز العربي للثقافة والعلوم بيروت، بتحقيق السيدة سميرة خلف الموالي، بدون سنة الطبع.

۹۰۔ ”مختصر سنن أبي داود“ للحافظ المنذري، ط: مكتبة السنة المحمدية، بدون سنة الطبع، بتحقيق الشيخ محمد حامد الفقي.

۹۱۔ ”مختصر منهاج القاصدين“ للإمام ابن قدامة المقدسي، ط: المكتب الإسلامي دمشق، الطبعة الرابعة ۱۳۹۴ هـ.

۹۲۔ ”مسانيد أمهات المؤمنين“ للإمام جلال الدين السيوطي، ط: الدار السلفية بومبائي الهند، الطبعة الأولى ۱۴۰۳ هـ، بتحقيق د. محمد غوث الندوي.

۹۳۔ ”المستدرک علی الصحيحین“ للإمام أبي عبدالله الحاكم، دار الكتاب العربي بيروت، بدون سنة الطبع.

۹۴۔ ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، ط: دار المعارف للطباعة والنشر مصر، الطبعة الثالثة بتحقيق الشيخ أحمد محمد شاكر. (أو: ”المسند“ للإمام أحمد

بن حنبل، ط: المكتب الإسلامي، بيروت).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۹۵۔ ”المسند“ للإمام الحميدي، ط: عالم الكتب بيروت ومكتبة المتنبی القاهرة، بدون سنة الطبع، بتحقيق الشيخ حبيب الرحمن الأعظمي.

۹۶۔ ”مسند أبي يعلى الموصلي“ للإمام أحمد بن علي بن المثنى التميمي، ط: دار المأمون للتراث دمشق، الطبعة الأولى ۱۴۰۸ هـ، بتحقيق الأستاذ حسين سليم أسد.

۹۷۔ ”المصنف“ للإمام أبي بكر عبدالرزاق الصنعاني، ط: المجلس العلمي جنوب أفريقيا، الطبعة الأولى ۱۳۹۲ هـ، بتحقيق الشيخ حبيب الرحمن الأعظمي.

۹۸۔ ”معالم السنن“ للإمام أبي سليمان الخطابي، ط: المكتبة العلمية بيروت، الطبعة الثانية ۱۴۰۱ هـ.

۹۹۔ ”معالم القربة في أحكام الحسبة“ للشيخ محمد بن محمد بن أحمد القرشي المعروف بابن الإخوة، ط: الهيئة المصرية العامة للكتاب، سنة الطبع ۱۹۷۶ م، بتحقيق الأستاذين د. محمد محمود شعبان وصديق أحمد عيسى المطبعي.

۱۰۰۔ ”المعجم الوسيط“ للأساتذة إبراهيم مصطفى وأحمد حسن الزيات وحامد عبدالقادر ومحمد علي النجار، ط: دار الدعوة تركية، سنة الطبع ۱۹۸۰ م.

۱۰۱۔ ”المغني“ للإمام ابن قدامة، ط: دار هجر للطباعة والنشر القاهرة، الطبعة الأولى ۱۴۰۶ هـ، بتحقيق أ. د عبدالله بن عبدالمحسن التركي ود. عبدالفتاح محمد الحلو.

۱۰۲۔ ”مناقب أمير المؤمنين عمر بن الخطاب ؓ“ للحافظ ابن الجوزي، ط: دار الكتب العلمية بيروت، بدون سنة الطبع، بتحقيق د. زينب إبراهيم

القاروط.

۱۰۳۔ ”الموطأ“ للإمام مالك بن أنس ، ط : دار إحياء التراث العربي ، بدون الطبعة وسنة الطبع ، بتحقيق الشيخ محمد فؤاد عبد الباقي .

۱۰۴۔ ”نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر“ للحافظ ابن حجر ، ط : قرآن محل كراتشي ، بدون سنة الطبع .

۱۰۵۔ ”نظام الحسبة في الإسلام“ للأستاذ الدكتور عبدالفتاح مصطفى الصيفي (مذكرة مطبوعة على الآلة الكاتبة) ، سنة الطباعة ۱۳۹۶ھ .

۱۰۶۔ ”نظام الحكم في الشريعة والتاريخ الإسلامي“ (السلطة القضائية) للأستاذ ظافر القاسمي : دار النفائس بيروت ، الطبعة الأولى ۱۳۹۸ھ .

۱۰۷۔ ”النهاية في غريب الحديث والأثر“ للإمام ابن الأثير ، الناشر : المكتبة الإسلامية بيروت ، بدون سنة الطبع ، بتحقيق الأستاذين طاهر أحمد الزاوي ود. محمود محمد الطناجي .

۱۰۸۔ ”هامش الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان“ للشيخ شعيب الأرناؤوط ، ط : مؤسسة الرسالة بيروت ، الطبعة الأولى .

۱۰۹۔ ”هامش تاريخ الإسلام“ للدكتور عمر عبدالسلام تدمري ، ط : دار الكتاب العربي بيروت ، الطبعة الأولى ۱۴۰۷ھ .

۱۱۰۔ ”هامش سير أعلام النبلاء“ أعد تحت إشراف الشيخ شعيب الأرناؤوط ، ط : مؤسسة الرسالة بيروت ، الطبعة الثانية ۱۴۰۲ھ .

۱۱۱۔ ”هامش شرح السنة“ للشيخين شعيب الأرناؤوط وزهير الشاويش ، ط : المكتب الإسلامي بيروت ، الطبعة الأولى . ۱۳۹۰ھ .

۱۱۲۔ ”هامش صحيح مسلم“ للشيخ محمد فؤاد عبد الباقي ، نشر وتوزيع : الرئاسة العامة لإدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد الرياض ،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سنة الطبع ۱۴۰۰ھ۔

۱۱۳۔ ”ہامش صفة الصفوة“ للأستاذ محمد فاخوري، ط: دار المعرفة بيروت،

الطبعة الثالثة ۱۴۰۵ھ۔

۱۱۴۔ ”ہامش المسند“ للشيخ أحمد محمد شاکر، ط: دار المعارف

للطباعة والنشر مصر، الطبعة الثالثة۔

۱۱۵۔ ”ہامش مسند أبي يعلى الموصلي“ للأستاذ حسين سليم أسد، ط: دار

المأمون للتراث دمشق، الطبعة الأولى ۱۴۰۸ھ۔

۱۱۶۔ ”ہامش مشکاة المصابيح“ للشيخ محمد ناصر الدين الألباني، ط:

المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة الثانية ۱۳۹۹ھ۔

الجرائد:

۱۔ جريدة ”الرياض“۔

۲۔ جريدة ”الشرق الأوسط“۔

۳۔ جريدة ”عرب نيوز“ (Arab News)۔

المراجع باللغة الإنجليزية:

⇒ ”Rape” Edited by Sylvana Tomaselli and Roy Porter, pub by Basil Blackwall Oxford. 1986.

⇒ ”The Encyclopedia Americana” (International Edition) Pub. by Grolier Incorporated (1984).

⇒ ”We'Re Number One” by Andrew Shapire. pub by Vintage Books. New York. First Edition. May 1992 .

مؤلف کی عربی مولفات

- ۱- التدابير الواقية من الزنا فى الفقه الإسلامى
- ۲- التدابير الواقية من الربا فى الإسلام
- ۳- حب النبى ﷺ وعلاماته
- ۴- رسائل حب النبى ﷺ
- ۵- الحسبة : تعريفها ومشروعيتها ووجوبها
- ۶- الحسبة فى العصر النبوى وعصر الخلفاء الراشدين رضى الله عنهم
- ۷- شبهات حول الأمر بالمعروف والنهى عن المنكر
- ۸- الحرص على هداية الناس (فى ضوء النصوص وسير الصالحين)
- ۹- من صفات الداعية: اللين والرفق
- ۱۰- مسؤولية النساء فى الأمر بالمعروف والنهى عن المنكر (فى ضوء النصوص وسير الصالحين)
- ۱۱- مفاتيح الرزق (فى ضوء الكتاب والسنة)
- ۱۲- فضل آية الكرسي وتفسيرها
- ۱۳- من صفات الداعية: مراعاة أحوال المخاطبين (فى ضوء الكتاب والسنة)
- ۱۴- أهمية صلاة الجماعة (فى ضوء النصوص وسير الصالحين)
- ۱۵- حكم الإنكار فى مسائل الخلاف
- ۱۶- قصة بعث أبى بكر جيش أسامة رضى الله عنهما (دراسة دعوية)
- ۱۷- الاحتساب على الوالدين: مشروعيته، ودرجاته، وآدابه
- ۱۸- الاحتساب على الأطفال
- ۱۹- السلوك وأثره فى الدعوة إلى الله تعالى
- ۲۰- فضل الدعوة إلى الله تعالى
- ۲۱- من تصلى عليهم الملائكة ومن تلعنهم
- ۲۲- إبراهيم عليه الصلاة والسلام أباً
- ۲۳- مختصر حب النبى ﷺ وعلاماته
- ۲۴- النبى الكريم صلى الله عليه وسلم معلماً
- ۲۵- ركائز الدعوة إلى الله تعالى
- ۲۶- شناعة الكذب وأنواعه
- ۲۷- الأذكار النافعة
- ۲۸- التقوى

مصنف کی اردو تالیفات

- ۱۔ نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم
- ۲۔ اذکار نافعہ
- ۳۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متعلق شبہات کی حقیقت
- ۴۔ والدین کا احتساب
- ۵۔ بچوں کا احتساب
- ۶۔ فضائل دعوت
- ۷۔ لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی
- ۸۔ ابراہیم علیہ السلام بحیثیت والد
- ۹۔ مسائل قربانی
- ۱۰۔ مسائل عیدین
- ۱۱۔ رزق کی کنجیاں
- ۱۲۔ نبی کریم ﷺ سے محبت اور اس کی علامتیں
- ۱۳۔ نبی کریم ﷺ سے محبت کے اسباب
- ۱۴۔ فرشتوں کا درود پانے والے اور لعنت پانے والے
- ۱۵۔ تقویٰ۔ اہمیت برکات اسباب
- ۱۶۔ جھوٹ کی سنگینی اور اقسام

فضائل دعوت

کتاب کامرکزی موضوع:

دعوت دین کی شان و عظمت کے بارے میں ۲۳ باتوں کا بیان،
جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

- ★ امام الانبیاء ﷺ کا مقصد بعثت دعوت دین
- ★ اتباع نبی کریم ﷺ کا امتیازی وصف دعوت دین
- ★ دعوت دین کی فرضیت
- ★ بہترین اُمت ہونے کا ایک بنیادی سبب دعوت دین
- ★ حصول کامیابی کی ایک اساسی شرط دعوت دین
- ★ نصرت اُمت کی ایک موثر چابی دعوت دین
- ★ داعی کا عمل کرنے والے کے برابر اجر پانا
- ★ ثواب داعی کا بعد از وفات جاری رہنا
- کتاب کے نمایاں خصائص:

- اساس کتاب قرآن و سنت
- نصوص سے استدلال میں حضرات مفسرین اور محدثین سے استفادہ
- غیر ثابت شدہ روایات سے مکمل احتراز

مولف کے قلم سے

جھوٹ کی سنگینی اور اُس کی اقسام

توفیق الہی سے اس کتاب میں (جھوٹ) کے حوالے سے درج ذیل چار پہلوؤں کو واضح کیا گیا ہے۔

- جھوٹ کی سنگینی کے متعلق بارہ باتیں
- جھوٹ چھوڑنے کا عظیم الشان صلہ
- جھوٹ کی چودہ اقسام
- جھوٹ بولنے کی اجازت کے مواقع

مولف کے قلم سے

تقویٰ

اہمیت، برکات، اسباب

توفیق الہی سے اس کتاب (تقویٰ) کے حوالے سے درج ذیل تین گوشوں کو اجاگر کیا گیا ہے۔

- تقویٰ کی اہمیت چودہ پہلوؤں سے
- تقویٰ کے انیس فوائد و برکات
- متقی بننے کے لئے پندرہ اسباب

حضرت ابراہیم علیہ السلام بحیثیت والد

اس کتاب میں توفیق الہی سے درج ذیل تین سوالات کے جوابات پیش کیے گئے ہیں:

- (۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کے لیے کیا کیا پسند فرمایا؟
- (۲) انہوں نے کن چیزوں سے اولاد کو بچانے کی رغبت اور کوشش فرمائی؟

- (۳) انہوں نے اولاد کے متعلق اپنے عزائم کی تکمیل کی خاطر کیا کیا؟
- جوابات میں قرآن و سنت کی روشنی میں تیس (۲۳) باتیں بیان کی گئی ہیں۔ ہر بات مستقل نمبر اور عنوان کے تحت ذکر کی گئی ہے۔

- ✽ کتاب کی تیاری میں قرآن و سنت کی ثابت شدہ معلومات پر اکتفا
- ✽ غیر ثابت شدہ احادیث اور اسرائیلی روایات سے کلی طور پر

اجتناب



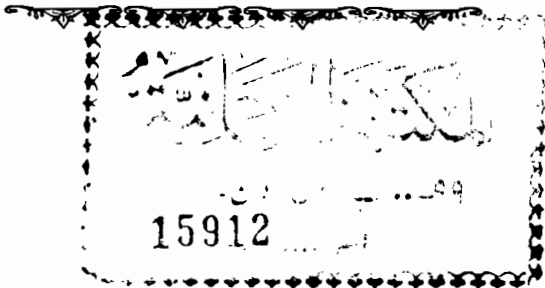
والدین کا احتساب

اس کتاب میں درج ذیل تین سوالوں کے توفیق الہی سے
جواب پیش کیے گئے ہیں:

(۱) کیا والدین کو نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا اولاد کے لیے
شرعاً ثابت ہے؟

(۲) احتساب والدین کے دوران اولاد کون کون سے درجات
استعمال کر سکتی ہے؟

(۳) احتساب والدین کے دوران اولاد کے لیے کن آداب کی پابندی
ضروری ہے؟



نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم

اس کتاب میں موضوع بالا کے متعلق چھیالیس باتیں بیان کی گئی

ہیں جن میں چند ایک درج ذیل ہیں:

✽ ہر مناسب وقت اور جگہ میں تعلیم

✽ تعلیم میں اشاروں، شکلوں اور لکڑیوں کا استعمال

✽ تعلیم بالعمیل

✽ پہلے اجمال پھر تفصیل

✽ فقیر طلبہ کے لیے ایثار

✽ طلبہ کے احوال کو پیش نظر رکھنا

✽ لائق طلبہ کی حوصلہ افزائی

✽ آسانی کرنے والے معلم

✽ حسب استطاعت علم سکھنے کی ترغیب

✽ کتاب کی بنیادی معلومات کے لیے مصدر و مراجع کتاب و سنت

✽ آیات شریفہ اور احادیث مبارکہ سے استدلال کرتے وقت کتب

تفسیر اور شروح حدیث سے بھرپور استفادہ





اذکار نافحہ

اس کتاب میں

توفیق الہی سے درج ذیل موضوعات کے متعلق قرآن و سنت کی روشنی میں گفتگو کی گئی ہے:

- ذکر کے (۱۹) فضائل
- قرآن کریم کے (۱۲) فضائل
- بعض سورتوں اور آیات کے فضائل
- اذان کے (۱۰) فضائل
- اذان کے متعلقہ اذکار کے فضائل
- وضو کے بعد پڑھی جانے والی دعا کی فضیلت
- مسجد میں داخل ہونے کی دعا کی فضیلت
- نماز کے بعض اذکار کے فضائل
- تہلیل، تجمید، تکبیر اور (لاحول ولا قوۃ الا باللہ) کے (۳۲) فضائل
- درود شریف کے (۸) فضائل
- استغفار کے (۱۶) فضائل
- صبح و شام کے بعض اذکار کے فضائل
- مرادیں پوری کروانے والے (۸) اذکار
- متفرق (۳۰) اذکار اور ان کے فضائل
- اذکار کے بارے میں (۳) تنبیہات



نبی کا مہینے
اولیٰ
بڑائی سے بڑھتیں
خواتین
کے
ذمہ داری

اسی کتاب کے پیچیدگی موضوعات

- ★ احتساب کے متعلق خواتین کی ذمہ داری
- ★ خواتین کے احتساب کرنے کی اہمیت
- ★ خواتین کے عام لوگوں، اقربا اور معارف کے احتساب کے ۵۷ واقعات
- ★ خواتین کے علماء اور طلبہ کا احتساب کرنے کے ۷ واقعات
- ★ خواتین کے اہل اقتدار کے احتساب کرنے کے ۶ واقعات
- ★ بازار میں بحیثیت محاسبہ عورت کی تقرری کی ممانعت کے دلائل
- ★ اس بارے میں چند شبہات اور ان کی حقیقت

کتاب کے امتیازی خصائص

- کتاب کی اساس قرآن و سنت
- آیات و احادیث سے استدلال کرتے وقت کتب تفسیر اور شروح حدیث سے راہ نمائی
- واقعات احتساب نقل کرنے کے لئے کتب حدیث، سیرت، تراجم اور تاریخ کے اصلی مراجع سے استفادہ
- احتساب کے ہر واقعہ سے حاصل شدہ دروس اور اس کے ساتھ ہی اختصار سے بیان